مُکمّل و مُدلّل

مسائل نماز

قرآن وحدیث کی روشنی میں

مؤلف:

مولانا محمد رفعت قاسمی

مدرّس دارالعلوم دیوبند

توصیف پبلی کیشنز

مکمّل مُدلّل

مسائل نماز

قرآن وسُنّت کی روشنی میں

حضرات مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کے ساتھ

مؤلف

مُولانا مُحمّد رِفعت قاسمیؒ مدرّس دارالعلوم دیوبند

توصیف پبلی کیشنز

اردو بازار۔ لاہور۔ فون 0333-4230838

نام کتاب: مکمل ومدلل مسائل نماز
مؤلف: مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی
طابع: زید بن اسلم
مطبع: لعل شاہ پرنٹرز
قیمت: -/175
ناشر: توصیف پبلی کیشنز اردو بازار لاہور۔ فون: 0333-4230838

❀ شمع بک ایجنسی یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
❀ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
❀ اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی
❀ احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی
❀ مکتبہ دارالقرآن اردو بازار کراچی
❀ علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی
❀ رحمان بک ہاؤس اردو بازار کراچی
❀ بیت القرآن اردو بازار کراچی
❀ حاجی امداد اکیڈمی جیل روڈ ٹاور مارکیٹ حیدرآباد
❀ بیت القرآن چھوٹی گھٹی شاہی بازار حیدرآباد

فہرست مضامین

انتساب ۹
عرض مؤلف ۱۰
تصدیق، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہم مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند ۱۱
ارشاد گرامی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۱
رائے گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۳
تقریظ فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری محدث کبیر دارالعلوم دیوبند ۱۳
نماز کیا ہے؟ ۱۵
صلوٰۃ کے معنی ۱۶
پانچ نمازوں کا ثبوت ۱۶
نمازیں سب سے پہلے کس نے پڑھیں ۱۷
نماز کی فضیلت ۱۷
نماز کا حقیقی مقصد ۱۸
نماز کے اجزاء ۲۰
نماز جامع عبادت کیوں؟ ۲۳
نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں ۲۷
پہلی شرط ۲۷
دوسری شرط ۲۸
تیسری شرط ۲۸
چوتھی شرط ۲۸
پانچویں شرط ۲۹
تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ۳۰
رکوع میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کا حکم ۳۱
نجاست غلیظہ وخفیفہ کی تعریف ۳۱
نجاست غلیظہ وخفیفہ کا حکم ۳۲
نماز کے اوقات ۳۲
فجر کا وقت ۳۳
ظہر کا وقت ۳۳
عصر کا وقت ۳۳
مغرب کا وقت ۳۳
عشاء کا وقت ۳۴
وتر کا وقت ۳۴
عیدین کا وقت ۳۵
نماز جمعہ کا وقت ۳۵
اوقات مکروہ ۳۵
چند اصطلاحی الفاظ کے معنی ۳۷
جماعت کا بیان ۳۸
جماعت کی مختصر فضیلت ۳۹
جماعت کا نظام کیوں ہے؟ ۴۰
جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں ۴۲
جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ ۴۴
نماز کے پابند بننے کا طریقہ ۴۵
کیسی ٹوپی سے نماز پڑھنا چاہیے؟ ۴۶
نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟ ۴۸
کون سے لباس میں نماز جائز ہے؟ ۴۸
نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنا ۵۲
نماز میں سونے اور چاندی کا استعمال ۵۲

عنوان	صفحہ
ناپاک کپڑے کا نمازی سے لگ جانا	۵۲
مقتدی اور امام سے متعلق مسائل	۵۳
کیا امامت کیلئے نسب کا لحاظ ضروری ہے؟	۵۶
بقیہ رکعتیں پوری کرنے والے کی اقتداء نہ کی جائے	۵۷
امام رکھنے کی گنجائش نہیں تو کیا کریں؟	۵۸
جب کوئی مقتدی نہ پہنچے تو امام کیلئے حکم	۵۸
مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا	۵۸
مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعاء	۵۹
تارک جماعت کا گھر جلانا؟	۵۹
امام کی عداوت کی وجہ سے ترک جماعت؟	۵۹
نماز کب توڑنا جائز ہے؟	۶۰
محلّہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو؟	۶۰
مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا کرے؟	۶۱
شیعہ کا سنیوں کی جماعت میں شرکت کرنا	۶۱
مسجد کی جماعت میں کیسے لوگ شریک نہ ہوں؟	۶۲
جس کو جماعت نہ ملے وہ نماز کہاں پڑھے؟	۶۳
جماعت سے الگ جو نماز پڑھے؟	۶۳
تنہا شخص نماز گھر میں پڑھے یا مسجد میں؟	۶۴
گھر پر مستقل جماعت کرنا؟	۶۴
ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟	۶۴
مسجد کے دور ہونے پر جماعت کا حکم	۶۵
افطار کی وجہ سے دیر میں جماعت کرنا؟	۶۵
جس مسجد میں امام و مؤذن متعین نہ ہوں؟	۶۰
جماعت کے لیے عورتوں کا جانا؟	۶۶
گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا؟	۶۶
تصویر والے مصلے پر نماز پڑھنا؟	۶۷
جماعت کی صف بندی کیوں؟	۶۷
رکعت چھوٹنے کی وجہ سے صف سے دور نیت باندھنا؟	۶۷ / ۶۸
صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟	۶۸
تجارت کی وجہ سے ترک جماعت؟	۶۹
مشق کے لیے بچوں کی جماعت کرانا	۶۹
صف اول کس کو کہتے ہیں	۶۹
زبردستی صف اول میں گھس جانا؟	۷۰
بالغ، کم عقل کا صف اول میں کھڑا ہونا؟	۷۰
تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک ہے؟	۷۰
نماز میں مونڈھے نرم کرنا؟	۷۱
صفوں سے متعلق مسائل	۷۱
معذور آدمی صف میں کہاں کھڑا ہو؟	۷۵
مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی جائے یا صحن میں؟	۷۹
مسجد میں جوتے رکھنا کیسا ہے؟	۷۹
چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھے یا خالی زمین پر؟	۸۰
ائیر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتداء جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں	۸۱
امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں؟	۸۵
اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟	۸۸
اقتداء کے صحیح نہ ہونے کے مسائل	۹۰
امام سے پہلے رکن ادا کرنا	۹۲
معذور شخص کا گھر پر بیٹھ کر امام کی اقتداء کرنا	۹۲
کیا ٹیلی ویژن سے اقتداء جائز ہے؟	۹۳
نماز میں امام کی پیروی کہاں ضروری ہے؟	۹۴
فرض اعمال میں پیروی کرنا؟	۹۴
نماز میں جہاں امام کی پیروی نہ کی جائے	۹۵
نمازی کے آگے سے گزر جانے کا بیان	۹۷
نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد	۹۹
نماز کے فرائض	۹۹
خلاصہ فرائض نماز	۱۰۱
واجب قرات کی مقدار	۱۰۱

عنوان	صفحہ
نماز کے واجبات	۱۰۱
سنت کی تعریف اور حکم	۱۰۴
نماز کی سنتیں	۱۰۵
نماز کے مستحبات	۱۰۹
فرائض الصلواۃ	۱۰۹
فرائض مختلف فیہا	۱۱۱
تعداد رکعات اور طریقہ نماز	۱۱۲
تشہد میں انگلی کس لفظ پر گرائے؟	۱۱۶
نماز میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ	۱۱۷
عورتیں نماز کیسے پڑھیں؟	۱۱۷
عورت بوقت ولادت نماز کیسے پڑھے؟	۱۱۹
مہندی لگا کر نماز پڑھنا؟	۱۱۹
لوپ کی حالت میں نماز پڑھنا؟	۱۲۰
لیکوریا کی مریض عورت کی نماز کا حکم	۱۲۰
عورتوں کی نماز سے متعلق مسائل	۱۲۰
نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو جانا؟	۱۲۴
سجدہ اور رکوع سے متعلق مسائل	۱۲۵
تکبیرات کا سنت طریقہ	۱۳۰
قومہ اور جلسہ کا مسنون طریقہ	۱۳۱
قومہ اور جلسہ میں دعا کا حکم	۱۳۳
نماز کے بعد دعاء زور سے یا آہستہ؟	۱۳۳
امام کے دوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا؟	۱۳۶
امام کا سلام کے بعد قبلہ کی طرف پھرنا؟	۱۳۸
نماز کے ختم پر سلام کیوں ہے؟	۱۳۸
نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے	۱۳۹
نماز کے فاسد ہونے سے متعلق مسائل	۱۴۵
جن چیزوں سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے	۱۴۹
قضاء نمازوں کا بیان	۱۵۴
ترتیب کب تک رہتی ہے؟	۱۵۷
ترتیب کے ختم ہونے کے بعد کا حکم	۱۵۷
نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اسی نماز کو پڑھنا	۱۶۰
قضاء نمازوں میں تاخیر کی گنجائش	۱۱۶۱
فوت شدہ نماز کی نیت	۱۶۱
اگر مرنے سے پہلے قضاء نماز ادا نہ کر سکا	۱۶۲
قضا نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟	۱۶۲
قضاء نماز کس وقت پڑھنی ناجائز ہے؟	۱۶۳
میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا؟	۱۶۴
مرض الموت میں خود فدیہ دینا؟	۱۶۴
اگر مرتد پھر اسلام قبول کر لے تو وہ نماز کیسے پڑھے؟	۱۶۴
رات میں بالغ ہونے پر عشا کی قضاء	۱۶۴
کیا قضاء نمازیں چھپ کر ادا کی جائیں	۱۶۵
سنتوں اور نوافل کا بیان	۱۶۶
نوافل کا ایک خاص فائدہ	۱۶۷
سنت پڑھنے کا طریقہ اور تعداد	۱۶۷
فجر وظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں؟	۱۶۹
جماعت کے لیے سنت پڑھنے والے کا انتظار کرنا؟	۱۶۹
فجر کی سنتیں جماعت کے وقت کیوں؟	۱۷۰
سنتوں کی فضیلت کس قاعدہ سے؟	۱۷۰
سنتوں کے مسائل	۱۷۱
کیا سنتوں کے بعد مزید دعا کریں؟	۱۷۵
اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتوں کا حکم	۱۷۷
نماز وتر کا طریقہ	۱۷۷
وتر سے متعلق مسائل	۱۷۸
مریض کے احکام	۱۸۰
مریض کے لیے تیمم کا حکم	۱۸۲
مریض اور معذور کی نماز	۱۸۳
انسان معذور کب بنتا ہے؟	۱۸۵
معذور سے متعلق مسائل	۱۸۷

عنوان	صفحہ
رکوع وسجود سے معذوری کا حکم	۱۸۹
جس مریض کو رکعات وغیرہ یاد نہ رہیں؟	۱۹۰
آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھنا؟	۱۹۰
پاگل اور بے ہوش کا حکم	۱۹۱
بھنگ وشراب سے عقل جانے پر نماز کا حکم	۱۹۱
نماز کی حالت میں پیٹ میں قراقر ہونا ریاح روک کر نماز پڑھنا؟	۱۹۱
نماز میں کھجلانا؟	۱۹۲
صحت کے زمانے کی نماز حالت بیماری میں پڑھنا	۱۹۲
مریض اور معذور کا قبلہ؟	۱۹۲
بے نمازی کی طرف سے فدیہ دیں تو وہ بری ہو گا یا نہیں؟	۱۹۳
وصیت کے باوجود فدیہ نہ دیا تو؟	۱۹۴
نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟	۱۹۴
مریض کا زندگی میں نمازوں کا فدیہ دینا کیسا ہے؟	۱۹۵
حیلہ اسقاط	۱۹۶
متفرق مسائل	۱۹۶
جس ملک میں رات مختصر ہو وہاں نماز کا حکم	۱۹۶
جہاں عشاء کا وقت نہ ملے تو نماز عشاء کا حکم	۱۹۷
جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو نماز کیسے پڑھیں؟	۱۹۹
نمازوں میں فصل کرنے کا طریقہ	۱۹۹
چاند ومریخ پر نماز کا حکم اور طریقہ	۲۰۰
اولاد کو نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرنا؟	۲۰۱
نماز کے لیے جگانا کیسا ہے؟	۲۰۱
ایک سانس میں سورہ فاتحہ پڑھنا؟	۲۰۲
فرض نمازوں میں بتدریج پورا قرآن پڑھنا؟	۲۰۲
نماز کی حالت میں لکھی ہوئی چیز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟	۲۰۳
وقت کی تنگی کے وقت تیمم سے نماز پڑھنا؟	۲۰۳
نماز فجر کے بعد کتاب سنانا کیسا ہے؟	۲۰۳
نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا	۲۰۳
نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم	۲۰۳
نماز میں قرأت کتنی اور کیسی؟	۲۰۴
امام کے لیے بلند آواز کا درجہ کیا ہے؟	۲۰۵
جہر وسر کی تشریح	۲۰۵
ضالین کو دوالین پڑھنا	۲۰۶
ہونٹ بند کر کے قرأت کرنا	۲۰۶
خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان	۲۰۷
کیا صرف فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے؟	۲۰۸
زیر ناف کے بال نہ مونڈنے والے کی نماز کا حکم	۲۰۹
کیا سنکھ بجنے سے نماز میں خرابی آتی ہے؟	۲۰۹
نماز کی حالت میں نابینا کا رخ صحیح کرنا؟	۲۰۹
نماز میں وسوسوں کا آنا اور اس کا علاج	۲۱۱
نماز فجر میں قرأت کی مقدار	۲۱۲
رکعت حاصل کرنے کے لیے دوڑنا؟	۲۱۲
نماز کب توڑی جائے؟	۲۱۳
اگر فرض نماز پڑھ رہا تھا اور پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی تو؟	۲۱۴
نماز میں قبلہ سے سینہ پھر جانا؟	۲۱۵
امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا؟	۲۱۵
امام کا کسی کی رعایت سے قرات لمبی کرنا؟	۲۱۶
نماز کے دوران آنکھیں بند کر لینا؟	۲۱۶
آتش دان اور تصویر والے گھر میں نماز پڑھنا	۲۱۶
قبر کے سامنے نماز پڑھنا	۲۱۷
نماز میں کھنکارنا یا گلا صاف کرنا؟	۲۱۷
نماز میں قہقہہ کا حکم	۲۱۸
نماز میں ستر کا کھل جانا؟	۲۱۹
چراغ سامنے رکھ کر نماز کا حکم	۲۲۰

عنوان	صفحہ
اگر صبح کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا	۲۲۰
سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد نماز پڑھیں؟	۲۲۰
مغرب کی نماز کب تک ادا کی جاسکتی ہے؟	۲۲۱
بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز پڑھنا؟	۲۲۱
ٹی وی والے کمرہ میں نماز پڑھنا؟	۲۲۱
غیر مسلم کے گھر میں نماز پڑھنا؟	۲۲۱
رشوت خور کی نماز کا حکم	۲۲۲
گونگے کی نماز کا حکم	۲۲۲
نمازی کے سامنے روضہ مبارک ﷺ کی تصویر کا ہونا	۲۲۲
نماز میں نام مبارک ﷺ سن کر درود پڑھنا	۲۲۲
فجر کی نماز پڑھ کر کپڑوں پر منی دیکھی؟	۲۲۳
نماز کے بعد صف سے کچھ پیچھے ہو جانا؟	۲۲۳
چوبیس گھنٹہ کی نمازیں ایک نظر میں	۲۲۳
فرض نمازیں	۲۲۳
واجب نمازیں	۲۲۴
مسنون نمازیں	۲۲۴
مستحب نمازیں	۲۲۴
نماز تہجد	۲۲۴
شکرانے کی نماز کا طریقہ	۲۲۷
نماز چاشت	۲۲۷
تحیۃ المسجد	۲۲۹
سنت وضو	۲۲۹
نماز سفر	۲۳۰
نماز استخارہ	۲۳۱
نماز حاجت	۲۳۲
صلوٰۃ الاوابین	۲۳۳
صلوٰۃ التسبیح	۲۳۳
نماز توبہ	۲۳۵
نماز قتل	۲۳۵
نماز تراویح	۲۳۶
نماز احرام	۲۳۹
نماز کسوف ونماز خسوف	۲۳۹
خوف کی نماز	۲۴۱
نماز عشق	۲۴۳
سجدہ سہو کا بیان	۲۴۴
سجدہ سہو کے اصول	۲۴۴
سجدہ سہو کا طریقہ	۲۴۵
امام کو غلطی بتانے کا حکم	۲۴۷
نماز میں قرات کی غلطی کا قاعدہ کلیہ	۲۴۹
نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا؟	۲۵۰
تجوید کی رعایت کے بغیر پڑھنا؟	۲۵۱
ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا؟	۲۵۱
رموز و اوقاف پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی بحث	۲۵۲
بعض لفظوں میں دو قرأتیں	۲۵۳
صیغہ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا	۲۵۳
قرأت میں سہو (بھول ہو جانے) کے مسائل	۲۵۳
نماز میں سورۃ فاتحہ یا صرف سورت پڑھی؟	۲۵۴
سورہ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لی؟	۲۵۵
سورہ فاتحہ کے بجائے کوئی سورت پڑھ لی؟	۲۵۵
فاتحہ کے بعد جس سورت کا ارادہ کیا وہ نہیں پڑھی	۲۵۶
التحیات کے بجائے فاتحہ یا فاتحہ کے بجائے التحیات پڑھ لی؟	۲۵۶
فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش کھڑا رہا	۲۵۶
تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے	۲۵۷
فرض کی آخری رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا	۲۵۷
فرض کی پہلی رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے؟	۲۵۸
آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قرات کرنا؟	۲۵۸
سجدہ تلاوت کی تاخیر سے سجدہ سہو کا حکم	۲۶۰
شک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا؟	۲۶۱

سجدہ سہو میں تمام نمازیں برابر ہیں	۲۶۱
سنت و نوافل میں پہلے قعدہ کا حکم	۲۶۱
قرات میں درمیان سے آیت کا چھوٹنا	۲۶۲
اگر رکعت کی تعداد میں شک ہو گیا تو؟	۲۶۲
قعدہ اولیٰ میں بھول کر سلام پھر دیا؟	۲۶۴
اگر قیام کی حالت میں التحیات پڑھ لی؟	۲۶۵
اگر قعدہ اخیرہ بھول جائے؟	۲۶۵
تین حالتوں کا ایک حکم	۲۶۶
قعدہ (بیٹھنے) میں سہو کے مسائل	۲۶۷
اذکار اور تسبیحات میں سہو کے مسائل	۲۶۹
رکوع و سجدہ میں سہو کے مسائل	۲۷۰
امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ رہ گیا تو؟	۲۷۱
اگر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لی؟	۲۷۲
اگر سجدہ کرنے میں شک ہو گیا؟	۲۷۳
سجدہ سہو میں شک ہو گیا تو؟	۲۷۳
تکبیرات کا صحیح طریقہ	۲۷۳
تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟	۲۷۵
بعد میں آنے والا رکوع میں کس طرح جائے؟	۲۷۶
رکوع و سجود کی تسبیحات زور سے پڑھیں یا آہستہ؟	۲۷۷
تکبیرات میں سہو کے مسائل	۲۷۷
مسبوق و لاحق کی تعریف اور متعلقہ احکام	۲۷۸
باقی ماندہ نماز پڑھنے والے اقتداء کرنا	۲۸۲
ایک مسبوق کو دیکھ کر دوسرا مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتیں پوری کرے؟	۲۸۲
حرم شریف میں بھیڑ کے وقت مسبوق کیلئے حکم	۲۸۳
مسبوق پر سجدہ سہو کا حکم	۲۸۳
مقیم مقتدی مسافر امام کے پیچھے سجدہ سہو کیسے کرے؟	۲۸۴
لاحق پر سجدہ سہو کا حکم	۲۸۴
امام نے سلام کے کچھ دیر بعد سجدہ سہو کیا تو مسبوق کیا کرے؟	۲۸۴
امام کو سہو ہونے کے بعد وضو بھی ٹوٹ گیا	۲۸۶
نماز میں حدث (بے وضو) ہو جانے کا بیان	۲۸۶
امام نے سورہ الناس پڑھی تو مسبوق کون سی سورت پڑھے؟	۲۸۹
جماعت کے لوٹانے میں نئے نمازی کا شرکت کرنا	۲۹۰
فضائل و آداب دعا	۲۹۱
اوقات اجابت یعنی دعا قبول ہونے کے خاص وقت	۲۹۴
مقبولیت دعاء کے خاص حالات	۲۹۵
مکانات اجابت (یعنی دعا قبول ہونے کی خاص جگہیں)	۲۹۷
وہ لوگ جن کی زیادہ دعا قبول ہوتی ہے	۲۹۷
میت کی نماز روزہ حج زکوۃ اور مرنے کے بعد دوسرے حقوق ادا کرنے کا شرعی طریقہ	۲۹۸
حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت	۲۹۸
الاستفتاء	۲۹۹
الجواب	۳۰۰
مسائل فدیہ نماز روزہ وغیرہ	۳۰۳
ماخذ و مراجع کتاب	۳۰۵

❀❀❀

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے خسر محترم مولانا وحید الزمان کیرانوی نور اللہ مرقدہ استاذ ادب و حدیث و معاون مہتمم دار العلوم دیو بند کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے ایما پر یہ کام شروع کیا تھا مگر افسوس کہ موصوف مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء کو رحلت فرما گئے۔

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

یا اللہ! اس عظیم مربی، دیدہ ور منتظم، بلند پایہ ادیب و خطیب اور باکمال مصنف کی مغفرت فرما کر مرحوم کی قبر کو اپنے انوار سے بھر دے۔ (آمین یا رب العالمین)

محمد رفعت قاسمی

مدرس دار العلوم دیو بند

عرض مولف

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ﴾

امابعد! اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مسائل کے انتخاب کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس کو عوام و خواص نے نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنے مفید اور بیش قیمت مشوروں سے بھی نوازا جن کی بدولت مختلف موضوعات کے انتخاب میں مدد ملتی رہتی ہے۔

فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ

بنام خدا کتاب مکمل و مدلل مسائل نماز پیش ہے جس میں نماز سے متعلق تکبیر تحریمہ سے لے کر دعا تک تمام ضروری مسائل شامل ہیں جن کی مجموعی تعداد تقریباً پندرہ سو ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اساتذہ و مفتیان کرام کی توجہ اور ان کی دعاؤں کا طفیل ہے بالخصوص جامع شریعت و طریقت فقیہ الامت سیدی و شیخی حضرت مولانا مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی شفقت و محبت و جذبہ عمل اور اخلاص کا نتیجہ ہے۔

یا اللہ ان حضرات کا سایہ عاطفت صحت و عافیت کے ساتھ تادیر ہم پر قائم و دائم رہے۔ آمین

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ حقیر بچنے کا دعویٰ کرے لیکن اپنی جدوجہد و کاوش کی حد تک جو کچھ بھی اخلاص کے ساتھ کرسکتا تھا کیا کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے بزار احتیاط کے بعد بھی اگر کوئی غلطی کتابت و طباعت صحت وغیرہ کی نظر سے گزرے تو قارئین کرام مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

محمد رفعت قاسمی خادم التدریس دارالعلوم دیوبند مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء

تصدیق

جامع شریعت وطریقت فقیہ الامت سیدی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہ چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

الحمد لله وحده و الصلوة والسلام على من لا نبي بعده اما بعد

زیر نظر کتاب ''مکمل ومدلل مسائل نماز'' مرتبہ عزیزم مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند اپنے موضوع پر نہایت مفید اور جامع کتاب ہے موصوف نے بہت سے مستند فتاویٰ اور دیگر متعلقہ کتب کا نہایت عرق ریزی کے ساتھ مطالعہ کر کے نماز سے متعلق ضروری مسائل بہت ہی سلیقہ سے مع حوالہ جات جمع فرما کرامت پر احسان عظیم فرمایا ہے اور اخلاقی مسائل بہت ہی سلیقہ سے مع حوالہ جات جمع فرما کرامت پر احسان عظیم فرمایا ہے اور اخلاقی مسائل کے اندر قول راجح اور مفتی بہ کو اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب عوام وخواص دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید اور نافع ہے۔ حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے اور مولف سلمہ کو دارین کی ترقیات سے نوازے اور نجات کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی دینی خدمت کا موقعہ عنایت فرمائے۔

(آمین) العبد محمود چھتہ مسجد دارالعلوم دیوبند ۲۵ شوال ۱۴۱۶ھ

ارشاد گرامی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ ﴿ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَبعد ﴾

پیش نظر کتاب (مسائل نماز قرآن وسنت کی روشنی میں) بالاستیعاب حرفاً حرفاً مطالعہ کرنے کا موقعہ تو نصیب نہ ہوا البتہ جابجا اہم اہم مقامات کو دیکھا، صحیح پایا اور مؤلف موصوف کی بہت سی کتابیں نافع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اس لیے ظن غالب ہے کہ یہ کتاب بھی عند العوام والخواص سب کے یہاں حسب سابق مقبول ومفید ہوگی۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں اور سب کے لیے نافع بنائیں آمین

کتبہ

العبد نظام الدین ۵/۴/۱۴۱۷ھ

رائے گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم مرتب فتاویٰ دارالعلوم ومفتی دارالعلوم دیوبند

﴿ الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی﴾

امابعد اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ عام مسلمانوں میں احکام شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ ابھر رہا ہے اور دین کی طرف ہر مسلمان دل وجان سے مائل ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری مسجدیں کافی آباد ہیں۔ اور جہاں جہاں مسجدیں ہیں اس آبادی کے سارے لوگ پابندی سے مسجدوں میں آتے ہیں اور جماعت کے ساتھ ایک امام کی اقتداء میں اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے ماشاءاللہ مسجدوں کی رونق دوبالا ہے۔

نمازیوں کو دن رات نماز کے مسائل واحکام جاننے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ نماز کے مسائل کافی پھیلے ہوئے ہیں ہمارے فقہائے کرام نے اس سلسلہ میں بڑی محنت وکاوش سے ان تمام مسائل کو مختلف کتابوں میں جمع کر دیا ہے، ضرورت تھی کہ مسائل نماز کو یکجا کر دیا جائے اور حوالہ جات کے ساتھ مختلف کتابوں میں جو مسائل بکھرے ہوئے ہیں ایک کتاب میں جمع کر دیئے جائیں۔

رب العزت قاری رفعت صاحب کو جزائے خیر دے کہ آپ نے یہ فریضہ انجام دیا اور نماز کے بیشتر مسئلے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ موصوف کی اس سے پہلے بھی متعدد کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں رب قدیر ان کی اس خدمت کو بھی قبول فرمائے اور مزید علمی کاموں کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

محتاج دعا

محمد ظفیر الدین غفرلہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند

۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالن پوری محدث کبیر دارالعلوم دیوبند

﴿الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة والسلام علی عبده و رسوله محمد رحمة للعالمین ' و علی اله و اصحابه اجمعین اما بعد﴾

نماز ام الاعمال ہے' تقرب الٰہی کے تمام اعمال کا مرکز اور مجموعہ ہے' دین کی عمارت کا بنیادی ستون ہے' پھر یہ کہ نماز مومن کی معراج ہے جو انسان کو تجلیات اخروی کے قابل بناتی ہے ارشاد نبوی ہے کہ عنقریب تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے پس اگر تم پر مشاغل غلبہ نہ پائیں تو تم طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل کی نمازوں کا پورا اہتمام کرو نماز محبت الٰہی اور رحمت خداوندی کا عظیم ترین سبب بھی ہے اور جب کوئی بندہ نماز کا دلدادہ ہو جاتا ہے تو تجلیات خداوندی اور انوار الٰہی اس کو ڈھانک لیتے ہیں نماز گناہوں کا کفارہ بھی ہے ارشاد خداوندی ہے کہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں اور ارشاد نبوی ہے کہ بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو' جس میں روزانہ پانچ دفعہ وہ نہاتا ہو' تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھوتے اور مٹاتے ہیں۔[متفق علیہ]

مگر ہر کام کا فائدہ اسی وقت متصور ہے جب کہ اس کام کو ڈھنگ سے کیا جائے۔ دنیا کے معمولی کام بھی اس کے متقاضی ہیں کہ ان کو صحیح انداز پر کیا جائے جب ہی نفع ہو سکتا ہے' دین کے کام اور وہ بھی نماز جیسی اہم عبادت کیوں نہ اس کا تقاضا کرے گی؟ اس لیے علماء کرام نے ہر زمانہ

میں خاص نماز کو موضوع بنا کر مسائل جمع کیے ہیں تا کہ امت ان کتابوں کے ذریعہ اپنی نمازوں کی اصلاح کر سکے۔ ہماری اردو زبان میں متعدد اچھی اچھی چھوٹی بڑی کتابیں متداول ہیں مگر کہتے ہیں کہ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی خوبی ایسی ضرور ہوتی ہے جو دوسری کتاب میں نہیں ہوتی۔ اس لیے اب ہمارے بھائی فاضل دارالعلوم دیوبند اور استاذ دارالعلوم دیوبند مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب نے ایک جامع کتاب نماز کے موضوع پر مرتب کی ہے میں نے ابھی اس سے استفادہ نہیں کیا ہے' ان شاء اللہ زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد دیکھوں گا۔ مگر چوں کہ موصوف ایک درجن کتابیں دینیات کے موضوع ہی پر امت کے سامنے پیش کر چکے ہیں اور وہ قبول عام حاصل کر چکی ہیں' اس لیے امید کامل ہے کہ یہ کتاب بھی اسی انداز کی ہوگی بلکہ ان سے بہتر ہوگی' کیونکہ آدمی ہر آنے والے دن میں ترقی کی منازل طے کرتا ہے اور خوبیوں کی طرف بڑھتا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی مولانا محمد رفعت صاحب زید مجدہ کی یہ محنت قبول فرمائیں اور امت کو اس کام سے اور ان کے دوسرے کاموں سے خوب فیض پہنچائیں اور ان کو مزید حسنات کی توفیق عطا فرمائیں

﴿و صلى الله على النبي الكريم وعلى اله وصحبه اجمعين و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين﴾

کتبہ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
خادم دارالعلوم دیوبند
۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز کیا ہے؟

﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴾

''قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں سے''

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں۔ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی' ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے نبی ﷺ کی امت پر ابتدائے رسالت میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک قبل آفتاب نکلنے کے اور ایک قبل آفتاب ڈوبنے کے۔

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی کریم کو معراج سے نوازا گیا تو نماز ان پانچ وقتوں میں فرض کی گئی۔

فجر ظہر عصر مغرب عشاء ان پانچوں وقتوں کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی امتوں پر کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی۔ [علم الفقہ صفحہ ا جلد ۲]

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام کا دارو مدار اسی پر ہے تب بھی بالکل مبالغہ نہیں ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت نماز فرض عین ہے۔ امیر ہو یا فقیر تندرست ہو یا مریض مسافر ہو یا مقیم یہاں تک کہ دشمن کے مقابلہ میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ عورت کو جب وہ دردزہ میں مبتلا ہو' جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث کے مبارک صفحات لبریز ہیں کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید شریعت میں نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے امام شافعی بھی اس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں' ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اس کے کفر کے قائل نہیں ہیں مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لئے سخت تعزیر ہے۔

تمام وہ احادیث جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو قطعی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا اور رسول کے نزدیک گنہگار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہوں میں ایک بڑے درجہ کا گناہ ہے۔

[علم الفقہ صفحہ ۳ جلد ۲۔ درمختار صفحہ ۹ جلد ا کتاب الصلوۃ]

صلوٰۃ کے معنی لغت میں صلوۃ کے معنی دعاء کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں صلوۃ اس خاص عبادت کا نام ہے جو ارکان و شرائط کے ساتھ چند مخصوص اقوال و افعال کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ جس کی ابتداء تکبیر سے ہوتی ہے اور اختتام سلام پر ہوتا ہے۔ فارسی اور اردو میں بھی اس کو ''نماز'' کہتے ہیں۔ [مظاہر حق صفحہ ۱۰۵ جلد اول]

پانچ نمازوں کا ثبوت اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے (اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا) [پارہ ۵ سورۃ النساء] یعنی بلاشبہ نماز ایمان داروں پر فرض ہے جن کے اوقات مقرر ہیں۔ اس آیت میں ''کتابا'' بمعنی مکتوب مفروض کے ہیں یعنی وہ امر جس کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور لفظ موقوت کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سے ہر ایک کے لیے اوقات کی حد مقرر ہے۔ اس آیت شریفہ میں بتا دیا گیا ہے کہ نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اور ان کے اوقات کا علم رسول ﷺ کو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ (اس باب میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو بتا دیں۔

ممکن ہے کہ بعض لوگ کہیں کہ قرآن کریم سے صرف نماز کی فرضیت ثابت ہے اور اس کی تعداد کے پانچ ہونے اور خاص طریقہ سے ادا کئے جانے کی بابت قرآن کریم میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم ہے کہ جو کچھ بھی ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ سب لوگوں کو بتا دیں۔ ساتھ ہی لوگوں کو یہ حکم ہے کہ رسول ﷺ جس طرح فرمائیں اس کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ

فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ [پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر] جو کچھ رسول ﷺ کا ارشاد ہے اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہو۔

لہٰذا رسول ﷺ نے جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا وہ گویا قرآن ہی سے ثابت ہے بکثرت صحیح احادیث ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازوں کی تعداد پانچ ہے۔ یہ حدیثیں تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں جن سے ثابت ہے کہ نمازیں پانچ ہیں۔

[کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ ۲۸۶' درمختار صفحہ ۶ جلد اول وفتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۳۳ جلد ۲]

نمازیں سب سے پہلے کس نے پڑھیں؟ عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت پڑھی جب آپ جنت سے نکل کر باہر آئے اور رات کی تاریکی کے بعد صبح ہوئی۔ اور ظہر کی نماز سب سے پہلے زوال آفتاب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی اور یہ اس وقت پڑھی تھی جب آپ کو اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔ اور عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی جس وقت آپ مچھلی کے پیٹ سے صحیح وسالم نکلے اور دوبارہ زندگی پائی۔ اور مغرب کی نماز بطور شکر یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب سے پہلے ادا کی اور عشاء کی نماز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت ادا کی جب آپ مدین سے نکلے تھے۔ اور اب ہم سب مسلمانوں پر یہ پانچوں نمازیں فرض ہیں۔ [درمختار ص ۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

نماز کی فضیلت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ❶ توحید اور رسالت کا اقرار کرنا۔ ❷ نماز پڑھنا ❸ زکوۃ دینا۔ ❹ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ ❺ بشرط قدرت حج کرنا۔ [بخاری ومسلم]

نبی کریم نے فرمایا کہ ایمان اور کفر کے درمیان میں نماز حد فاصل ہے۔ [مسلم]۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ [مشکوٰۃ]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ جاڑوں کے زمانے میں جب کہ پت جھڑ (موسم خزاں) ہو رہا تھا باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر ہلائیں اس سے بکثرت پتے گرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب کوئی خلوص دل سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اسی طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

[مسند امام احمد]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں کون سی عبادت زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز۔

[بخاری و مسلم][علم الفقہ ص ۵ جلد ۲]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے گناہ سب بخش دے گا۔ اور جنت عطا فرمائے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرایا (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اور نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور قارون وغیرہ بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا اس لئے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ [بہشتی زیور ص ۹ جلد ۲ بحوالہ مسلم]

نماز کا حقیقی مقصد: نماز کا اصل مقصد یہ ہے کہ خالق کائنات کی عظمت کا نقش مرتسم ہو جائے یہاں تک کہ (عذاب الٰہی سے) ڈرتے ہوئے اس کے احکامات کی تعمیل اور ممنوعات سے پرہیز کیا جائے۔

اس میں تمام بنی نوع انسان کا فائدہ ہے کیونکہ جو شخص نیکیوں پر عمل پیرا ہو اور برائیوں سے کنارہ کش ہے اس سے بھلائی اور نفع کے سوا اور کوئی بات سرزد نہیں ہو سکتی۔ اور وہ شخص جو نماز پڑھ لیتا ہو لیکن اس کا دل خدا سے غافل ہو اور خواہشات نفسانی ولذات جسمانی میں لگا ہوا ہو اس کی نماز سے گو بقول بعض ائمہ ادائے فرض تو ہو جائے گا لیکن درحقیقت مطلوبہ مقصد حاصل نہ ہوگا۔ نماز کامل دراصل وہ ہے جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۝

﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ (یعنی وہ مسلمان جو نماز میں خشوع سے کام لیتے ہیں فلاح پا گئے) [پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون]

نماز کا حقیقی مقصد: نیازمندی کے ساتھ خدائے خالق زمین وآسمان کی برتری کا اعتراف اور اس کی لازوال عظمت اور غیر فانی عزت کے آگے سرنگوں ہونا ہے۔ لہٰذا حقیقی معنوں میں کوئی شخص نمازی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل حاضر، خدائے واحد کے خوف سے پر، باطل وسوسوں اور ضرر رساں خیالات سے خالی ہو کر طالب نجات نہ ہو پس اگر انسان اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو اور اس حال میں اس کا دل خشوع وخضوع سے پر ہو اور اپنے پروردگار، قادر وقاہر، صاحب سطوت لا متناہی ومالک قدرت بے پناہ کے سامنے عاجزی وفروتنی سے حاضر ہو وہی شخص اپنے گناہوں سے تائب اور اپنے رب کی جانب مائل ہوگا۔ تب ہی اس کے ظاہری وباطنی اعمال کی اصلاح ہو سکے گی۔ اس کا رابطہ اس کے پروردگار کے ساتھ مضبوط ہوگا، اور وہی بندگان حق تعالیٰ کے زمرہ میں شامل اور دین کے قائم کردہ حدود پر قائم ہوگا اور وہی ان امور سے باز رہے گا جس سے رب العالمین نے منع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (یعنی بلاشبہ نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ کاموں سے باز رکھتی ہے) اور حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کی یہی صورت ہے۔ [پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت]

غرض جو نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ امور سے مانع ہے وہی نماز ہے جس میں بندہ اپنے رب کی عظمت کا اعتراف کرے، اس (کے عذاب) سے ڈرے اور اس کی رحمت کا امیدوار ہو۔ اور ہر شخص کو نماز سے اس قدر فیض ملتا ہے جتنا کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو اور اس کا قلب اللہ کی جانب مائل ہو۔ کیونکہ اللہ پاک اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے، ان کی ظاہری صورت پر نہیں جاتا۔ اسی لئے ارشاد باری ہے۔ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ [پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ] (یعنی نماز کو ذکر الٰہی میں منہمک ہو کر پوری طرح ادا کرنا چاہیے) جس کا دل اپنے رب کی یاد سے غافل ہو وہ اللہ کا عبادت گزار نہیں ہے، لہٰذا حقیقی معنوں میں ایسا شخص نمازی نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے ((لا ینظر اللّٰه الی صلوة لا یحضر الرجل فیها قلبه مع بدنه)) یعنی جب تک کوئی شخص تن من کے ساتھ حاضر نہ ہو اللہ رب العزت اس کی نماز کی طرف نہ دیکھے گا۔ دین کی نگاہ میں نماز یہی ہے، اور اسی نماز کو نفوس انسانی کے سنوارنے اور اخلاق کے

درست کرنے میں دخل ہے' کیونکہ نماز کے ہر جزو میں انسانی فطری فضائل کی برتری کا دستور العمل اور انسانی پسندیدہ خصائل میں سے کسی نہ کسی خصلت کی مشق ہے۔
اب ہم کسی قدر اعمال صلوٰۃ کا ذکر کرتے ہیں کہ نفوس انسانی کے سنوارنے میں ان کا کیا اثر ہے۔

نماز کے اجزاء: (ان اجزاء میں سے) ایک جزو نیت ہے۔اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم ادائے نماز کی پوری پوری بجا آوری کا تہہ دل سے ارادہ کرنا'یعنی اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔اور چاہیے کہ وہ محض خوشنودی مولا کے لئے ہو۔اب اگر کوئی شخص یہ عمل دن رات میں پانچ بار انجام دے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کیفیت اس کی طبیعت میں جم جائے گی اور یہ اس کی صفات فاضلہ میں سے ہو جائے گی۔جس کا بہترین اثر اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر پڑے گا۔

انسانی معاشرے کے لئے قول وفعل میں خلوص نیت سے زیادہ سودمند کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔اگر لوگ اپنے قول وفعل میں باہم پرخلوص ہوں تو یقیناً ان کی زندگی نہایت دل پسند اور خوشگوار ہوگی۔ان کے حالات دنیا و آخرت میں بہتر ہوں گے اور کامیابی سے ہم کنار ہوں گے۔(نماز کا) دوسرا جزو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونا ہے۔نماز پڑھنے والا تن من سے اپنے پروردگار کے سامنے آنکھیں جھکائے کھڑے ہو کر نجات کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ (بندہ کی) رگ جان سے زیادہ قریب ہے۔لہٰذا جو کچھ بندہ کہتا ہے پروردگار اس کو سنتا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کو جانتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی شخص اس عمل کو رات دن میں متعدد بار کرتا رہے تو یقیناً اس کے دل میں اپنے پروردگار کی جگہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری کرے گا اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہے گا۔نتیجہ یہ ہوگا کہ اس شخص سے انسانیت کے خلاف کوئی امر سرزد نہ ہوگا کسی کی جان پر تعدی اور کسی کے مال پر ظلم نہ کرے گا اور کسی کے دین اور آبرو کو اس سے ایذاء نہ پہنچے گی۔

تیسرا جزو قرات (یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا) ہے ائمہ کے نزدیک اس کے متعلقہ احکام کی تفصیل آگے آئے گی قرآن پڑھنے والے کو نہ چاہیے کہ زبان پڑھے اور دل غافل ہو' بلکہ لازم ہے کہ جو کچھ پڑھے اس کے مطالب پر غور وفکر کرے'اور جو کچھ کہتا ہے اس سے خود بھی نصیحت

پکڑے پس جب زبان پر اللہ تعالیٰ پروردگار عالم کا ذکر جاری ہو تو اس کی عظمت اور قدرت کی ہیبت اس کے قلب پر طاری ہونا چاہیے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ [پارہ ۹' سورۃ الانفال]

''یعنی ایمان والوں کی نشانی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دلوں پر اس کی ہیبت طاری ہو' اور جب آیات قرآنی ان کے سامنے پڑھی جائیں تو ان کے ایمان میں اور پختگی پیدا ہو۔''

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی صفات رحمت واحسان کا بیان ہو تو واجب ہے کہ انسان دل میں سوچے کہ ان صفات کریمہ سے وہ کس طرح خود کو آراستہ کر سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

((تخلقوا باخلاق الله فهو سبحانه كريم عفو غفور عادل لا يظلم الناس شيئا))

'' (یعنی لوگو! تم اپنے اندر خلق الٰہی پیدا کرو' وہ ذات پاک بخشش کرنے والی' معاف کرنے والی' مغفرت کرنے والی اور عادل' اور کسی پر مطلق ظلم نہیں کرتی)''

لہٰذا انسان مکلّف ہے کہ اپنے آپ میں یہ اخلاق پیدا کرے' اب اگر کوئی شخص قرآن حکیم کی ایسی آیات پڑھے گا جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کریمہ کا بیان ہے' اور اس کے مطالب کو سمجھے گا' اور یہ عمل دن رات میں بکثرت بار بار کیا جائے گا تو لامحالہ اس کی طبیعت اس سے متاثر ہو گی' اور جب طبیعت پر ان صفات جمیلہ کا اثر ہو گا تو اس کی طبیعت ان صفات سے خود متصف ہونے کی جانب مائل ہو گی۔ غرض تہذیب نفس واخلاق کے لئے یہ عمل سب سے زیادہ کارگر ہے۔

چوتھا جزو ''رکوع وسجود'' (یعنی اللہ کے آگے جھکنا اور سجدہ کرنا) ہے یہ اعمال اس مالک الملک خالق ارض وسماء ومافیہا کی تعظیم کا نشان ہیں' لیکن نماز پڑھنے والا جو اپنے رب کے حضور (نماز میں) جھکتا ہے' اس کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ خاص کیفیت کے ساتھ اپنی پیٹھ کو دوہری کر لے' بلکہ ضروری ہے کہ اس کا دل اس امر سے آگاہ ہو کہ وہ ایک ادنیٰ بندہ ہے' اپنے خدائے بزرگ وبرتر کے آگے جھکتا ہے' جس کی قدرتوں کا کچھ شمار نہیں' اور اس کی عظمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔

نمازی کے دل میں جب یہ تصور دن رات کے اندر متعدد بار پیدا ہوگا' تو اس کا قلب ہمیشہ اپنے پروردگار کے (عذاب) سے خائف رہے گا۔ اور کوئی ایسا کام جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو' اس سے سرزد نہ ہوگا۔ اسی طرح نمازی جو اپنے خالق کے آگے سربسجود ہو کر اور اپنی پیشانی کو زمین پر رکھتا ہے گویا اپنے پروردگار کی بندگی کا اظہار کرتا ہے' لہٰذا اس کا دل بندگی کی بے چارگی اور خالق و پروردگار عالم کی عظمت سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس سے لازم ہے کہ اس کے دل میں خوف و خشیت الٰہی پیدا ہو' اور اس کے نفس کی تہذیب ہو' اور گناہوں اور ناپسندیدہ باتوں سے باز رہے۔

ان امور کے علاوہ نماز میں اور بھی عظیم الشان اجتماعی مفید باتیں ہیں' منجملہ ان کے ایک ''جماعت'' ہے۔ اسلام میں نماز باجماعت کا حکم ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ترغیب فرمائی ہے کہ:

((صلوة الجماعة افضل من الصلوة الفذ بسبع و عشرين درجة))

''(یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں الگ الگ نماز پڑھنے سے ستر درجے زیادہ فضیلت ہے)۔''

سیدھی اور پیوستہ صفوں میں اکٹھا ہو کر نماز پڑھنے سے اس امر کا اظہار ہے کہ ان کے جدا جدا قلوب باہم ایک دوسرے کے قریب ہیں اور کینہ و حسد سے دور رہیں اتحاد و اتفاق کے لئے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دیا ہے۔ یہ عمل سب سے زیادہ کارگر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ [پارہ ۴ سورۃ آل عمران]

''(یعنی لوگو! اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باہم پھوٹ نہ ڈالو)''

نیز نماز باجماعت اس اخوت کی یاد دلاتی ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [پارہ ۲۶ سورۃ حجرات]

''(یعنی تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں)''

پس وہ مسلمان جو پروردگار واحد کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ انہیں یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیے کہ وہ باہم بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا لازم ہے کہ جو بڑے ہیں وہ چھوٹوں پر رحم کریں' اور جو چھوٹے ہیں وہ اپنے بڑوں کی توقیر کریں۔ جو امیر ہیں وہ غریبوں کی حاجت روائی اور جو قوی ہیں وہ کمزوروں کی اعانت کریں' اور صحت مند اشخاص مریضوں کی تیمارداری کریں'

تاہم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر عمل ہو کر۔

((المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یثلمه من کان فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة من کرب الدنیا فرج الله بما عنه کربة من کرب یوم القیامته ومن ستر مسلما ستره الله یوم القیامة))

"(یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس چاہیئے کہ نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے نقصان پہنچائے جو شخص ضرورت پڑنے پر اپنے بھائی کے کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پر اس کے کام آئے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی کوئی مشکل حل کر دی اللہ تعالیٰ قیامت کی مشکلات میں سے اس کی مشکل کو حل کر دے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا)"

غرض کہ اگر نماز کی تمام خوبیوں کو بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہوں گے لہٰذا اس پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو دین حنیف پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) [کتاب الفقہ ص ۲۷۵ تا ص ۲۷۸ جلد اول]

نماز جامع عبادت کیوں؟: اگرچہ ایمان باللہ کے بعد اسلام کا مدار ان پانچ عبادتوں پر ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ مگر چونکہ ہمارا نصب العین اور موضوع بحث اس وقت اس سلسلہ میں صرف نماز ہی کا بیان کرنا ہے اس وجہ سے اسی کے فضائل سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

نماز ایسے چند مخصوص اقوال اور افعال کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے اظہار یعنی تکبیر تحریمہ سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہو جاتے ہیں۔ جس میں گویا خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی خاکساری' نیازمندی اور فروتنی کا اظہار اور اس ذات واحد کی عزت و رفعت اور عظمت و برتری کا اعتراف ہوتا ہے۔ اور جس میں اپنے قول و فعل اور حرکت و سکون سے اس امر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ کہ اے مالک الملک اور اے مربی حقیقی تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' ہمارا سر نیاز تیری عالی شان چوکھٹ پر خم ہے' ہمارا ہر عمل آپ ہی کے لئے ہے اور ہمارا رخ آپ ہی کی جانب ہے۔ اور ہر قسم کی اعانت کی خواست گاری صرف آپ ہی سے ہے۔ ہم غروب ہو جانے والی چیزوں کو دوست نہیں رکھتے۔

اس عبادت کو شریعت اسلام نے ہر مسلمان عاقل' بالغ پر خواہ مرد ہو یا عورت اور آزاد ہو یا غلام سب پر فرض کیا ہے۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے درجہ اور استعداد کے مطابق اس سے نفع اٹھا سکتا ہے' یہی وہ عظیم الشان عبادت ہے جس کو عمداً چھوڑنے والے کو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کافر کہتے ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اس کے قتل کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تا توبہ اس کو محبوس کرنے کا فتویٰ فرماتے ہیں۔

یہی ملت اسلام کا وہ شعار ہے جس کے جاتے رہنے سے اگر اسلام کے جاتے رہنے کا حکم کردیا جائے تو درست اور بجا ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق کے لئے کامل موثر اور نافع ہے جو دلوں کو خطاؤں کی ناپاکیوں سے پاک وصاف کر کے اخروی تجلیات کے قابل بنادیتی ہے اور برائیوں کو نیکیوں سے مبدل کردیتی ہے چنانچہ حدیث شریف آیا ہے کہ اس شفیق امت شفیع المذنبین (روحی فداہ) کے زمانہ میں اتفاقاً ایک مرد نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا۔ جب اس گناہ نے اس کے نورانی قلب پر کسی قدر ظلمت کا حجاب ڈالا تو طبیب روحانی کی خدمت اقدس میں نہایت ندامت اور کامل شرمندگی سے حاضر ہو کر اس کے ازالہ کی تدبیر دریافت کرنے کی درخواست پیش کی۔ اور اس گناہ کو ناقابل معافی سمجھ کر هَلَكْتُ هَلَكْتُ کہنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی فریاد وبکاء کو سن کر کچھ جواب مرحمت نہ فرمایا۔ بلکہ ادائے نماز تک آپ نے سکوت اور توقف کیا۔ جب اس سائل نے جماعت میں شامل ہو کر نماز کو ادا کیا اور اس کی خجالت رحمت الٰہی کے دریا کو جوش میں لائی یعنی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ [پارہ ۱۲ سورۃ ھود]

''یعنی دن کی دونوں طرفوں اور رات کی کچھ ساعتوں میں نماز کو قائم کرو۔ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔''

تو آنحضرت ﷺ نے اس کو یہ مژدہ سنایا کہ:

((ان الله قد غفر لك ذنبك))

''یعنی یقیناً خدا تعالیٰ نے تیرے گناہ کو بخش دیا۔''

پھر جب اس سائل نے یہ عرض کیا کہ یہ حکم خاص میرے ہی واسطے ہے؟ تو آپ ﷺ نے

فرمایا کہ میری تمام امت کے واسطے یہی حکم ہے۔ علیٰ ہذا آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ:

((لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم خمسا هل يبقى من درنه شيئ قالوا لا قال فذالك مثل الصلوت الخمس يمحو الله بها الخطايا))

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور اس میں روزانہ پانچ مرتبہ وہ غسل کیا کرے تو کیا اس کی بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہی حال پنج گانہ نمازوں کا ہے' ان سے بھی خدا تعالیٰ خطاؤں کو بالکل دور کر دیتا ہے۔ اور نیز آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ:

((الصلوت الخس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لمابينهن اذااجتنبت الكبائر))

''یعنی اگر گناہ کبیرہ سے پرہیز کیا جائے تو پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان تک اپنے درمیان کے گناہوں کو دور کرنے والے ہیں۔ اور اسی طرح الہامی اور مقدس کتاب کی یہ آیت۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت]

یعنی بے شک یقیناً نماز بے حیائی اور بری بات سے روک دیتی ہے گنہگاران امت کو کامل یقین دلاتے ہیں کہ جس شخص نے نمازوں کو حضور دل اور پاک نیت سے پورے پورے طور پر ادا کیا۔ اور ان کے رکوع و سجود اور خشوع اور اس کے اذکار و اشغال کو اچھی طرح بجالایا اور وقت پر ان کو پڑھا تو بالطبع ان کا یہ اقتضاء ہے کہ وہ شخص رحمت الٰہی کے لامتناہی دریا میں پہنچ جاتا ہے جس کے سبب سے اس کے چھوٹے' چھوٹے گناہ خس و خاشاک کی طرح دور ہو جاتے ہیں اور اس کی خطائیں لوح دل سے ایسی جھڑ جاتی ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے۔

علاوہ ازیں نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جو اسلام کی بقیہ عبادات کے ارکان کو بھی متضمن اور جامع ہے چنانچہ دیکھئے جیسا کہ صوم میں روزہ دار کو صبح سے شام تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا حکم ہے۔ اسی طرح نمازی کو بھی عین نماز کی حالت میں لازمی طور پر اشیاء مذکورہ سے احتراز واجب ہے اور جیسا کہ مذکور الصدر چیزوں کے استعمال سے روزہ ٹوٹ

جاتا ہے' ایسے ہی ان افعال کے ارتکاب سے نمازی کی نماز باطل ہو جاتی ہے بلکہ غور سے دیکھا جائے نفس کی بندش جس قدر اس کے مرغوبات سے نماز میں ہوتی ہے روزہ میں نہیں ہوتی۔ دیکھو! نماز پڑھنے والوں کو حکم ہے کہ نماز کی حالت میں گوشہ چشم سے بھی غیر اللہ کی طرف نہ دیکھو۔ بلکہ اپنی نظروں کو سجدہ گاہ پر رکھو زبان کو بھی تلاوت اور ذکر الٰہی کے سوا اور اذکار سے بچاؤ۔ اگر ہاتھوں سے دادوستد یا پیروں سے بے جا حرکت کرو گے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب امور ایسے ہیں کہ ان کا وجود بسا اوقات روزہ میں مخل نہیں ہوتا۔ علی ہذا حج کے سے افعال بھی نماز میں پائے جاتے ہیں' اگر حج بیت اللہ میں احرام ہے تو یہاں تکبیر تحریمہ اس کے قائم مقام ہے۔ اگر وہاں طواف کعبہ اور وقوف عرفات ہے تو یہاں استقبال قبلہ اور قیام ہے۔ اگر وہاں سعی بین الصفا والمروۃ ہے تو یہاں رکوع وسجود کے حرکات' اور جس طرح زکوۃ میں اپنے کل مال نصابی میں سے ایک مقدار معین کا خدا کی راہ میں صرف کرنا ضروری ہے' اسی طرح نمازی کو بھی یہی حکم ہے کہ اپنے رات دن کی اوقات میں سے کچھ وقت معین خدا کی رضا مندی اور خوشنودی میں صرف کرے۔

غرض یہی وہ عبادت ہے جو جمیع عبادات کو جامع ہے' تلاوت قرآن' کلمہ شہادت' ذکر الٰہی اور دعاء و تسبیح سب اس میں پائی جاتی ہیں۔

ان ہی وجوہ متذکرہ بالا کے سبب نماز سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا کہ:

((ای الا عمال افضل))

''یعنی تمام اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟''

تو آپ نے یہ فرمایا کہ الصلوۃ لوقتھا یعنی نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔

اور جب صحرائے محشر میں خلائق کے حاضر ہونے کے لیے صور پھونکا جائے گا اور وقت موعود پر سب اگلے پچھلے جزاء سزا پانے کے لئے جمع ہوں گے' تو اس وقت سب عبادتوں سے پہلے نماز ہی کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اسی واسطے ایمان کی درستی اور عقائد کی اصلاح کے بعد نماز ہی کا مرتبہ ہے اور حضور سرور کائنات نے ابتداء عمر ہی سے اس عبادت کے خوگر ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ والدین کے لیے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

((مروا اولا د کم با لصلوۃ وھم ابنا ء سبع سنین و اضربوھم علیھا و ھم ابنا ء عشر سنین))

''یعنی اپنی اولاد کو اس وقت نماز کا حکم کرو جس وقت وہ سات برس کی عمر کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کے لئے ان کو مارا کرو۔''

غرض قرآن و حدیث نماز کی فضیلتوں سے لبریز اور پر ہے اور شارع علیہ السلام نے اس کے اوقات کی تعیین اور اس کے شروط و ارکان اور آداب کے بیان کرنے میں سب عبادتوں سے زیادہ اہتمام کیا ہے۔ پس کامل انسان وہی ہے جو شرک اور مخلوق پرستی سے بیزار ہو کر اپنے پروردگار حقیقی کی عبادت احسن و اکمل طریقہ پر کرتا رہے اور اپنے آرام و راحت سے دست بردار ہو کر اپنے خالق کے ادائے شکر میں تیار و مستعد رہے اور اس کے اوامر و نواہی پر کار بند ہو کر حیات باقی اور ابدی آرام و راحت کی جستجو میں سرگرداں و کوشاں رہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فصل لربك کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے، جو دنیا میں کوثر کا نمونہ ہے۔

نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں: چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتوں سے زیادہ ہے اس وجہ سے اس کی شرائط بھی بہت ہیں۔ اس مقام پر صرف ان شرطوں کو بیان کرتے ہیں جن کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہے۔ بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتی ہیں جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط ان کا ذکر اسی مقام پر کیا جائے گا۔ جہاں ان نمازوں کا بیان ہوگا۔

(ان شرائط کا بیان احقر کی مرتب کردہ کتاب ''مسائل نماز جمعہ و عیدین میں ملاحظہ ہو)

پہلی شرط: ① طہارت (پاکی) نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ' مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ۔ ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں' مگر افضل یہ ہے کہ اس سے بھی پاک ہو' اسی طرح نجاست حکمیہ کی دونوں فردوں (حدث اکبر و حدث اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے۔

نیز نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے۔

نیز نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونی چاہیے۔ ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پاؤں رہتے

ہوں اور سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

[درمختار]

مسئلہ: اگر کسی ناپاک جگہ پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ [بحرالرائق' شرح وقایہ' علم الفقہ ص ۲۴ جلد ۲ و ہدایہ ص ۵۸ جلد اول و شرح نقایہ ۶۳ جلد اول و کبیر ص ۷۷ اونماز مسنون ۲۶۵]

دوسری شرط: ۲ ستر عورت' یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اس حصہ جسم کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان میں نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام میں تو اس پر بھی ستر عورت فرض ہے (یعنی جس حصہ کا دوسرے شخص پر ظاہر کرنا حرام ہو) اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف (امکان) نہیں' ہاں اپنی نظر سے چھپانا شرط نہیں' اگر کسی کی نظر اپنے (پوشیدہ) جسم پر نماز پڑھنے کی حالت میں پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

[بحرالرائق' درمختار' مراقی الفلاح' علم الفقہ ص ۲۶ جلد ۲ و ہدایہ ص ۵۸ جلد اول و کبیری ۲۰۸]

مسئلہ: مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے کے مقام تک ڈھانپنا فرض ہے اور عورت کا کل جسم ستر ہے۔ یعنی تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے' علاوہ چہرہ' ہاتھ اور پاؤں کے۔

[ہدایہ ص ۵۸ جلد اول' شرح نقایہ ص ۶۴ اول و کبیری ص ۲۱۰' کتاب الفقہ ۲۸۳]

تیسری شرط: ۳ استقبال قبلہ' یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا شرط ہے' خواہ حقیقۃً یا حکماً اور کعبہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں' ہاں مسنون ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کعبہ سے (صرف) منہ پھیر کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ اور جن لوگوں کو کعبہ نظر آتا ہو یعنی کعبہ کے قریب ہیں درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں تو ان پر فرض ہے کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں' جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھ پر کھڑا ہونا فرض نہیں۔ [علم الفقہ ص ۲۸' ہدایہ ص ۶۱ جلد اول' شرح نقایہ ص ۶۱' کبیری ص ۲۱۷' کتاب الفقہ ۳۰۹ جلد اول]

مسئلہ: قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اس کے لئے دو شرطیں ہیں' اول قدرت' دوسرے تحفظ۔ [کتاب الفقہ ۳۲۴ جلد اول]

چوتھی شرط: ۴ نیت یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا' زبان سے بھی کہنا بہتر ہے' (نیت تو

فقط ارادہ کا نام ہے جس کا محل دل ہے نہ کہ زبان' اگر فرض نماز پڑھنا ہوتو نیت میں اس فرض کی تعیین بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھنا ہوتو دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر واجب نماز پڑھتا ہوتو اس کی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون سا واجب ہے وتر یا عیدین کی نماز ہے یا نذر کی نماز۔

نیز مقتدی کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا ہے' امامت کی نیت کرنا شرط نہیں۔ ہاں اگر کوئی عورت اس کی پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہوتو اس کی اقتداء صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعے یا عیدین کی ہوتو پھر شرط نہیں ہے۔ جنازہ کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعاء کے لئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ [علم الفقہ ص۳۰ ج ۲]

مسئلہ: نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثلاً کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بعد تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۳۱ جلد ۲ و شرح وقایہ ص ۱۳۹ جلد اول و بحر الرائق ص ۲۷۷ جلد اول و کبیری ص ۲۵۴ شرح نقایہ ص ۶۷ جلد اول و کتاب الفقہ ۲۳۵ جلد اول]

(اگر نماز پڑھنے والے نے دل سے ارادہ کر لیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو نماز درست ہے' البتہ عوام الناس کے لئے دل کے ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی تلفظ کرنا بہتر ہے' اور بعض حضرات لمبی چوڑی نیت کے الفاظ دہراتے رہتے ہیں' اس میں خرابی یہ ہے کہ امام قرات شروع کر دیتا ہے اور یہ نیت کے الفاظ ہی دہراتے رہتے ہیں۔ [رفعت قاسمی]

نیت کہتے ہیں خدا کے لئے نماز کا ارادہ کرنے کو بایں طور کہ اس میں امور دنیوی میں سے کوئی امر شامل نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ۲۴۳ جلد اول و بحر ص ۲۸۲ جلد اول]

پانچویں شرط: ⑤ تکبیر تحریمہ۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا یا اس کے ہم معنی اور کوئی

لفظ کہنا چونکہ اس تکبیر کے بعد نماز شروع ہو جاتی ہے' کھانا پینا' چلنا پھرنا' بات چیت کرنا' اکثر وہ چیزیں جو خارج نماز میں جائز تھیں وہ حرام ہو جاتی ہیں' اس لیے اس کو تحریمہ کہتے ہیں۔

تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں: ❶ تحریمہ کا نیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقتاً ملی ہوئی ہو' یعنی ایک وقت میں نیت اور تحریمہ دونوں ہوں یا حکماً ملی ہوئی ہو' یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثلاً بات وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لیے چلنا پھرنا وضو کرنا منافی نہ سمجھا جائیگا اور اس کے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئے گا مگر افضل یہی ہے کہ حقیقتاً ملا دے۔ [مراقی الفلاح]

❷ جن نمازوں میں کھڑا ہونا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے اور باقی نمازوں کی جس طرح چاہے کہے' مگر اس بات کا ضرور خیال رہے کہ ہر نماز میں ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں یا قریب رکوع کے جھک کر نہ کہی جائے' اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اس کا جھکنا رکوع کے قریب نہ ہو تو تحریمہ صحیح ہو جائے گی اور اگر رکوع کے قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی۔ [مراقی الفلاح]

مسئلہ: بعض ناواقف لوگ جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور ایسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں' ان کی نماز نہیں ہوتی' اس لیے کہ تکبیر نماز کی صحت کی شرط ہے' اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ یعنی نماز نہ ہوگی۔

❸ تحریمہ کا نیت سے پہلے نہ ہونا' اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جائے اور نیت اس کے بعد کی جائے تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ [مراقی الفلاح]

❹ تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سن لے بشرطیکہ بہرا نہ ہو گونگے کو تکبیر تحریمہ کے لیے زبان ہلانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کو تکبیر تحریمہ معاف ہے۔

❺ تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت میں ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی ہو۔

⑥ اللہ اکبر کے ہمزہ یا با کو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص ء اللّٰہُ اَکْبَرُ یَا اَللّٰہُ اَکْبَارُ کہے تو اس کی تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

⑦ اللہ میں لام کے بعد الف کہنا۔ اگر کوئی شخص نہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

⑧ تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا۔ اگر کوئی بجائے تکبیر تحریمہ کے بسم الله الرحمن الرحیم وغیرہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی [درمختار، مراقی الفلاح] اور تکبیر تحریمہ کا قبلہ رو ہو کر کہنا، بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ [علم الفقہ ص ۳۲ جلد ۲]

رکوع میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کا حکم: مسئلہ: اگر امام رکوع میں ہے اور اس وقت کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا چاہتا ہے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ اور اگر صرف تکبیر تحریمہ کہی اور دوسری تکبیر کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی [درمختار بر حاشیہ شامی ص ۴۴۳ جلد ۱] (تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں نہ کہے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی) [محمد رفعت قاسمی]

نجاست غلیظہ و خفیفہ کی تعریف: نجاست غلیظہ امام صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں دلائل متفق ہوں خواہ اس میں علماء کا اختلاف ہو یا نہ ہو، اسی طرح عموم بلویٰ ہو یا نہ ہو اور نجاست خفیفہ ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں دلائل متعارض ہوں۔

((ان الامام قال تو افقت علی نجا سته الا دلة فمغلظ سواء اختلفت فیه العلماء و کان فیه بلوی ام لا والا فمخفف طحطاوی علی المراقی ص ۸۲ هکذا فی فتح القدیر ص ۲۰۳ جلد اول و بحر الرائق ص ۲۲۹ ج ۱ و الشامی ص ۲۱۱ ج ۱))

صاحبین کے نزدیک نجاست غلیظہ ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں علماء کا اتفاق ہو اور عموم بلویٰ اس میں نہ ہو، اگر علماء کا اختلاف ہو یا عموم بلویٰ ہو تو وہ نجاست نجاست خفیفہ کہلائے گی۔

((و قالا ما اتفق العلماء علی نجاسته ولم یکن به بلوی فمغلظ

و الا فمخفف لا نظر للادلة ' طحطاوی علی المراقی ص ۸۲
فتح ص ۲۰۲ ج ا بحر ص ۲۲۹ ج۔ ش ص ۲۱۱))

نجاست غلیظہ کا حکم: نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جاوے تو اگر پھیلاؤ میں بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو معاف ہے بغیر دھوئے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے، اور اگر قدر درہم سے زیادہ ہو تو معاف نہیں بغیر اس کو دھوئے نماز نہ ہوگی، اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز درست ہے اگر زیادہ ہو تو بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔ [کمافی الطحطاوی والکبیری والشامی والبضافی البحر]

نجاست خفیفہ کا حکم: اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہو تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو، اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو، غرضیکہ جس عضو میں لگے اس کے چوتھائی سے کم ہو، اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے، اور بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔ [کمافی الطحطاوی ص ۸۴ والشامی ص ۲۱۲ والبضافی الکبیری ص ۱۴۵ و بحر الرائق ص ۲۳۰ جلد اول، تبیین الحقائق ص ۷۵ جلد اول] [محمد طاہر عفا اللہ عنہ مفتی دار العلوم دیوبند]

نماز کے اوقات: چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے ہے جو ہر وقت وہر آن فائض ہوتی رہتی ہیں، لہٰذا اس کا مقتضا یہ تھا کہ کسی وقت انسان اس عبادت سے خالی نہ رہے مگر چونکہ اس میں تمام ضروری حوائج میں حرج ہوتا اس لیے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی۔ ① فجر ② ظہر ③ عصر ④ مغرب ⑤ عشاء

فجر کا وقت: صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ [بحر، درمختار، ہدایہ ص ۵۰ ج شرح نقایہ ص ۴۵ ج اوکبیری ص ۲۲۶] سب سے پہلے آخر شب میں ایک سپیدی بیچ آسمان کے ظاہر ہوتی ہے مگر یہ سپیدی قائم نہیں رہتی بلکہ اس کے بعد ہی اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے چاروں طرف ظاہر ہوتی ہے اور وہ باقی رہتی ہے، بلکہ وقتاً فوقتاً اس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں، اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہے۔

مردوں کے لیے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے، اور نماز کے بعد اگر کسی وجہ سے نماز کو لوٹانا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

[علم الفقہ ص ۸ جلد ۲ درمختار مراقی الفلاح وشرح وقایہ ص ۱۳۰ جلد اول شرح نقایہ ص ۵۴ ج ۱ونسائی شریف ص ۵۰ جلد اول]

ظہر کا وقت: ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ سوا اصلی سایہ کے دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت رہتا ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔ نیز جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں، اور سردیوں میں ظہر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ [شامی بحر علم الفقہ ص ۹ ج ۱] مسئلہ: سایہ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ جب دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ [ہدایہ ص ۴۹ جلد اول، کبیری ص ۲۲۷]

عصر کا وقت: عصر کا وقت بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے عصر کا مستحب وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب میں زردی نہ پڑ جائے اور اس کی روشنی ایسی کم ہو جائے کہ نظر اس پر ٹھہرنے لگے، اس کے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر زمانہ میں دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اس قدر دیر کہ آفتاب میں زردی آ جائے اور اس کی روشنی کم ہو جائے ہاں جس دن بادل ہو اس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ [درمختار] جب کہ گھڑی کے اوقات متعین نہ ہوں [علم الفقہ ص ۹ ج ۲ و ہدایہ ص ۴۹ ج او کبیری ص ۲۴۷ و کتاب الفقہ ص ۲۹۱ ج ۱]

مغرب کا وقت: مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی سپیدی آسمان کے کناروں میں قائم رہے۔ [بحر طحطاوی، حاشیہ مراقی الفلاح] مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے، ستاروں کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد مکروہ ہے ہاں جس روز بادل ہو اس دن اس قدر تاخیر کر کے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آ جانے کا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے، فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد سرخی، اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی۔ [علم الفقہ ص ۱۰ ج ۲]

مسئلہ: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔

[کتاب الفقہ ص۲۹۲ جلد اول شرح نقایہ ص۵۲ ج ا کبیری ص ۲۲۸]

مسئلہ: غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مغرب کا وقت رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سوا گھنٹہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۷۴ جلد ۲ بحوالہ ہدایہ ص ۷۹ جلد ا باب المواقیت تفصیل امداد الاحکام از ص ۱۰۴ تا ص ۱۰۶ جلد اول]

مسئلہ: مغرب کی نماز کے علاوہ چار رکعت کی نمازوں میں اذان و تکبیر میں اتنا فاصلہ مسنون و مستحب ہے کہ کھانے والا کھانے کر فراغت کر لے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی ضروریات رفع (پوری) کر لے۔ [الجواب المتین ص ۱۰۱ از میاں اصغر حسین صاحب علیہ الرحمۃ]

(مغرب کی نماز میں وقت تو رہتا ہے لیکن بلا وجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں ہاں رمضان المبارک میں افطار کی وجہ سے کچھ دیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا تاخیر کی جاتی ہے تو قطعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ۔ [ماخوذ فتاویٰ دار العلوم ص ۷۵ جلد ۲ بحوالہ عالمگیری ص ۴۹ جلد اول]

عشاء کا وقت: عشاء کا وقت شفق کی سپیدی زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے۔ [بحر فتح القدیر]

مسئلہ: عشاء کی نماز بعد تہائی رات گزر جانے کے اور قبل نصف شب کے مستحب ہے اور بعد نصف شب کے مکروہ ہے۔ [شامی]

جس دن ابر ہو اس دن عشاء کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔

[درمختار، علم الفقہ ص ۱۰ جلد ۲ و ہدایہ ص ۵۱ جلد اول و شرح نقایہ ص ۵۵ کتاب الفقہ ص ۲۹۳ جلد اول]

مسئلہ: عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو مکروہ ہے۔

[شرح نقایہ ص ۵۵ جلد اول]

(کیونکہ اس سے عشاء اور فجر کی نماز پر اثر پڑ سکتا ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہ)

وتر کا وقت: وتر کا وقت بعد نماز عشاء کے ہے، جو شخص آخر شب میں اٹھتا ہو اس کو مستحب ہے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اور اگر اٹھنے میں شک ہو تو پھر عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیے۔

[مراقی الفلاح، درمختار، علم الفقہ ص ۱۰ ج ۲ و ہدایہ ص ۵۰ جلد اول و شرح نقایہ ص ۵۳ جلد اول و کبیری ص ۲۲۹] وتر کا

وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

عیدین کا وقت: عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے' آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے۔ اس کی تعیین کے لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے' عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے۔

[مراقی الفلاح شامی' علم الفقہ ص۱۰ جلد۲ و ہدایہ ص ۱۱۹ جلد اول و شرح نقایہ ص ۱۲۸ جلد اول]

نماز جمعہ کا وقت: نماز جمعہ کا وقت ظہر کا وقت' ہی ہے۔ [نماز مسنون ص ۲۰۴]

مسئلہ: حنفیہؒ کے نزدیک نماز جمعہ اور عیدین میں جماعت شرط ہے اور نماز تراویح اور نماز جنازہ میں سنت کفایہ ہے اور نفل نمازوں میں مطلقاً مکروہ ہے اور ماہ رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت' نیز نفل نمازوں میں تین آدمیوں سے زیادہ ہوں تو جماعت مکروہ ہوگی۔

[کتاب الفقہ ص ۶۵۰ جلد اول و فتاوی دارالعلوم ص ۴۳ جلد دوم]

(تفصیل دیکھیے احقر کی مرتب کردہ ''مسائل تراویح'' و مسائل نماز جمعہ' رفعت)

اوقات مکروہ

1. آفتاب نکلتے وقت جب تک آفتاب کی زردی نہ زائل ہو جائے اور اس قدر روشنی اس میں نہ آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے' اس کا شمار نکلنے میں ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب میں بعد ایک نیزہ بلند ہونے کے آتی ہے۔
2. ٹھیک دو پہر کے وقت جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔
3. آفتاب میں سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔
4. نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک۔
5. نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔
6. فجر کے وقت سوا اس کی سنت کے۔
7. مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے۔
8. جب امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو' خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ کا۔

۹ جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔

۱۰ نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں یا عیدگاہ میں۔

۱۱ نماز عیدین کے بعد عیدگاہ میں۔

۱۲ عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد۔

۱۳ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد۔

۱۴ نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب ہی کیوں نہ ہو۔

۱۵ پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔

۱۶ کھانا آ جانے کے بعد اگر اس کی طبیعت کھانا کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کہ اگر نماز پڑھے گا تو اس میں جی نہیں لگے گا اور یہی حکم ہے تمام ان چیزوں کا جن کو چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جی نہ لگنے کا خوف ہو ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں۔ [طحطاوی]

۱۷ آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا۔

۱۸ ستاروں کے بکثرت نکل آنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات میں نماز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے دوسرے تیسرے پندرھویں سولہویں وقت میں سب نمازیں مکروہ ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتوں میں کوئی نماز شروع کی جائے تو اس کا شروع کرنا بھی صحیح نہیں اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے ان میں سے کوئی وقت آ جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مگر ہاں چھ چیزوں کا شروع کرنا ان تین وقتوں میں بھی صحیح ہے۔

۱ جنازہ کی نماز۔ بشرطیکہ جنازہ انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت آیا ہو۔

۲ سجدہ تلاوت۔ بشرطیکہ سجدہ کی آیت انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں پڑھی گئی ہو۔

۳ اسی دن کی عصر کی نماز۔

۴ نفل نماز۔

۵ وہ نماز جس کے ادا کرنے کی نذر انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں کی گئی ہو۔

۶ اس نماز کی قضاء جو انھیں وقتوں میں سے شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو جنازے کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے۔ اور سجدہ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہہ کے ساتھ صحیح ہے باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمہ کے ساتھ صحیح ہے مگر ان کا باطل کر کے اچھے وقت میں ادا کرنا واجب ہے دو وقتوں میں صرف نمازوں کا ادا کرنا مکروہ ہے۔ دو وقتوں کی نمازوں کا ایک ہی وقت میں پڑھنا جائز نہیں مگر دو وقتوں میں ۱ عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت میں ۲ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں۔

[شامی علم الفقہ ص ۱۴ جلد ۲ وہدایہ ص ۵۳ جلد ۱ وشرح نقایہ ص ۵۷ ج ۱ وکبیری ص ۲۲۸ کتاب الفقہ ۲۹۶ ج ۱]

مسئلہ: اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع ہو جائے تو وہ نماز فاسد ہو گئی اور سورج نکلنے اور بلند ہونے کے بعد پھر صبح کی نماز پڑھنی چاہیے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ ج ۴ رد المختار ص ۳۴۶ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

مسئلہ: نماز عصر اگر اس دن کی نہ پڑھی ہو تو غروب کے وقت ادا ہو جاتی ہے مگر قصداً ایسے وقت نہ کرنا چاہیے کہ یہ معصیت ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴ بحوالہ ہدایہ ص ۲۸ جلد اول کتاب الصلوۃ]

کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ طلوع و غروب کے اوقات میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں اس لیے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔ [مشکوۃ ص ۹۴ جلد ۱]

چند اصطلاحی الفاظ کے معنی

۱ زوال۔ آفتاب (سورج) کا ڈھل جانا جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہتے ہیں۔

۲ سایہ اصلی۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی میں بڑا ہوتا ہے کسی میں چھوٹا اور کہیں بالکل نہیں ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑ دیں اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنا دیں پھر دیکھیں کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا

چاہیے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا' اگر یکساں یعنی برابر رہے نہ پیچھے ہٹے اور نہ آگے بڑھے تو ٹھیک زوال دوپہر کا وقت ہے' اس کو استواء کہتے ہیں۔

۳. ایک مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

۴. دو مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

۵. مدرک۔ وہ شخص جس کو شروع سے آخر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔

۶. مسبوق۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آ کر شریک ہوا ہو۔

۷. لاحق۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو' شریک ہو جانے کے بعد اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ نماز میں سو گیا ہو یا اس کا وضو ٹوٹ گیا ہو۔

۸. عمل کثیر۔ وہ فعل یعنی نماز میں وہ کام جس کو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اس فعل کے کرنے والے کو نماز میں سمجھے یا نہیں۔ ایک تعریف یہ بھی ہے کہ عمل کثیر وہ فعل ہے جس کے کرنے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت پڑے جیسے عمامہ کا باندھنا' اور ایک تعریف یہ بھی ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے۔

۹. عمل قلیل۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

۱۰. اداء۔ وہ نماز ہے جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

۱۱. قضاء۔ وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے۔ [علم الفقہ از ص ۶ تا ص ۸ جلد دوم]

جماعت کا بیان: چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت موکدہ ہے اس لیے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جماعت کم از کم دو آدمیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع اور تابع اپنی نماز کے صحت و فساد (صحیح و خراب ہونے) کو امام کی نماز پر محمول کرے۔

دے یوں سمجھنا چاہیے کہ جب کچھ لوگ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہے تو کسی ایک کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں۔ اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔ امام کے سوا ایک آدمی کے نماز میں شریک ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت غلام ہو یا آزاد ہو یا نابالغ بچہ ہاں جمعہ وغیرہ کی نماز میں کم از کم امام کے علاوہ دو آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

[بحر الرائق' درمختار' شامی تفصیل کے لیے دیکھئے مکمل ومدلل مسائل نماز جمعہ]

جماعت کے صحیح ہونے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں۔ [شامی' علم الفقہ ص ۳۷ جلد۲' کتاب الفقہ ص ۶۴۹ جلد اول]

(لیکن حنفیہؒ کے نزدیک نفل کی جماعت دو تین افراد کے ساتھ تو جائز ہے تین سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ [رفعت قاسمی غفرلہ]

جماعت کی مختصر فضیلت: جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو کبھی بھی ترک نہیں فرمایا' یہاں تک کہ حالت مرض میں جب آپ ﷺ کو خود چلنے کی قوت نہیں تھی تو دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا اور جماعت کے چھوڑ دینے پر سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا۔

بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا اور ہونا بھی چاہیے تھا' نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچا دی جائے۔

1. نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جماعت کی نماز تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ [صحیح بخاری' صحیح مسلم]
2. آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر

ہے اور دو آدمیوں کے ہمراہ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر جماعت زیادہ ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ [ابوداؤد]

۳ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ [صحیح بخاری]

اکثر حنفیہؒ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں۔ درحقیقت حنفیہؒ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں ہے۔ [علم الفقہ ص ۴۷ جلد ۲ مظاہر حق ص ۵۲ جلد ۲ حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۹۴]

۴ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "جماعت ترک کرنا چھوڑ دو ورنہ اللہ تعالیٰ دلوں پر مہر لگا دے گا اور تم ان میں سے ہو جاؤ گے جن کو اللہ تعالیٰ نے غافل قرار دیا ہے۔

[ابن ماجہ مصری ص ۲۶۰ جلد اول]

۵ ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میرا دل چاہتا ہے کہ جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کریں پھر میں ان کے یہاں پہنچوں جو بلا عذر اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ انھیں مع گھر والوں کے جلا دوں۔ [ابوداؤد شریف ص ۸۸ جلد اول]

غور کیجیے! رحمت دو عالم ﷺ آگ لگا دینے کی سزا ان لوگوں کے لیے تجویز فرماتے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر مسجد میں نہیں آتے گھر میں پڑھتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ ان کی سزا کیا ہو گی جو نماز ہی نہیں پڑھتے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۲ جلد اول]

پہلے زمانے کے بزرگ ایک وقت کی جماعت چھوٹ جانے پر اتنی دینی مصیبت سمجھتے تھے کہ سات دن تک ماتم اور سوگ کرتے تھے۔ اور اگر تکبیر اولیٰ فوت ہوتی تو تین دن تک ماتم کرتے۔ [احیاء العلوم ص ۱۵۱ جلد اول]

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ پانچوں وقت نمازیں جماعت ہی سے ادا کریں اور تکبیر اولیٰ کا ثواب نہ چھوڑیں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۴ جلد اول]

جماعت کا نظام کیوں ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے نماز باجماعت کا نظام قائم فرمایا اور ہر مسلمان کے لیے جو بیمار یا کسی وجہ سے معذور نہ ہو جماعت سے نماز ادا کرنا لازمی قرار دیا ہے۔ اس نظام جماعت کا خاص راز اور اس کی خاص الخاص حکمت یہی ہے کہ اس کے ذریعہ افراد امت کا روزانہ بلکہ ہر روز پانچ مرتبہ احتساب ہو جاتا ہے۔ نیز تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اس جماعتی نظام

کے طفیل بہت سے وہ لوگ بھی پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ جو عزیمت کی کمی اور جذبے کی کمزوری کی وجہ سے انفرادی طور پر بھی کبھی ایسی پابندی نہ کر سکتے۔

علاوہ ازیں باجماعت کا یہ نظام بجائے خود افراد امت کی دینی تعلیم وتربیت کا اور دوسرے کے احوال سے باخبری کا ایک ایسا غیر رسمی اور بے تکلف انتظام بھی ہے جس کا بدل سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

نیز جماعت کی وجہ سے مسجد میں عبادت وانابت اور توجہ الی اللہ ودعوت صالحہ کی جو فضا قائم ہوتی ہے اور زندہ قلوب پر اس کے جو اثرات پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے مختلف الحال بندوں کے قلوب ایک ساتھ متوجہ ہونے کی وجہ سے آسمانی رحمتوں کا جو نزول ہوتا ہے اور جماعت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کی شرکت کی وجہ سے (جس کی اطلاع آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں دی ہے) نماز جیسی عبادت میں فرشتوں کی جو معیت اور رفاقت نصیب ہوتی ہے یہ سب اسی نظام جماعت کی برکات ہیں۔

پھر اس کے علاوہ اس نظام جماعت کے ذریعہ امت میں جو اجتماعیت پیدا کی جاسکتی ہے اور محلّہ کی مسجد کے روزانہ پنج وقتی اجتماعی اور پوری بستی کی مسجد کے ہفتہ وار وسیع اجتماع اور سال میں دو دفعہ عیدگاہ کے اس سے بھی وسیع تر اجتماع سے جو عظیم (حج کا) اجتماعی ملی فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں ان کا سمجھنا تو آج کے ہر آدمی کے لیے بہت آسان ہے بہر حال نظام جماعت کی انہی برکات اور اس کے اس قسم کے مصالح اور منافع کی وجہ سے امت کے ہر شخص کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ جب تک کوئی واقعی مجبوری اور معذوری نہ ہو تو وہ نماز جماعت ہی سے ادا کرے اور جب تک آپ ﷺ کی ہدایت وتعلیمات پر اسی طرح عمل ہوتا تھا جیسا کہ ان کا حق ہے اس وقت سوائے منافقوں یا معذوروں کے ہر شخص جماعت ہی سے نماز ادا کرتا تھا اور اس میں کوتاہی کو نفاق کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ [معارف الحدیث ص ۱۹۲ جلد ۳ وحجۃ اللہ البالغہ ص ۳۱۵ جلد اول، ارکان اربعہ ص ۳۰۷]

جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد ومصیبت میں شریک ہو سکیں گے جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار واستحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید وفضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم ﷺ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ [مظاہر حق ۵۲ جلد ۲]

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں: ﴿۱﴾ اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہیں۔

﴿۲﴾ مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔ [بحرالرائق، درمختار]

﴿۳﴾ بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔ [بحرالرائق]

﴿۴﴾ عاقل ہونا۔ مست، بے ہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔ [بحر، درمختار]

﴿۵﴾ آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہیں۔

﴿۶﴾ تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کر لے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔ [شامی]

ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں: ❶ نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔

❷ پانی بہت زور سے برستا ہو۔ (اگر چہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت میں جا کر نماز پڑھے۔ [رفعت قاسمی]

❸ مسجد میں جانے کے راستہ میں سخت کیچڑ ہو۔ سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔

❹ مسجد جانے میں مال واسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

❺ مسجد کے جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

❻ مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کا قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا۔ اور اس کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہ ہوگی۔

❼ اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھائی دیتا ہو۔

❽ رات کا وقت ہو اور آندھی بہت چل رہی ہو۔

❾ کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ جانے سے مریض کی تکلیف بڑھ جانے یا وحشت کا خوف ہو (اور کوئی دوسرا بھی نہ ہو تو)

❿ کھانا تیار ہے اور بھوک سخت لگی ہو کہ نماز میں طبیعت نہ لگنے کا خوف ہو۔

⓫ پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

⓬ سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا۔ (ریل کے مسئلہ کو اس پر قیاس نہ کریں گے جب کہ زیادہ مجبوری ہو ورنہ دوسری ریل سے بھی جا سکتا ہے)۔

⓭ فقہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کبھی کبھی بلا قصد جماعت ترک ہو جائے

⓮ کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو۔

[علم الفقہ ص ۱۲ جلد ۲ کتاب الفقہ ص ۶۸۴ جلد اول وفتاویٰ دارالعلوم ص ۵۸ جلد ۳ درمختار ص ۴۸۸ جلد اول]

مسئلہ: ہر عاقل، بالغ غیر معذور پر جماعت واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص معذور ہو یعنی ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں جا کر جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا تو اس کے لیے جماعت واجب نہیں رہتی چنانچہ فقہائے کرام نے ترک جماعت کے یہ عذر بیان کیے ہیں۔ [مظاہر حق ص ۵۲ جلد ۲]

جماعت کے احکام: جماعت شرط ہے جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں۔ [بحر الرائق، درمختار]

جماعت واجب ہے پنج وقتی نمازوں میں خواہ گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں جو بیان کیے جا چکے ہیں۔ جماعت سنت موکدہ ہے نماز تراویح میں اگر چہ ایک قرآن کریم جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف (سورج گہن) کے لیے بھی [بحر الرائق] جماعت مستحب ہے رمضان المبارک میں وتر میں۔

جماعت مکروہ تنزیہی ہے سوا رمضان کے اور کسی اور زمانہ میں وتر میں، اسکے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت (پابندی) کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی مل کر جماعت سے پڑھ لیں تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ [تفصیل دیکھیے مکمل مدلل مسائل تراویح باب الوتر]

جماعت مکروہ تحریمی ہے نماز خسوف (چاند گہن) میں اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور ایسا ہی مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کو دوسری جماعت سے مسجد میں ان چار شرطوں سے:

❶ مسجد محلّہ کی عام رہ گذر پر نہ ہو۔ ❷ پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔ ❸ پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔ ❹ دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔ اگر دوسری جماعت مسجد میں ادا نہ کی جائے بلکہ گھر میں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہ گذر پر ہو محلے کی نہ ہو تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں ہے۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کہ نہ پڑھی ہو گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا دوسری جماعت اس ہیئت سے نہ ادا کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے یا جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی۔ اور یہ جماعت مکروہ نہ ہو گی۔

[ردالمختار، علم الفقہ ص ۹۰ و ص ۹۱ جلد دوم]

مسئلہ: کعبہ کے اندر اور اس کی سطح پر نماز پڑھنا قطعاً صحیح ہے' البتہ کعبہ کے اوپر چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۲۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر مقتدی امام کے ساتھ کسی بھی حصہ میں شریک ہو جائے' تو جماعت مل گئی' اگر چہ وہ صرف قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے شامل جماعت ہوا ہو' یعنی اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کسی نے تکبیر تحریمہ کہہ لی تو اس کو جماعت مل گئی' اگر چہ امام کے ساتھ کھڑے ہونے کا موقع نہ ملا ہو (جماعت کا ثواب تو مل جائے گا لیکن جتنا ثواب تکبیر اولیٰ میں شریک ہونے کا ہے وہ نہیں ملے گا۔ [کتاب الفقہ ص ۲۹۸ جلد اول]

مسئلہ: پہلا سلام پھیرنے سے پہلے جو امام کے ساتھ شامل جماعت ہو گیا تو وہ جماعت کا پانے والا قرار دیا جائے گا لیکن جب تک امام کے ساتھ رکوع میں (تکبیر پورے طور پر کھڑے ہو کر کہہ کر) شامل نہ ہو وہ رکعت نہیں پائے گا۔ [کتاب الفقہ ص ۴۰۷ ج ۱]

جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ

❺ اگر کوئی شخص اپنے محلّہ یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو

چکی ہوتو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ [شامی وغیرہ]

- اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر یا عشاء کا وقت ہو فجر' عصر' مغرب' کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لیے کہ فجر' عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہے چنانچہ اوقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گزر چکا اور مغرب کے وقت اس لیے کہ یہ دوسری نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ [شرح وقایہ وغیرہ]
- اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں وہ فرض جماعت سے ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس کو نماز تمام کر دینا چاہیے' نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر عشاء کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔

اگر عصر' مغرب' عشاء' کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے نماز نہ توڑنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۹۸ جلد دوم]

مسئلہ: محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اس مسجد سے افضل ہے جس میں لوگ زیادہ جمع ہوتے ہوں' کیونکہ محلّہ کی مسجد کا وہاں کے رہنے والوں پر حق ہوتا ہے' لہٰذا چاہیے کہ اس کا حق ادا کیا جائے اور اس کو آباد کیا جائے (نمازیں پڑھ کر) [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۵ جلد ۱۴]

نماز کے پابند بننے کا طریقہ؟

مسئلہ: تارک نماز کی وعیدوں میں غور کیا کریں۔ رسول ﷺ نے ایسے شخص (نماز چھوڑنے والے) کو کافر فرمایا ہے۔ خواہ تاویل ہی سے فرمایا ہو اور ایسے شخص کا دوزخ میں جانا پھر فرعون' ہامان' قارون کے ساتھ جانا ارشاد فرمایا ہے اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی' دوزخ کے حالات پڑھا اور سنا کریں' انشاء اللہ نماز سے بے پرواہی جاتی رہے گی۔ نماز چھوٹنے

پر کچھ (مالی وبدنی) جرمانہ اپنے نفس پر مقرر کرلیں' نہ تو بہت کم ہو کہ نفس کو کچھ ناگوار ہی نہ ہو' اور نہ بہت زیادہ کہ اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے جب نماز ترک ہو جائے تو وہ جرمانہ مساکین کو دے دیا کریں اور یہ صورت جرمانہ کی سنت کے موافق ہے۔ یا بدنی جرمانہ مقرر کرلیں کہ اگر ایک نماز فوت ہو جائے تو اس کو قضا پڑھنے کے ساتھ اور بیس ۲۰ رکعت نفل پڑھ لیں' اس سے نفس دو یا تین دفعہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔ یا ایک نماز اگر قضا ہو تو ایک وقت کا کھانا نہ کھائیں اور اگر دو قضا ہوں تو دو وقت کا نہ کھائیں' چونکہ نفس پر یہ بہت شاق ہوگا اور بہت جلدی نماز کا پابند ہو جائے گا۔

[اغلاط العوام ص ۶۶]

کیسی ٹوپی سے نماز پڑھنا چاہیئے؟

مسئلہ: جس ٹوپی کو پہن کر آدمی شرفاء کی محفل میں جا سکے' اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔

مسئلہ: چمڑے کی ٹوپی اوڑھنا مباح ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: مسجدوں میں جو ٹوپیاں رکھی جاتی ہیں اگر وہ صاف ستھری اور عمدہ ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح ہے اور اگر وہ پھٹی پرانی یا میلی کچیلی ہوں جن کو پہن کر آدمی کارٹون نظر آنے لگے تو ان کے ساتھ نماز مکروہ ہے' کیونکہ ان کو پہن کر آدمی کسی سنجیدہ محفل میں نہیں جا سکتا۔ لہٰذا احکم الحاکمین کے دربار میں ان کو پہن کر حاضری دینا خلاف ادب ہے۔

مسئلہ: جرابیں (موزے) پہن کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۳۱ ج ۳] (اگر موزوں میں ٹخنے بھی چھپ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ: کاغذ کی ٹوپی سے نماز صحیح ہے' لیکن اگر یہ ٹوپی ایسی ہے کہ جس کو اوڑھ کر برادری وخاندان اور بازار وغیرہ میں جاتے ہوئے اس کو شرم آتی ہو تو مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم قدیم ص ۷۵ جلد اول]

مسئلہ: تولیہ ورومال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق اس کا عمامہ پر آئے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۹۵ جلد ۴]

مسئلہ: ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے' البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرنا افضل ہے اور ثواب زیادہ ہے لیکن ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۷ جلد ۴' غنیۃ المستملی ص ۳۴۷]

مسئلہ: پگڑی کا پیچ اگر ماتھے پر آ جائے تو اس سے سجدہ ادا ہو جائے گا' لیکن اگر ماتھے کے اوپر پگڑی کا پیچ ہو اور پیشانی کو زمین پر ٹکنے نہ دے' پیشانی اوپر اٹھی رہے تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔

[کبیری ص ۲۸۷]

مسئلہ: جالی دار ٹوپی سے اگر چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے سر نظر آتا ہو تو اس نماز میں کوئی خرابی نہیں۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۰]

مسئلہ: فوجی ٹوپی پہن کر نماز ہو جاتی ہے۔ لباس اور ٹوپی میں کوئی خاص طریق اور وضع ماموربہ نہیں ہے بلکہ جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو اس کے موافق لباس اور ٹوپی وغیرہ پہننا درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو مگر حرام سے بچو اور تکبر و اسراف نہ کرو۔ (فوجی ٹوپی پر جاندار کی تصویر نہ ہونی چاہیے) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۲ جلد ۴]

مسئلہ: جالی دار ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے' جو کپڑا مردوں کو پہننا مباح ہے اگر وہ جالی دار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز پڑھنا درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ پر کہ کشف عورت نہ ہو۔ (درست ہے یعنی جالی دار کپڑے سے نماز درست ہے' لیکن جو حصہ چھپانا ضروری ہے وہ نہ ظاہر ہو) [فتاوے دارالعلوم ص ۱۰۹ جلد ۴]

مسئلہ: کثیف باریک کپڑے میں نماز درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۸ جلد ۴] (مردوں کی نماز جب کہ ستر عورت نہ نظر آئے' درست ہے۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ: عاجزی کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنے سے کوئی کراہت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۴ جلد ۴' ردالمحتار ص ۵۹۹]

مسئلہ: بغیر ٹوپی کے برہنہ سر اگر کاہلی یا لاپرواہی سے نماز پڑھے گا تو مکروہ (تنزیہی) ہوگی اگر ٹوپی میسر نہ آئے یا عجز و انکساری' نیازمندی و تضرع سے پڑھے گا تو درست ہوگی۔

[نماز مسنون ص ۲۲۹' بہشتی زیور ص ۶۶ جلد ۱' عالمگیری ص ۱۰۵ جلد اول]

نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟

مسئلہ: نماز میں قیام یا رکوع کی حالت میں گری ہوئی ٹوپی اٹھا کر پہننا جائز نہیں ہے عمل کثیر شمار ہوگا جس کی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ سجدہ کی حالت میں سر کے سامنے گری ہوئی ٹوپی عمل قلیل کے ساتھ مثلاً ایک ہاتھ سے لے کر پہن لی تو اجازت ہے بلکہ افضل ہے اس سے نماز میں خرابی نہیں آئے گی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۸ جلد ۴ شامی ۶۰۰ جلد ا کبیری ص ۴۱۹]

کون سے لباس میں نماز جائز ہے؟

مسئلہ: جس لباس میں باہر نکلنا' بازار جانا' شادی و غمی کی مجالس میں شرکت کرنا پسند نہ کرتا ہو' معیوب سمجھا جاتا ہو اس لباس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۵ جلد ۴ شامی ص ۵۹۹ ج ا فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۴]

مسئلہ: بدن کے جس حصہ کو چھپانا فرض ہے' اگر وہ چھپا رہے تب بھی ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا جس کو پہن کر آدمی معزز مجلس میں نہ جا سکتا ہو وہ مکروہ ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۶ جلد ۴ اور درمختار ص ۵۸۵ جلد اول]

مسئلہ: تنہائی میں بھی برہنہ یعنی ننگے ہو کر بغیر کپڑوں کے لباس ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۴ جلد ۱۰]

مسئلہ: صرف تہبند میں کرتے کے بغیر صرف بنیان یا صدری وغیرہ سے مردوں کے لیے نماز درست ہے بشرطیکہ ناف سے گھٹنے تک کا حصہ برہنہ نہ ہو ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ [نماز مسنون ص ۲۶۸]

مسئلہ: عباء جبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ۱۲۳ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۵۹۸ جلد اول]

مسئلہ: چوری کے کپڑے جو قیمتاً لیے گئے ہیں۔ ان میں نماز صحیح ہے مگر جان بوجھ کر چوری کے کپڑے خریدنا نہ چاہیئے اور چوری کے کپڑوں سے نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور اگر نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶ جلد ۴ ردالمختار ص ۱۸۰ جلد اول]

مسئلہ: رشوت کے کپڑوں سے نماز ہو جاتی ہے مگر وہ شخص گنہگار اور فاسق ہے یعنی حرام کی کمائی

کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن نماز ادا ہوجاتی ہے۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۸ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۳۵۴ جلد اول]

مسئلہ: جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز نہیں ہوتی' اگر پڑھ لی تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۲۹۲ جلد ا]

مسئلہ: اگر نماز کی حالت میں مردوں کا گریبان کھلا رہے تو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔
[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۸ جلد ۱۰ شامی ص ۴۳۰ جلد اول' امداد الفتاویٰ ج ۳۲۴ جلد ا]

مسئلہ: عورتوں کو دھوتی (ساڑھی وغیرہ) باندھنا اور دھوتی سے نماز پڑھنا درست ہے غرضیکہ پردہ پورا ہونا چاہیئے' دھوتی ہو یا پاجامہ اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۱ جلد ۴]

(ستر عورت یعنی بدن کا چھپانا خواہ پاجامے سے ہو خواہ ساڑھی دونوں برابر ہیں' یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ یہ غیر مسلموں کا لباس ہے بلکہ ملک کے بعض حصوں میں مسلمان عورتوں کا بھی یہی لباس ہے جس طرح پاجامہ پہننے والے علاقوں میں مسلمانوں کی طرح غیر مسلم بھی بکثرت شلوار پہنتے ہیں غرضیکہ جس کپڑے سے بدن چھپ جائے اور ہر اس لباس سے نماز ہوجاتی ہے جسکو پہن کر عام و خاص مجالس میں شرکت کرسکتا ہو۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ: قوم نصاریٰ کے مستعمل کپڑوں میں نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے' فقہاء نے سوائے پاجامہ اور ازار کے کہ اس کا نجس ہونا بظن غالب ہے اور دھولینا ہر ایک کپڑے کا احوط ہے خصوصاً ازار و پاجامہ وغیرہ کا دھونا زیادہ ضروری ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۶ جلد ۴ شامی ص ۳۲۴ جلد ا]

مسئلہ: تصویر والے کپڑوں میں نماز اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہ ہوگی اگر غیر جاندار کی ہوگی تو نماز ہوجائے گی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۷ جلد اول' رد المحتار ص ۶۰۵ جلد اول]

مسئلہ: نوٹ کرنسی' پاسپورٹ' شناختی کارڈ ویزہ پر تصویر مجبوری اور اضطراری حالت میں ہے' اس کا گناہ ان پر ہوگا جو ایسا قانون بنانے کے ذمہ دار ہیں۔ [شرح نقایہ ص ۱۹۶ جلد اول کبیری ص ۳۵۴]

مسئلہ: میلے کپڑوں میں نماز مکروہ نہیں ہے (بشرطیکہ پاک ہوں)۔
[فتاوے دار العلوم ص ۱۳۹ جلد ۴' رد المحتار ص ۵۹۹ جلد اول]

مسئلہ: روپے' نوٹ اور پوسٹ کارڈ وغیرہ پر تصویر ہوتی ہے' اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی' جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔
[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۴ جلد اول' فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۷ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۰۷ جلد اول]

مسئلہ: کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا اور کہنی تک آدھی آستین والے قمیص و شرٹ وغیرہ پہن کر نماز پڑھنا منع ہے اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے، اگر وضو کرتے وقت آستین چڑھائی ہوئی ہو اور جماعت میں شرکت کرنے کے لیے جلدی میں آستین چڑھی ہوئی رہ گئی ہوں تو نماز میں ایک ہاتھ سے آہستہ آہستہ اتارے (تھوڑی تھوڑی) اس طرح نہ اتارے کہ عمل کثیر ہو جائے یعنی دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے کہ جس سے معلوم ہو کہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ بھی خیال رہے کہ گرمی اور پسینہ کی وجہ سے نماز کی حالت میں آستین چڑھانا عمل کثیر ہے اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۱۴۱ جلد ۳، شامی ص ۵۹۹ جلد اول و فتاوی رحیمیہ ۲۴۱ جلد اول و فتاوی محمودیہ ص ۲۶۲ جلد ۱۰]

مسئلہ: کہنیاں کھلی ہیں تو نماز ہو جاتی ہے مگر یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۱۰۰ جلد ۴، عالمگیری ص ۱۰۵ جلد اول]

مسئلہ: جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز تو ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں ہے کہ رشوت کا گناہ علیحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت (حرام کمائی کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۱۰۲ جلد ۴] جس طرح مغصوبہ زمین میں نماز مکروہ ہے۔

[رد المحتار ص ۳۸۴ جلد اول]

مسئلہ: کوٹ پینٹ میں اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۳۴ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۷۳ جلد اول]

مسئلہ: ریشمی کپڑا اور سونا بے شک مردوں کے لیے حرام ہے اور نماز جوان سے پڑھی گئی وہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے مگر چونکہ وہ دونوں ناپاک نہیں ہیں اس لیے نماز ہو گئی۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۴۷ جلد ۴، الاشباہ ص ۱۹۷ جلد اول]

مسئلہ: بازاری لٹھا و ململ وغیرہ سے نماز درست ہے یعنی نئے کپڑوں سے بغیر دھوئے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۳۴ جلد ۲ بحوالہ الاشباہ والنظائر ص ۷۵]

مسئلہ: اگر کیمرہ میں کوئی نجس چیز نہیں ہے تو اس کے پاس رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۰۷ جلد اول]

مسئلہ: مذی نجس ہے، جس کپڑے کو مذی لگے گی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور مقدار درہم اس میں بھی معاف ہے لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۳ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۲۹۱ جلد اول]

مسئلہ: نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ (وغیرہ) لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے ثواب سے محروم رہے گا، نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لیے بڑی وعید آئی ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۷ جلد ۴ مشکوۃ شریف کتاب اللباس]

مسئلہ: نماز میں بلاضرورت سجدہ میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلاف ادب ہے، ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۵ جلد ۴ رد المحتار ص ۵۹۸ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۸۲ جلد ۷]

مسئلہ: نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا اچھا نہیں مگر نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۸ جلد ۴ وہدایہ ص ۱۲۴ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی شخص سجدہ میں جاتے وقت اپنے پاجامے کو اوپر کھینچتا ہے اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اپنی قمیص کے پیچھے کے دامن کو نیچے کرتا ہے تو ایسی حرکت اور عادت یقیناً مکروہ ہے اور بعید نہیں کہ فعل کثیر ہو کر مفسد نماز ہو جائے، لہٰذا اس عادت سے احتراز لازم ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۹ جلد ۴] (اگر کبھی اتفاقاً ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، عادت بنانا غلط ہے۔

اور اگر عمل کثیر ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: نماز کی حالت میں کرتہ (شرٹ وغیرہ) اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل یسیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد نماز ہے۔ اور ازار بند اور تہبند وغیرہ باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے۔ لہٰذا یہ عمل کثیر ہے اور مفسد نماز ہوگا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۰ جلد ۴، رد المحتار ص ۵۸۳]

مسئلہ: اگر ایک ہاتھ سے درست ہونا ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲ جلد ۴]

مسئلہ: جوتا اگر پاک ہو یعنی اس کو نجاست نہ لگی ہو یا لگی ہو تو پاک و صاف کر لیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں نماز اس کو پہن کر درست ہے، لیکن چونکہ اس زمانہ میں مساجد میں فرش (چٹائیاں)

صفیں وغیرہ ہوتی ہیں اور جوتا پہن کر مساجد میں جانے سے فرش مٹی وغیرہ کے ساتھ ملوث ہونے کا احتمال ہے اور نیز اس میں سوئے ادبی بھی معلوم ہوتی ہے اس لیے مسجد میں جوتا پہن کر نماز نہ پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۰ جلد ۴ رد المحتار ص ۶۱۵ جلد اول باب احکام المساجد]

مسئلہ: اگر جوتا پاک ہے تب بھی یہ احترام مسجد کے خلاف ہے، عید گاہ میں آ کر گھاس پر نماز پڑھی جائے تو وہاں توسع ہے مگر فتنہ سے بچنا چاہیے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۶۷ جلد ۱۳]

نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنا؟

سوال: امام صاحب نماز شروع کرنے کے بعد اپنا ہاتھ ڈاڑھی اور مونہہ پر پھیرتے رہتے ہیں اور بار بار اپنا کرتہ پائجامہ درست کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام کو ایسی فضول حرکتوں سے احتراز کرنا چاہیے ان سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اور عمل کثیر ہو کر نماز کے فساد کی بھی نوبت آ جاتی ہے لہٰذا ایسے افعال عبث سے امام اور نمازیوں کو بچنا ضروری ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۴ جلد ۴، وکبیری ص ۳۴۷]

مسئلہ: نماز نہایت خشوع و خضوع اور توجہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے بلا ضرورت بدن کھجانا، بدن پر ہاتھ پھیرتے رہنا مکروہ تحریمی ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۰ جلد ۷ واغلاط العوام ص ۵۹]

نماز میں سونے چاندی کا استعمال

مسئلہ: مردوں کے لیے نماز وغیرہ میں سونے چاندی کا استعمال ناجائز اور حرام ہے صرف ساڑھے چار ماشہ چاندی کی انگوٹھی پہننے کی گنجائش ہے، سونے کی ناجائز ہے، سونا، چاندی اور اس سے بنے ہوئے زیورات اور روپے سکے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں، جائز ہے اور اگر گھڑی میں ایک دو پرزے چاندی کے ہوں اور بقیہ دوسری دھات کے ہوں تو حرج نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۴ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۱۰ جلد ۳]

ناپاک کپڑے کا نمازی سے لگ جانا؟

سوال: ایک شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے قریب ایک کپڑا ناپاک پڑا ہوا ہے، جب رکوع یا سجدہ میں جاتا ہے تو وہ کپڑا اس کے جسم کے حصہ سے چھو جاتا ہے، ایسی صورت میں اس کی

نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: حامداً و مصلیاً اگر ایک رکن کی مقدار تک اس کے بدن سے متصل (ملا ہوا) نہیں رہتا ہے بلکہ چھوکر فوراً جدا ہو جاتا ہے تو نماز درست ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۵ جلد ۲]

مسئلہ: نمازی کے سامنے جوتے ہوں تو نماز ہو جاتی ہے، جوتوں پر اگر نجاست لگی ہوئی ہو تو ان کو صاف کر کے مسجد میں لانا چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۳ جلد ۳]

مسئلہ: اگر بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست لگی ہو جو نماز سے مانع ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ اگر بھولے سے نماز شروع کر دی اور نماز میں یاد آیا تو فوراً نماز کو چھوڑ دے اور نجاست کو دور کر کے دوبارہ پڑھے۔ اور اگر نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تب بھی دوبارہ نماز پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۸ جلد ۳]

مسئلہ: ملازم ہسپتال جبکہ کپڑوں پر ناپاکی کی چھینٹ آتی رہتی ہوں تو ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۱ جلد ۲، رد المختار ص ۳۷۳ جلد اول]

مسئلہ: بعض نادانوں سے جب نماز پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کپڑے دھلنے گئے ہیں، جمعہ کے دن آئیں گے جب سے شروع کریں گے اور بعض تو اس سے بھی بڑھ کر ہیں، کہتے ہیں کہ اب کی عید سے شروع کریں گے۔ شاید ان کے پاس کوئی پروانہ آ گیا ہے کہ جمعہ یا عید تک یہ زندہ بھی رہیں گے؟ [دواء العیوب ص ۲۳، اغلاط العوام ص ۵۸]

مسئلہ: بعض لوگ نماز ایسے پڑھتے ہیں کہ نہ کپڑے کی خبر کہ ایسا چھوٹا کپڑا (تہبند وغیرہ) باندھتے ہیں کہ رکوع وسجدہ میں ستر (وہ حصہ جسکا چھپانا ضروری ہوتا ہے) کھل جاتا ہے۔ اگر چوتھائی گھٹنا ہی کھل گیا (اور ایک رکن کی مقدار کھلا رہا) تو نماز نہیں ہوگی، مگر اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ [اغلاط العوام ص ۵۹]

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

(۱) مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں۔ اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن کو امامت کی لیاقت ہو تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنا دیں۔ اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے لائق ہے، کسی نالائق کو امام کر دیں گے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔ سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو

ہے جونماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو اور جس قدر قرات مسنون ہے اسے یاد ہو۔

(۲) پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قرأت کے قواعد کے موافق۔

(۳) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔

(۴) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو۔

(۵) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو۔

(۶) پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوب صورت ہو۔

(۷) پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو۔

(۸) پھر وہ شخص جس کا سر سب سے زیادہ بڑا ہو۔

(۹) پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے۔

(۱۰) پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو۔

(۱۱) پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو۔ بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جسمیں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید نہ اچھا پڑھتا ہو۔

(۱۲) اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنا دے' ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انھیں کو استحقاق ہوگا۔ [درمختار شامی وغیرہ]

جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنا دے تو پھر مضائقہ نہیں۔ قاضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

(۱۳) بے رضا مندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے

ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

﴿۱۴﴾ فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر خدانخواستہ سوا ایسے لوگوں کے کوئی شخص وہاں نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ [درمختار شامی وغیرہ]

(فاسق وہ شخص ہے جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو، مثل شراب خور، چغلخور، غیبت کرنے والے وغیرہ، بدعتی وہ جو ایسا فعل عبادت سمجھ کر کرے جس کی اصل شریعت میں نہ ہو، نہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ہو نہ احادیث سے نہ قیاس سے نہ اجماع سے۔ فاسق اور بدعتی میں فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے، لہٰذا بدعتی کا مرتبہ فاسق سے بھی بدتر ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ کراہت ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

﴿۱۵﴾ غلام کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم وفضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں، اسی طرح کسی حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر کسی کو کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے مثل سپید داغ، جذام وغیرہ کے تو ان کا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔

[درمختار، علم الفقہ ص ۹۳ جلد ۲، ہدایہ ص ۷۷ جلد اول، کبیری ص ۳۶۵، شرح نقایہ ص ۸۶]

(ان لوگوں کو امام بنانا اس لیے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولد الزنا کو علم دین حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا، غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی گنوار کو دیہات میں کوئی ذی علم نہیں ملتا، ولد الزنا کا کوئی تربیت کرنے والا نہیں ہوتا، علاوہ اس کے ان لوگوں کی امامت سے بعض لوگوں کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ [رفعت قاسمی غفرلہ]

﴿۱۶﴾ نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے، ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں، پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کا ہاتھوں کو اٹھانا ضروری نہیں اس لیے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے۔ اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ

چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے' لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہیے۔[ردالمحتار وغیرہ]

﴿۱۷﴾ امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قراءت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے۔ تاکہ لوگوں کو حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔[علم الفقہ ص ۹۳ جلد اول' بخاری ص ۹۷ مسلم ص ۱۸۸ ج ۱]

(حدیث میں آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہیے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ڈانٹا کیونکہ وہ نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے جس سے ان کی قوم کو تکلیف ہوتی تھی' ایک مرتبہ ایک بچہ کے رونے کی آواز سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پر اکتفا کی تھی کیونکہ ماں اس کی نماز میں تھی۔[حاشیہ علم الفقہ ص ۹۳ ج ۲]

کیا امامت کے لیے نسب کا لحاظ ضروری ہے

مسئلہ: امامت کے لیے ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں' افضلیت کا لحاظ ہے' اور یہ کہ جماعت میں کمی نہ آئے اور نمازی منتشر نہ ہوں' پس نمازیوں میں سے جو افضل ہو وہ امامت کا حقدار ہے تا کہ نماز صحیح اور کامل ادا ہو جائے اور مقتدی زیادہ سے زیادہ نماز میں شریک ہوں۔ پس کسی ایسی قوم کا آدمی جسکو لوگ ذلیل سمجھتے ہیں' اگر علم اور تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہے' اور اس بناء پر لوگ اس کا ادب کرتے ہیں تو بلاشبہ اس کے پیچھے نماز درست ہے' کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں' البتہ اگر اس کے افعال ایسے ہیں کہ جن کی بناء پر وہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل اور بے وقعت ہے تو اس بناء پر اس کو امام بنانا مکروہ ہے کہ لوگ جب اس کی عزت اور وقعت نہیں کرتے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہی پسند نہیں کریں گے اور جماعت میں کمی آئے گی۔

افضل کو امام بنانے میں یہ بھی مصلحت ہے کہ لوگ اس کو پسند کر کے شرکت کریں گے

اور جماعت بڑھے گی۔ اور افضل امام وہ ہے جو شرعی احکام سے سب سے زیادہ واقف ہو قرآن شریف تجوید و صحت کے ساتھ پڑھتا ہو پرہیز گار ہو صحیح العقیدہ ہو اور اعلیٰ نسب والا ہو حسین و جمیل اور معمر ہو نسبی شرافت خوش اخلاق اور پاکیزہ لباس والا امامت کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگ رغبت سے اس کی اقتداء کریں اور جماعت بڑی ہو۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۸ جلد ۳ بحوالہ شرح نقایہ ص ۸۶ جلد اول تکمیل الایمان ص ۸۷]

مسئلہ: بعض جگہ امام ایسے ہیں کہ لوگوں کی نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے اور اس میں مقتدی ہی اس خرابی کا سبب ہوتے ہیں یعنی امام کا تقرر کرتے وقت اس کی صلاحیت و اہلیت کو نہیں دیکھتے بلکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو سب سے نکما ہوتا ہے اس کو ارزاں سمجھ کر (کم تنخواہ پر) امامت کے لیے تجویز کیا جاتا ہے چاہے اس کو قرآن بھی صحیح پڑھنا نہ آتا ہو خواہ اس کو مسائل بھی یاد نہ ہوں کچھ بھی ہو مگر چونکہ سستا ہے اس لیے امام بنالیتے ہیں۔ [اغلاط العوام ص ۶۹]

(حالانکہ ہر دنیوی کام کے لیے ذی ہنر اور ذی لیاقت کو تلاش کیا جاتا ہے اور خدا کے روبرو جو سب کی طرف سے وکیل و ضامن بن کر کھڑا ہوتا ہے وہ چھانٹ کر ایسا ستا رکھا جاتا ہے جس میں نہ کمال اور نہ جمال نہ علم و عمل ہائے افسوس خدا کے یہاں کیا جواب دو گے؟ [محمد رفعت قاسمی]

بقیہ رکعتیں پوری کرنے والے کی اقتداء نہ کی جائے

مسئلہ: امامت کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کا مقتدی ہو وہ خود امامت نہ کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص نماز عصر کی جماعت میں اس وقت شریک ہوا جب امام آخری رکعتوں کے دو سجدے کر رہا تھا امام نے سلام پھیر دیا اور یہ شخص اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا اتنے میں ایک اور شخص آیا اور نماز عصر کی نیت کر کے اس مقتدی کے ساتھ جو اپنی رہی ہوئی رکعتیں پوری کر رہا تھا کھڑا ہو گیا (اس مقتدی کو اپنا امام بنالیا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا) تو اس دوسرے شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی بھی مسبوق (یعنی کچھ رکعت ہونے کے بعد شامل ہونے والے) کی اقتداء صحیح نہیں ہے خواہ امام کے ساتھ ایک رکعت میں شریک ہوا ہو یا اس سے کم میں ہاں یہ شکل تو ہو سکتی ہے کہ مسجدوں میں نمازیوں کا اژدہام (بھیڑ) ہے اور کوئی شخص آ کر آخر صفوں میں شامل جماعت

ہوا' دور ہونے کی وجہ سے اسے امام کی حرکات کی خبر نہیں' لہٰذا وہ مقتدیوں میں سے کسی کی پیروی کرنے لگا تاکہ جو رکعتیں جاتی رہی ہیں ان کو یاد کر لے لیکن یہ پیروی اقتداء کی نیت سے نہ ہو تو دونوں کی نماز صحیح ہوگی کیونکہ وہ دونوں اپنے سابق امام کے ساتھ منسلک متصور ہوں گے۔

[کتاب الفقہ ص ۶۵۹ جلد اول]

(اور اگر یہ پیروی اقتداء کی نیت سے ہوگی تو نماز نہ ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی]

امام رکھنے کی گنجائش نہیں تو کیا کریں؟

سوال: اگر کسی شہر میں مسجدوں کی کثرت ہو اور نمازی کم ہوں' ہر ایک مسجد میں امام مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں' اگر متصل محلہ والے مل کر ایک مسجد میں امام مقرر کر لیں اور دیگر مساجد چھوڑ کر ایک مسجد میں با جماعت امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ حتی الوسع سب مسجدوں کو آباد کریں اور تھوڑے تھوڑے نمازی سب مسجدوں میں نماز پڑھیں' بحالت مجبوری جیسا موقع ہو کریں۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۷۶ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۷۶۱ جلد اول باب المساجد]

جب کوئی مقتدی نہ پہنچے تو امام کے لیے حکم

مسئلہ: امام مقرر تنہا مقتدی کے نہ آنے کی وجہ سے نماز پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں ترک جماعت کا گناہ امام پر نہیں ہے بلکہ جب کوئی نہ آئے تو امام صاحب اذان و اقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھ لیا کریں۔ اس میں جماعت کا ثواب ان کو حاصل ہوگا اور مسجد کا بھی حق ادا ہوگا۔

مسئلہ: اذان کہہ کر اسی مسجد میں اس کو نماز پڑھنی چاہیے۔ دوسری مسجد میں جماعت کے لیے نہ جانا چاہیے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴ جلد ۳]

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا؟

مسئلہ: مسجد میں لوگ نماز اور وظائف وغیرہ میں مشغول نہ ہوں تو سلام کرے اور اگر مشغول ہوں یا مسجد میں کوئی نہ ہو تو داخل ہوتے وقت یہ کہے۔ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین

[فتاویٰ عالمگیری ص جلد ۵] اور اگر بعض فارغ ہو کر بیٹھے ہوں تو اگر فارغین اتنے دور ہوں کہ ان کو سلام کرنے سے یا ان کے سلام کے جواب سے ان مشغولین کو حرج نہ ہوتا ہو تو سلام کی اجازت ہے۔ ورنہ نہیں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۴ جلد ۲]

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ یہ دعاء پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ مِنۡ فَضۡلِكَ۔ اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعاء پڑھنی چاہیے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ۔ [مظاہر حق ص ۶۰۴ جلد اول]

تارک جماعت کا گھر جلانا

مسئلہ: حدیث شریف میں تہدیداً بے شک ایسا وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ جو لوگ نماز میں نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں' لیکن عورتوں اور بچوں کی وجہ سے ایسا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب آگ لگانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بھی آگ نہیں لگائی۔

ترک جماعت پر عمداً مواظبت کرنا بلا عذر گناہ کبیرہ اور موجب فسق ہے لیکن ایک دو مرتبہ اتفاقاً اگر جماعت چھوٹ گئی تو یہ گناہ کبیرہ نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۸ جلد ۳ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۹۵ جلد اول' رد المحتار ص ۵۱۵ جلد ا باب الامامت]

مسئلہ: بلا عذر شرعی مسجد کی نماز چھوڑ کر گھر پر ہی پڑھنا بہت بڑی محرومی ہے اور اسلام کے بڑے شعار کو ترک کرنا ہے۔ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید ہے' ایک حدیث میں اس کی نماز کو نا قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۶ جلد ۲ بحوالہ ابوداؤد شریف ص ۸۱ جلد اول]

امام کی عداوت کی وجہ سے ترک جماعت؟

سوال: موذن جس کا یہ اعتراض ہے کہ پیش امام کو مجھ سے عداوت ہے' اسی وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور اس کی اذان مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب: یہ عذر ترک جماعت کا شرعاً لغو اور غلط ہے اور ترک جماعت کی عادت کر لینا اور ہمیشہ

ترک جماعت کرنا موجب فسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اور اعادہ (لوٹانا) اس کا مستحب ہے [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۵ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۳۶۵ ج ۱] (اگر چہ اس کی نماز جو علیحدہ بغیر جماعت کے پڑھتا ہے جائز ہوتی ہے مگر جماعت کے ثواب سے محروم رہتا ہے اور جماعت کے چھوڑنے کا گناہ الگ ہے۔ [رفعت]

مسئلہ: کتب فقہ میں ہے کہ اگر امام بے قصور ہو تو مقتدیوں کی ناراضگی کا اثر نماز میں کچھ نہیں، امام کی نماز بلا کراہت درست ہے اور گناہ مقتدیوں پر ہے۔ اور اگر امام قصوروار ہے اور اس وجہ سے مقتدی ناخوش ہیں تو امام کے اوپر مواخذہ ہے اس کو امام ہونا مکروہ ہے اور مورد حدیث ((مَنْ تَقَدَّمَ قومًا)) الخ اگر وہی امام ہے جس کے اندر خلل ونقص ہو ورنہ مقتدی گناہ گار ہیں کہ بے وجہ ناراض ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۲۴ جلد اول]

نماز کب توڑنا جائز ہے؟

مسئلہ: نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے، کبھی مستحب اور کبھی مباح اور کبھی واجب، اور اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز توڑنا حرام ہوگا اور جماعت میں ملنے کے لیے توڑنا مستحب، اور مال ضائع ہو رہا ہو تو نماز کی نیت توڑنا مباح ہے، اور جان بچانے کے لیے نماز کی نیت توڑنا واجب ہے۔

[درمختار ص ۶۳۹ جلد اول]

محلّہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو؟

سوال: محلّہ کی مسجد میں جماعت کا انتظام نہیں ہے تو دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنے محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے۔ پس اس شخص کو اپنے محلّہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہیں جانا چاہئے۔ شامی میں ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں اگر تنہا بھی نماز پڑھنی پڑے تو وہاں اذان کہہ کر نماز پڑھے اور اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائے۔ ((لان له حقا عليه فيوديه الخ)) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۰ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۱۷ جلد اول]

اپنی مسجد ویران ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو چلا جائے۔ [محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ: اگر پاس دو مسجدیں ہوں تو قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے کہ اس مسجد کا (جو بالکل قریب ہو) ان پر حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۱ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۶۱۷ جلد اول' کتاب الفقہ ص ۶۲ ۴ ج ۱]

مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا کرے؟

مسئلہ: ایک مسجد میں اگر جماعت ہو چکی ہو تو اگر امید دوسری مسجد میں جماعت کے ملنے کی ہو تو دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور موجب ثواب ہے' سلف میں اکابر امت ایسا کیا کرتے تھے کہ ایک مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جاتے تھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۵۱۸ ج ۱' علم الفقہ ص ۹۸ جلد ۲ وامدادالاحکام ص ۵۰۰ جلد اول]

مسئلہ: مسجد پہنچ کر معلوم ہوا کہ جماعت ہو چکی ہے تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جانا واجب نہیں ہے۔ (اگر) جانا چاہے تو جا سکتا ہے منع نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۲۲ جلد ۴ بحوالہ مسائل ارکان ص ۵۵ و آپ کے مسائل ص ۲۳۳ ج ۳]

شیعہ کا سنیوں کی جماعت میں شرکت کرنا

مسئلہ: جماعت میں اگر کوئی شیعہ درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز میں اس صورت میں کچھ نقصان اور خلل نہ ہوگا' لیکن آئندہ اس رافضی سے کہہ دیں کہ یا تو وہ اپنے مذہب سے توبہ کرے' ورنہ مسلمانوں کی جماعت میں نہ آیا کرے' اور اس کو اپنے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۲ جلد ۳]

مسئلہ: سنی شیعہ کی مساجد میں اور شیعہ سنی کی مساجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۸ جلد ۴ مشکوٰۃ' ۵۱۲ ص جلد اول]

مسئلہ: کوڑا کرکٹ پھینکنے' یا ذبح کرنے کی جگہ پر نیز عام گذرگاہ' نہانے کی جگہ اور اونٹوں (عام جانوروں) کو پانی پلانے کی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے' اگر چہ نجاست سے محفوظ رہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول]

مسجد کی جماعت میں کیسے لوگ شریک نہ ہوں

مسئلہ: جو شخص کہ حفظ امن میں خلل انداز ہو اور باعث شر و فساد ہو اور نمازیوں کو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہو اور اس کا فعل موجب اشتعال ہو اس کو جماعت سے روکنا قانون شرع کے مطابق ہے۔ حدیثیں اور آثار اور اقوال فقہاء اس پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن' پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا بلکہ مسجد سے نکال دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوئے ہوں' مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع کر دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نماز کے خشوع و خضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے اگر چہ نماز نہیں جاتی۔ فرمادیا ''ردکو''

نیز آپ ﷺ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا' امامت سے معزول کر دیا اور اس کو خدا اور رسول کا موذی قرار دیا تھا۔

فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچی لہسن و پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن (منھ کے مریض) اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل (ہر ایک) موذی کو اگر چہ وہ زبان سے ایذاء پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۵ جلد ۳ بحوالہ مسلم شریف ص ۲۰۹ اول و مشکوۃ شریف ص ۹۶ جلد ۱]

مسئلہ: گندہ دہنی کا مریض جماعت میں شریک نہ ہو' تنہا علیحدہ نماز پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۴ جلد ۳' رد المحتار ص ۶۱۹ جلد اول]

مسئلہ: جذامی کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ مسجد میں نہ آئے اور جماعت میں شریک نہ ہو' اور گھر میں نماز پڑھے پس جماعت کے چھوڑنے میں اس پر کچھ گناہ نہیں ہے' بلکہ اس کو یہی حکم ہے اور جماعت میں شریک ہونا اس کے لیے مکروہ ہے اور گناہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱ جلد ۳ بحوالہ درمختار ص ۶۱۹ جلد اول]

مسئلہ: جذامی سے جمعہ و جماعت ساقط اور معاف ہے اسی وجہ سے کہ وہ مسجد میں نہ آئے۔ پس جذامی کو چاہیے کہ وہ جماعت میں شریک نہ ہو' اور جو لوگ جذامی شخص سے علیحدہ رہیں اور احتراز کریں ان پر کچھ ملامت نہیں ہے کہ جذامی سے بھاگنے اور بچنے کا حکم رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۷۵ جلد ۳]

مسئلہ: مجذوم کو گھر پر نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب ملے گا جبکہ وہ جماعت کا شوق دل میں رکھتا ہو۔ [امداد الاحکام ص ۵۰۴ جلد اول]

مسئلہ: مسلمان حلال خور (بھنگی) مسجد میں با جماعت نماز ادا کر سکتے ہیں اور مسجد کی حوض سے وضو بھی کر سکتے ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸ جلد ۳]

(مسجد آتے وقت اتنا لحاظ رہے کہ صاف ستھرا اور پاک لباس جسم پر اور جسم بھی پاک صاف ہو نجاست اور بد بو نہ جسم پر ہو اور نہ لباس پر ہو۔ اور یہ سب ہی کے لیے ضروری ہے۔ عام مسلمان نمازیوں کی طرح یہ لوگ بھی ہیں، جس طرح اور عاقل بالغ مسلمانوں پر جماعت کی شرکت واجب ہے ان نو مسلم بھنگیوں وغیرہ پر بھی واجب ہے۔ [محمد رفعت قاسمی]

جس کو جماعت نہ ملے وہ نماز کہاں پڑھے؟

سوال: جس شخص کو نماز جماعت سے نہیں ملی، اس کو مسجد میں اپنے فرض پڑھنا افضل ہے یا مکان میں؟

جواب: اگر مسجد سے باہر جماعت ہو سکے تو یہ افضل ہے، ورنہ فرائض کے لیے مسجد ہی افضل ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۴ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۳۶۷ جلد ۱]

مسئلہ: اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے گھر پر عورتوں بچوں کو شامل کر کے جماعت کر لے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ مردوں کو گھر پر جماعت نہ کرنی چاہیے بلکہ مسجد میں آئیں اور شریک جماعت ہوں، اگر کبھی اتفاق سے جماعت نہ ملی تو بصورت مذکور گھر پر کریں، یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہے۔ ایسا نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۴ ج ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۸]

مسئلہ: مکان میں تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے محلّہ کی مسجد کی اذان و اقامت کافی ہے، لیکن کہنا بہتر ہے مگر عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶ ج ۳ نور الایضاح ص ۶۱]

جماعت سے الگ جو نماز پڑھے؟

سوال: جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص بوجہ مخاصمت (لڑائی) امام جماعت میں شامل نہ ہو اور جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی نماز الگ پڑھے تو نماز اس کی ہو گی یا نہیں؟

جواب: نماز ہوگئی مگر وہ شخص گنہگار ہوگا اور فاسق ہوا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۵۱۶ جلد اول باب الامامت]

تنہا شخص نماز گھر میں پڑھے یا مسجد میں؟

سوال: زید مسجد میں اکیلا نماز پڑھتا ہے اور بکر گھر میں نماز پڑھتا ہے' دونوں کے ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص مسجد کی جماعت کی نماز چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہے اور ترک جماعت پر مصر ہے وہ فاسق ہے' احادیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا جو مسجد میں آ کر جماعت سے نماز نہیں پڑھتے۔ پس جو شخص مسجد میں آ کر اکیلا نماز پڑھا کرے اور جماعت کا خیال نہ کرے اور اپنی عادت ترک جماعت کی کرے یا گھر میں اکیلا نماز پڑھنے کا عادی ہو اور ترک جماعت کرتا ہو' دونوں فاسق اور دونوں مرتکب امر حرام کے ہیں۔ ان میں سے کس کو کہہ دیا جائے کہ زیادہ ثواب فلاں کو ہے اور فلاں کو نہیں' دونوں ہی گنہگار ہیں۔ دونوں کو یہ لازم ہے کہ جماعت کی پابندی کریں' نہ گھر میں تنہا نماز پڑھیں اور نہ مسجد میں بغیر جماعت کے پڑھیں۔ مجبوری سے اتفاقاً جماعت فوت ہو جائے (چھوٹ جائے) تو یہ دوسری بات ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۱ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۷ جلد اول باب الجماعۃ وغنیہ ص ۴۷۴]

گھر پر مستقل جماعت کرنا؟

مسئلہ: دائمی طور پر مسجد کو چھوڑ کر اپنے گھر پر با قاعدہ جماعت کا انتظام کرنا جائز نہیں ہے اور ترک جماعت مسجد دائمی طور سے معصیت ہے اور اصرار اس پر فسق ہے ایسے شخص کی شہادت بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۵۱۸ جلد اول]

نا جائز کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ: زانیہ کی بنائی ہوئی مسجد حکم مسجد میں ہوگئی۔ یہاں تک کہ ورثاء کا حق اس سے منقطع ہو گیا

اوراس میں کسی کا تصرف خلاف وقف نا جائز ہو گیا' نہ اس کو ڈھا سکتے ہیں نہ اس کو بیچ کر دوسری مسجد میں اس کی قیمت لگا سکتے ہیں' لیکن اس میں نماز پڑھنے سے ثواب کامل نہ ملے گا' گو فرض ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۱ جلد ۱]

مسئلہ: اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے اور گھر میں تنہا پڑھنے سے جماعت کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۷۵ جلد ۳]

مسئلہ: غصب کی ہوئی زمین میں نماز ہو جاتی ہے' مگر جانتے ہوئے بغیر مجبوری کے اس جگہ نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے' اس لیے مالک سے اجازت حاصل کر لی جائے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۵ جلد ۴' عالمگیری ص ۶۹ جلد ا' طحطاوی ص ۲۰۹ جلد اول]

مسجد کے دور ہونے پر جماعت کا حکم

مسئلہ: بازار اگر ایک میل کی مقدار میں وسیع ہو اور اس میں صرف ایک مسجد ہو تو سب پر نماز جماعت سے پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ مگر جن کو کوئی عذر ایسا ہو جیسے بیماری یا بارش یا سردی شدید وغیرہ ہو تو ان کو ترک جماعت درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۷۷ جلد ۱]

افطار کی وجہ سے دیر میں جماعت کرنا؟

سوال: مسجد میں مغرب کی اذان کے ساتھ روزہ افطار کر کے کھانے پینے لگتے ہیں جس میں اکثر لوگ تو نیچے بیٹھ کر روزہ افطار کرتے ہیں' اذان ہونے کے دس منٹ بعد کا وقفہ کر کے جماعت کھڑی ہوتی ہے' اور بعض حضرات چھت پر افطار کرتے ہیں' مگر چھت والے جماعت میں شریک نہیں ہوتے' جب نیچے جماعت ہو جاتی ہے تب چھت والے دوسری جماعت کرتے ہیں' یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ جماعت اولیٰ میں شامل ہوں اور جماعت کے ہوتے ہوئے کھانے پینے میں مشغول نہ ہوں' الا بضرورۃ شدیدہ۔ اور نیچے والوں کو چاہیے کہ کچھ اور وقفہ (مکروہ وقت نہ ہو) کر دیں تاکہ سب لوگ باطمینان کچھ کھا کر شامل جماعت ہو جائیں۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۱۶ جلد اول باب الامامت]

مسئلہ: جماعت میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ وقت مکروہ نہ ہو اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۷ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۵۳ جلد اول]

مسئلہ: فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریر شخص کی بھی امام رعایت کرسکتا ہے جب اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہو۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۸ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۳۷۲ جلد اول]

جس مسجد میں امام و مؤذن متعین نہ ہوں؟

مسئلہ: ایسی مسجد میں جس میں امام و مؤذن و جماعت متعین نہ ہو جماعت ثانیہ جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۰ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۶ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۵ ج ۱۴]

مسئلہ: مسجد میں جماعت ہو جانے کے بعد مکان یا جنگل میں جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے جنگل میں یا مکان میں اذان و تکبیر کہنا افضل ہے صرف تکبیر کہنا بھی کافی ہے۔ مکان میں نماز پڑھیں تو اس محلہ کی مسجد میں جو اذان ہوگئی ہے وہی کافی ہے۔ (اگر جماعت کرنی ہے تو) صرف تکبیر کہہ لے۔ مسجد کے فرش کے بیچ میں جو حوض ہے یا مسجد کی چھت سب مسجد کے حکم میں ہیں ہاں کوٹھری وضو خانہ وغیرہ جو خارج ہیں ان میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۲ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۵۲ جلد اول و امداد الفتاویٰ ص ۳۶۲ جلد اول و امداد الاحکام ص ۴۹۷ جلد اول]

جماعت کے لیے عورتوں کا جانا؟

مسئلہ: اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے سے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ کے زمانے ہی میں یہ ممنوع ہو چکا تھا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۹ جلد ۳ بحوالہ مسلم شریف ص ۱۸۳ جلد اول باب خروج النساء الی المساجد]

گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا؟

مسئلہ: عورتوں کی جماعت تنہا مکروہ تحریمی ہے لہٰذا عورتوں کی جماعت نہ کریں۔ یعنی اس طرح کہ امام بھی عورت ہو جماعت نہ کریں اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے گھر پہ عورتوں کو شامل کر کے جماعت کر لیں یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہو ایسا

نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ ایک قوم میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے مسجد میں آئے تو جماعت ہو چکی تھی اس وقت آپ ﷺ نے اپنے مکان میں اہل وعیال کو جمع کر کے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ گھر میں جماعت کرنا ایسی حالت میں ہے کہ مسجد میں جماعت نہ ملے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۴۴ جلد۳ بحوالہ مشکوۃ شریف ص۹۵ جلد اول ردالمحتار ص۵۱۸ جلد اول]

مسئلہ: شوہر اور بیوی اگر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں تو کوئی کراہت نہیں اس میں ایک فٹ کا یا کم وبیش فاصلہ بھی کوئی شرط نہیں ہے۔ [آپ کے مسائل ص۲۲۴ ج ۳]

مسئلہ: اپنی عورت اور محرم عورت کے ساتھ جماعت جائز ہے وہ پیچھے کھڑی ہو جائے محرم عورت کو پردہ میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں اگر جماعت کرنی ہو تو عورت برابر میں کھڑی نہ ہو بلکہ اس کو الگ صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص۲۲۸ جلد۳]

تصویر والے مصلے پر نماز پڑھنا؟

مسئلہ: جائے نماز پر خانہ کعبہ کی تصویر ہے تو ان پر نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے نہ ان پر کپڑا چڑھانے کی ضرورت ہے نہ ان کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے اس تصویر سے خانہ کعبہ کی تعظیم میں بھی فرق نہیں آتا کیونکہ تصویر کا حکم عین شے کا حکم نہیں ہوتا۔ دوسرے خانہ کعبہ میں جب نماز پڑھی جاتی ہے تو وہاں بھی زمین کا پیروں کے نیچے ہونا بطریق اولیٰ تعظیم کے منافی ہوگا۔

[فتاویٰ محمودیہ ص۱۱۱ جلد ۷ بحوالہ غنیہ ص۳۱۴]

جماعت میں صف بندی کیوں؟ نماز کے لیے جو اجتماعی نظام "جماعت" کی شکل میں تجویز کیا گیا ہے اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقہ تعلیم فرمایا ہے کہ "لوگ صفیں بنا کر برابر برابر کھڑے ہوں۔"

ظاہر ہے کہ نماز جیسی اجتماعی عبادت کے لیے اس سے زیادہ حسین وسنجیدہ اور اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہو سکتی پھر اس کی تکمیل کے لیے آپ نے تاکید فرمائی کہ صفیں سیدھی ہوں کوئی شخص ایک انچ نہ آگے ہو اور نہ پیچھے پہلے اگلی صف پوری کر لی جائے اس کے بعد پیچھے کی صف شروع کی جائے۔ بڑے اور ذمہ دار اور اصحاب علم وفہیم اگلی صفوں میں اور امام سے قریب جگہ

حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف سب سے پیچھے ہو۔ امام سب سے آگے اور صفوں کے درمیان میں کھڑا ہو۔

ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کا مقصد جماعت کی تکمیل اور اس کو زیادہ مفید اور موثر بنانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی ان باتوں کا عملاً اہتمام فرماتے اور وقتاً فوقتاً امت کو بھی ان کی ہدایت و تلقین فرماتے اور ان کا ثواب بیان فرما کر ترغیب دیتے' نیز ان امور میں لا پرواہی کرنے والوں کو سخت تنبیہ فرماتے اور اللہ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔ [معارف الحدیث ص ۲۰۴ جلد ۳]

رکعت چھوٹنے کی وجہ سے صف سے دور نیت باندھنا؟

سوال: امام رکوع میں ہو اب اگر بعد میں آنے والا شخص صف تک پہنچ کر نماز شروع کرتا ہے تو رکوع نہیں ملتا تو ایسی صورت میں صف سے دور کھڑے رہ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھ لے تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: صف میں جگہ ہونے کے باوجود صف سے دور الگ کھڑے رہنا مکروہ ہے صف تک پہنچ کر نماز شروع کرے چاہے رکعت نکل جائے اس لیے کہ فضیلت حاصل کرنے کی بہ نسبت مکروہ سے بچنا اولیٰ ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۶ جلد ا کبیری ص ۵۷۵]

مسئلہ: مسجدوں میں شیشے کی کھڑکیاں اور دروازے ہوتے ہیں کہ جن میں نمازی کو اپنا عکس نظر آتا ہے اگر اس سے نمازی کی توجہ منتشر ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۲ جلد ۳]

صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟

سوال: اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟ درمیان میں یا کونے میں؟

جواب: صف میں جگہ نہ ہو تو امام کے رکوع کرنے تک انتظار کرے' اگر کوئی آ جائے تو اس کے ساتھ امام کی سیدھ میں صف کے پیچھے کھڑا ہو جائے' اگر کوئی نہ آئے تو تنہا ہی امام کی سیدھ میں کھڑا ہو جائے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۶ جلد ا بحوالہ شامی ص ۵۳۱ جلد اول' امداد الاحکام ص ۵۴۲ جلد اول]

مسئلہ: جو نمازی دیوار کے پاس ہوتا ہے تو جب رکوع میں جاتا ہے تو سرین (کولھے) دیوار سے لگتے ہیں اس لیے تھوڑا سا آگے کو بڑھنا پڑتا ہے اور اٹھتے وقت تھوڑا سا پیچھے کو ہٹنا پڑتا ہے جگہ

کی تنگی کی وجہ سے اتنی قلیل حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۸ جلد ۱۰]

تجارت کی وجہ سے ترک جماعت؟

سوال: زید تاجر ہے اپنے نوکر یا کسی ساتھی پر اپنے کاوبار کا اعتماد نہیں کر سکتا کہ وہ ان لوگوں پر چھوڑ کر مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنے جائے اگر جاتا ہے تو خیالات منتشر ہوتے ہیں تو کیا حکم ہے کہ وہ دوکان پر نماز پڑھے یا مسجد میں جائے۔ اس لیے کہ مسجد میں جانے میں بہت تکلفات کرنے پڑتے ہیں۔

جواب: اگر اندیشہ نقصان کا ہے اور دوکان بند کرنا دشوار ہے تو وہ شخص دوکان پر نماز پڑھ لے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۵۱۹ جلد ۱]

مشق کے لیے بچوں کی جماعت کرانا؟

مسئلہ: بچوں کو اگر بطور تعلیم نماز کی مشق کرائی جائے اور وہ جماعت کرتے ہیں تو ان کی جماعت (امام کے) مصلے سے (محراب سے) علیحدہ کرائی جائے اور وہ تکبیر بھی کہیں۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۶۱ جلد ۳]

صف اول کس کو کہتے ہیں؟

سوال: صف اول کس کو کہتے ہیں؟ اگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایک صف آگے بڑھادی جائے اور وہ منبر کی وجہ سے منقطع ہو جائے اور مقتدی امام کے قریب دائیں بائیں کھڑے ہوں تو یہ صف صف اول ہوگی یا اس کے پیچھے والی صف، صف اول ہوگی اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے اس طرح صف بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: صف اول وہ ہے جو امام کے قریب ہو مؤذن اقامت کے لیے امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے اس کے ساتھ نمازیوں کی جو صف ہے وہ صف اول ہی شمار ہوگی پیچھے جماعت خانہ اور صحن میں اور اوپر بھی جگہ نہ ہو تو نمازیوں کو امام کے قریب ہو جانا بلا کراہت درست ہے (جبکہ ایڑی امام کی ایڑی کے پیچھے ہو) جگہ ہوتے ہوئے امام کے ساتھ صف بنالینا مکروہ تحریمی ہے (کیونکہ مسئلہ یہ

ہے کہ) ایک سے زائد مقتدی ہوں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ لہذا اگر دو مقتدی ہوں اور امام ان کے درمیان کھڑا رہا تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ [در مختار مع شامی ص۵۳۱ جلد اول] نیز مقتدیوں کے امام کے ساتھ کھڑے ہونے میں جماعت نساء (عورتوں کی جماعت کے) ساتھ مشابہت لازم آتی ہے، یہ بھی ایک وجہ کراہت ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص۳۲۶ جلد۴]

زبردستی صف اول میں گھس جانا؟

مسئلہ: جب نمازی مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادے سے جائے تو شروع ہی سے پہلی صف میں جہاں جگہ ملے بیٹھے۔ آگے کی صفوں میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے بیٹھنا اور بعد میں دھکے بازی کرکے پہلی صف میں گھس جانا نمازیوں کو تکلیف پہنچانا ہے اور یہ حرکت نازیبا اور سخت مکروہ ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص۳۳۴ ج ۴]

بالغ، کم عقل کا صف اول میں کھڑا ہونا؟

مسئلہ: جو بالغ لڑکا پاگل کی طرح ہو نماز کی عظمت نہ سمجھتا ہو ناپاکی کا خیال نہ کرتا ہو اور نماز میں بے جا حرکتیں کرتا ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کو تشویش ہوتی ہو تو اس کو بالغوں کی صف میں کھڑے ہونے سے روکا جائے اور اگر کھڑا ہو گیا ہو تو اس کو پیچھے کیا جا سکتا ہے، فقہاء نے ایسے شخص کو بچے کے حکم میں داخل کیا ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص۳۲۵ جلد۴ بحوالہ شامی ص۵۳۱ جلد ا باب الامامت]

تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک ہے؟

مسئلہ: پہلی رکعت کے رکوع تک شامل ہو جانے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۵۰ جلد۳ بحوالہ شامی ص۳۵۳ جلد اول، امداد الفتاویٰ ص۱۸۵ جلد اول]

مسئلہ: تکبیر اولیٰ کی فضیلت اس شخص کے لیے ہے جو امام کے تحریمہ کے وقت موجود ہو، بعض نے اس میں زیادہ وسعت دی ہے کہ جو شخص قراءت شروع ہونے سے پہلے شریک ہو جائے اور بعض نے مزید وسعت دی ہے کہ جو قراءت ختم ہونے سے پہلے شریک ہو جائے اس کو بھی

فضیلت حاصل ہے۔[آپ کے مسائل ص۱۹۴ جلد۳]

نماز میں مونڈھے نرم کرنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے مونڈھے نماز میں نرم رہیں۔

تشریح: نماز میں نرم مونڈھے کی توضیح وتشریح میں علماء نے بہت کچھ لکھا ہے مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جماعت میں اس طرح کھڑا ہو کہ صف برابر نہ ہوئی اور پیچھے سے اگر کوئی شخص آ کر اس کا مونڈھا پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا ہو جانے کے لیے کہے تو وہ ضد وہٹ دھرمی اور تکبر نہ کرے بلکہ اس شخص کا کہنا مان لے اور سیدھا کھڑا ہو کر صف برابر کر لے۔

دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اگر کوئی شخص صف میں آ کر کھڑا ہونا چاہے اور جبکہ صف میں جگہ بھی ہو تو اسے منع نہ کرے بلکہ صف میں کھڑا ہو جانے دے۔ اس کے تیسرے معنی یہ بھی ہو سکتے کہ مونڈھوں کو نرم رکھنا نماز میں خشوع وخضوع اور سکون ووقار کے لیے یہ کنایہ ہے یعنی نماز میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو نہایت خاطر جمعی اور اطمینان ووقار کے ساتھ نماز پڑھتا رہے۔

[مظاہر حق ص۷۶ جلد۲]

(پہلے زمانہ میں مساجد میں صفوں کا اہتمام نہیں ہوا کرتا تھا بغیر مصلے کے جماعت ہوتی تھی جس سے صفیں ٹیڑھی ہو جایا کرتی تھیں۔ اب ماشاء اللہ چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں صحیح صفیں بچھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لیے اب امام اور مقتدیوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ صفوں کے سیدھے پن کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس کا خیال رکھیں کہ کندھے سے کندھے ملانا ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو درمیان میں فصل وخلاء رہے گا اور یہ مکروہ ہے اور ٹخنے کے برابر ٹخنہ رکھنا ضروری ہے ان کا آپس میں ملانا ضروری نہیں ہے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

صفوں سے متعلق مسائل

مسئلہ: نماز میں مقتدیوں کا مل کر کھڑا ہونا اور بیچ میں خالی جگہ نہ چھوڑنا سنت ہے۔ قدم کا قدم سے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیدھ میں اور برابر رہیں آگے پیچھے نہ ہوں۔

مسئلہ: ٹخنہ ٹخنے کی سیدھ میں ہونا چاہیے اور مونڈھا مونڈھے کی سیدھ میں ہونا چاہئے۔ اس سے صف سیدھی ہو جائے گی۔

مسئلہ: ٹخنے اور ایڑیاں برابر کر کے کھڑے ہوں آگے سے انگلیوں کو برابر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۹۶ جلد ۷ وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۳۱ جلد اول باب الامامت]

مسئلہ: اگر پہلی صف میں جگہ نہیں ملی تو انتظار کرے تاکہ دوسرا نمازی آ جائے اگر نہیں آیا تو صف سے ایسے شخص کو کہ جو شخص مسئلہ کو جانتا ہو پیچھے کھینچ لے اور اگر ایسا شخص نظر نہ آئے تو تنہا امام کے پیچھے اور صف کے بیچ میں کھڑا ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۵ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۰۵ جلد اول]

(عموماً ناواقف ہونے لوگوں کے مسائل سے اگر کھینچنا مناسب نہ سمجھے نہ کھینچے کیونکہ نماز تنہا بھی ہو جاتی ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ خوب مل کر کھڑے ہوں اور دو نمازیوں کے درمیان میں کشادگی نہ چھوڑیں اور اپنے مونڈھے برابر کریں۔ پس اگر اگلی صف میں گنجائش ہے تو پھر بموجب حکم اگلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ اور درمیان کی کشادگی کو بند کرنا مستحب اور مسنون ہے اور اگر جگہ نہ ہو تو تکلیف دینا اگلی صف کے نمازیوں کو مناسب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۰ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۳۲ جلد ا باب الامامت]

مسئلہ: امرد لڑکے صبیح الوجیہ (خوب صورت نابالغ لڑکے) کو جماعت میں برابر کھڑا کرنے سے بعض فقہا نے نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا ہے۔ اگرچہ اصح عدم فساد صلوۃ ہے (یعنی نماز فاسد نہ ہوگی) اور شہوت کی نظر سے اس کی طرف دیکھنے کو حرام لکھا ہے۔ پس نماز میں ایسے لڑکوں کو برابر میں کھڑا کرنا نہیں چاہیے۔ اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکے اگر متعدد ہوں تو ان کی صرف مردوں کے پیچھے ہونی چاہیے۔ اور اگر ایک ہی لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو مردوں کی جماعت میں کھڑا ہونا درست ہے۔

بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ نابالغ لڑکا اگر مردوں کی صف میں کھڑا ہو گیا اور دونوں طرف سے اس کے بالغین کھڑے ہو گئے تو ان بالغین کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہیں آتی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۰ جلد اول وشامی ص ۳۵۳ جلد اول]

مسئلہ: اگر اگلی صف بالغوں کی پوری نہ ہو اور پیچھے نابالغوں کی صف پوری ہو تو بعد میں آنے والا اگر لڑکوں کے آگے کو جا کر یا صف کو چیر کر بالغوں کی جماعت میں مل سکے تو چلا جائے اور اگر

کچھ ممکن نہ ہو اور لڑکوں کی ہی جماعت میں کھڑا ہو جائے تب بھی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۹ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۲ جلد ۲ و رحیمیہ ص ۱۹۴ جلد ۱]

مسئلہ: پہلی صف پوری نہیں بھری تھی کہ پیچھے بچوں کی صف پوری ہوگئی مردوں کی صف کو بچوں کی صف نے دائیں بائیں سے گھیر لیا ہے تو اب مرد آنے والا اس صورت میں بچوں کے آگے سے گزر کر مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۴ جلد ۳]

مسئلہ: عورتیں اگر چہ محرمات میں سے ہوں جماعت میں وہ بھی برابر نہ کھڑی ہوں اس سے مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۳ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۵ جلد اول باب الامامت]

مسئلہ: میاں بیوی کی جماعت اس طرح کہ دونوں برابر کھڑے ہوں جیسا کہ ایک مقتدی ہونے کی صورت میں حکم ہے درست نہیں ہے اس صورت میں کسی کی نماز نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۲ و فتاویٰ بلد ۳ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۱ جلد او شامی ص ۵۳۵ اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱۴]

(لیکن اگر عورت کے قدم مرد کے قدم سے پیچھے ہوں تو درست ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: درمیان کی صفوں کو خالی چھوڑ کر کھڑے ہونے سے نماز تو ہو جائے گی مگر یہ خلاف سنت ہے صفوں کو متصل کرنا چاہیئے اور خلاء درمیان میں نہ چھوڑنا چاہیئے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۸ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۳ جلد ۱]

مسئلہ: بلا ضرورت ستونوں کے درمیان یعنی دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے اور ثواب جماعت بھی حاصل ہوگا اور اگر ایک در میں چند آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں کہ چھوٹی سی جماعت ان کی ہو جائے اور اس کی ضرورت بھی ہو تو اس میں کراہت بھی بظاہر نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۴ جلد ۳ بحوالہ مبسوط ص ۳۵ جلد ۲]

مسئلہ: اگر مقتدی اپنا خاص مصلی (جائے نماز وغیرہ) بچھائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ضرورت بھی نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۴ جلد ۳]

(الگ سے بچھانے میں بڑائی محسوس ہوتی ہے اس لیے اگر ضرورت ہو تو بچھائے مثلاً کوئی مریض رال یا پیشاب وغیرہ کا ہے تو الگ بچھا لے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: اگر کوئی شخص پہلے سے آ کر مسجد میں کسی جگہ بیٹھا اور پھر بے ضرورت وضو وغیرہ وہاں سے اٹھا اور اس جگہ اپنا کپڑا (رومال وغیرہ) رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہے اس جگہ کے ساتھ پس اگر

کوئی دوسرا شخص اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے۔ اور بدون اس حالت مذکورہ کے کسی جگہ رومال وغیرہ رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں [فتاوی دارالعلوم ص ۳۵۱۔ ج ۳] جو شخص مسجد میں پہلے آ جائے وہی خالی جگہ کا مستحق ہے اگر وہ اپنا رومال وغیرہ رکھ کر وضو وغیرہ میں مشغول ہو جائے تو اس کا جگہ روکنا تو صحیح ہے لیکن اگر جگہ روک کر گھر وغیرہ چلا جائے تو اس کا جگہ روکنا جائز نہیں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: صف اول میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے جو شخص امام کے محاذی (بالکل پیچھے) ہے اس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور جو مسجد میں پہلے آئے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ [فتاوی دارالعلوم ص ۳۵۰ جلد ۳]

مسئلہ: صف کی دائیں جانب کھڑے ہونے میں افضلیت ہے تاہم اگر دائیں طرف آدمی زیادہ ہوں تو بائیں طرف کھڑے ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں جانب کا توازن برابر ہو۔

[آپ کے مسائل ص ۲۱۸ جلد ۳]

مسئلہ: امام کی برابری میں صرف چار انگل پیچھے جیسا کہ ایک مقتدی ہونے کی صورت میں کھڑا ہوتا ہے بارش یا گرمی کی وجہ سے صف بنالیں تو درست ہے۔ [فتاوے دارالعلوم ص ۳۵۱ جلد ۳]

مسئلہ: امام کے قریب اہل علم و اہل عقل کا کھڑا ہونا بہتر ہے لیکن اگر امام کے پیچھے قریب دوسرے نمازی لوگ آ گئے ہیں تو ان کو ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ [فتاوی دارالعلوم ص ۳۵۷ جلد ۳ و فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۴ جلد ۷]

اہل علم کو دوسرے عوام الناس جو پہلے سے امام کے پیچھے آ گئے تھے ترجیح دیں اور اپنی جگہ امام کے پیچھے کھڑا کریں تو یہ فعل بھی درست بلکہ مطلوب ہے و جب پہلی صف پوری ہو جائے تو دوسری صف بھی امام کے پیچھے سے شروع کرنی چاہیے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: مخنث مردوں کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں مگر وہ مردوں کی جماعت سے پیچھے کھڑے ہوں اور ان کے شامل ہونے سے دیگر مسلمانوں کی نماز صحیح ہے اور ان کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔ [فتاوی دارالعلوم ص ۳۵۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد اول]

مسئلہ: اگر ایک نابالغ ہے تو بالغوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ [فتاوی محمودیہ ص ۵۷ جلد ۹]

مسئلہ: اگر مصلے اور صف کی چوڑائی کم ہو جس پر سجدہ نہیں ہو سکتا ہے تو جس طرح چاہے کریں

خواہ پیر صف اور مصلے پر ہوں اور سجدہ فرش پر ہو یا پیر نیچے ہوں اور سجدہ صف پر ہو۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۲ جلد ۳ وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰ جلد کبیری ص ۳۴۷]

لیکن جگہ کا پاک ہونا شرط ہے مصلے کا ہونا یا چھوٹا بڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: جو شخص آگے صف میں جگہ خالی دیکھ کر پھلانگ کر بیٹھا اس پر کچھ گناہ نہیں ہے اور جس نے باوجود آگے جگہ خالی ہونے کے پیچھے بیٹھنا اختیار کیا اس نے خلاف اولیٰ کیا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۵ جلد ۳، رد المحتار ص ۵۳۳ جلد اول وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۲ جلد ۷]

مسئلہ: جماعت ہو رہی ہو اور سب لوگ نیت باندھ چکے ہوں، بعد میں آنے والا اگر پہلی صف میں جگہ خالی دیکھے تو وہ شخص کنارہ سے صفوں کے جاکر کھڑا ہو سکتا ہے اور کچھ گناہ نہ ہوگا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۴ جلد ۳]

مسئلہ: سب سے اگلی قطار (پہلی صف) میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اثنائے نماز میں تو وہ صفوں کو چیرتا ہوا نکل سکتا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۲ جلد ۳]

معذور آدمی صف میں کہاں کھڑا ہو؟

سوال: ہماری مسجد میں دو آدمی معذور ہیں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے، اگر پہلی صف میں مؤذن کے پاس بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں تو کافی جگہ روکتے ہیں، صف کے درمیان کافی خلا (فاصلہ) رہتا ہے اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ایسے لوگوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ آخری صف میں یا جہاں کنارے پر جگہ ہو وہاں نماز ادا کریں، انشاء اللہ ان کو جماعت اور صف اول کا ثواب ملے گا۔ شامی میں ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ آخری صف میں کھڑا ہو کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کسی مسلمان کو تکلیف پہنچنے کے اندیشہ سے پہلی صف چھوڑے تو اس کو پہلی صف کا دوگنا اجر دیا جائے گا۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۴ جلد ۷ وشامی ص ۵۳۲ جلد اول]

مسئلہ: اکثر عوام کا معمول ہے کہ جب مریض جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام صف کے کنارے پر بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ گویا درمیان میں بیٹھنے کو برا سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔

[اغلاط العوام ص ۶۷]

یعنی بیچ میں بھی بیٹھ سکتا ہے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ [رفعت]

مسئلہ: اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہے پھر دوسرا شخص آجائے تو بہتر یہ ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہو جائے اور دونوں امام کے پیچھے ہو جائیں۔ اس میں شرط یہ ہے کہ اگر اس مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو پیچھے کو ہٹائے ورنہ نہ ہٹائے' اس سے معلوم ہوا کہ پیچھے کرنے کی ضرورت اس وقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ پہلا مقتدی پیچھے ہٹ جائے گا اور اس کو مسئلہ معلوم ہو۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۸ جلد ۳]

مسئلہ: اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں' لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹانا اولیٰ ہے بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے۔

[فتاوے دار العلوم ص ۳۵۳ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۱ جلد اول]

مسئلہ: سنت امام کے لیے محراب میں اور وسط قوم (نمازیوں کے بیچ) میں کھڑا ہونا ہے لہٰذا اگر باہر فرش صحن میں کھڑا ہو تب بھی محاذ محراب کے کھڑا ہو' باقی نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ لیکن سنت وہی ہے جو مذکور ہوا ہے۔

مسئلہ: اگر کہیں مسجد کا صحن دس بارہ ہاتھ کسی طرف بڑھ گیا۔ ہو تو اب امام کو صحن کے اعتبار سے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے یعنی باہر کھڑے ہوں تو صحن کے وسط کا خیال کر لیا جائے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۱ جلد ۳ بحوالہ رد المختار ص ۵۳۱ جلد ۱]

مسئلہ: امام صف کے بیچ میں کھڑا ہو یہ سنت ہے اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ نماز صحیح ہو گی مگر کراہت کے ساتھ۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۶ جلد ۳ رد المختار ص ۵۳۱ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام در میں اس طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی اندر ہوں اور مقتدیان فرش پر ہوں تو یہ مکروہ ہے جیسا کہ محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اور اگر قدم باہر فرش پر ہوں تو کراہت نہیں رہتی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۳ جلد ۱ ور د المختار ص ۵۳۱ جلد اول]

مسئلہ: امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں بائیں طرف زیادہ مقتدیوں کو کھڑا کرنا خلاف سنت ہے۔

طریقہ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو دونوں طرف برابر مقتدی ہوں پھر جو بعد میں آکر شریک جماعت ہوں ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ حتی الوسع دونوں طرف برابر

شریک جماعت ہوں۔[فتاوی دار العلوم ص ۳۴۷ جلد ۳ عالمگیری ص ۸۳ جلد ۱]

مسئلہ: مقتدی کی سجدہ گاہ سے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے (مقتدی وامام کے) درمیان میں صف کا فاصلہ چھوڑیں اور کچھ تحدید نہیں ہے۔[فتاوی دار العلوم ص ۳۴۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۳۰ جلد ۱]

(امام ومقتدی کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ مقتدی کا سر رکوع وسجدہ میں جاتے ہوئے امام سے نہ ٹکرائے۔)[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: اگر امام کی نماز نہ ہوگی تو مقتدیوں کی بھی نہ ہوگی سب پر اعادہ (لوٹانا) نماز کا لازم ہے تنہا امام کے اعادہ سے مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔[فتاوی دار العلوم ص ۲۷۲ جلد ۳، ردالمحتار ص ۳۵۳ جلد اول]

اگر مقتدی چلے گئے ہیں تو امام سب کو اطلاع کرے اور اطلاع ملنے پر ان کو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے اگر اطلاع نہ ملے تو مقتدی معذور ہیں ان پر کچھ مؤاخذہ نہیں ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: یہ غلط بات مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے آدمی بندر ہو جاتا ہے۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔[اغلاط العوام ص ۵۲]

مسئلہ: چارپائی (پلنگ) پر اگر کوئی بحالت صحت نماز فرض یا نفل پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۲۳ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۶۸ جلد اول باب صفت الصلوۃ وامداد الاحکام ص ۵۶۳ جلد اول]

(لیکن پلنگ خوب کسا ہوا سخت ہونا چاہیئے تا کہ سجدہ وغیرہ میں کمر کا توازن صحیح رہے آج کل لوہے کے فولڈنگ پلنگ صحیح ہیں لیکن اگر بیماری کی وجہ سے عام پلنگ پر بھی نماز ادا کرے تو اس کے لیے صحیح ہے جس میں اس کو آرام ملے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: نقش ونگار (بغیر تصویر جاندار) والے مصلے پر نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن پیش نظر ہونا نقش ونگار کا اچھا نہیں ہے۔[فتاوی دار العلوم ص ۱۲۷ جلد ۴، ردالمحتار ص ۶۰۷ ج ۱]

مسئلہ: تصویر کا حکم حکم اصلی نہیں ہوتا، اس مصلے پر نماز پڑھنا جس پر بیت اللہ کی تصویر ہو، ایسا نہیں جیسے بیت اللہ پر نماز پڑھنا لہٰذا بیت اللہ کی اس سے اہانت نہیں ہوتی ہے۔[فتاوی محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۱۴]

مسئلہ: جس جائے نماز (مصلے) پر پرندہ کی تصویر ہو اس پر دوسرا کپڑا ڈال کر نماز جائز ہے بلا کراہت۔[فتاوی دار العلوم ص ۱۲۹ جلد ۴، ردالمحتار ص ۶۰۶ ج ۱]

مسئلہ: دباغت دی ہوئی کھال کا مصلی بنانا درست ہے اس پر نماز پڑھنا بلا کراہت کے درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۰ جلد ۴ فتاویٰ عالمگیری ص ۲۳ جلد اول باب المیاہ]

مسئلہ: مسجد کے در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر زیادہ نمازی ہوں جیسا کہ جمعہ کے دن ہوتا ہے کہ مسجد کے اندر کی صفیں پوری کرکے کئی کئی آدمی دروں میں جو کہ وسیع ہیں کھڑے ہو جائیں تو ضرورت کی وجہ سے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز میں خلل نہیں آتا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۴ جلد ۴ ردالمحتار ص ۶۰۴ ج ا]

مسئلہ: مسجد کا بند کرنا مکروہ ہے لیکن اگر سامان چوری ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے۔

[فتاوئی دار العلوم ص ۱۴۹ جلد ۴ ردالمحتار ص ۶۱۴ جلد اول باب فی احکام المسجد]

اور یہ محلّہ والوں کی رائے پر ہے جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کر دیا کریں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۹۴ جلد ۴ ردالمحتار ص ۳۵۴ جلد اول]

اگر کسی کی زمین یا مکان وغیرہ غصب کرکے اس میں نماز پڑھی تو نماز تو ہو جائیگی لیکن غصب کرنے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: گھاس پر نماز درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۲ ج ۲]

مسئلہ: اگلی (پہلی) صف میں جگہ ہو تو اس کے پیچھے والی صف میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول]

مسئلہ: زکوٰۃ کے پیسوں سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز جائز ہے لیکن زکوٰۃ اس سے ادا نہیں ہوئی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۵۱ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۸۵ ج ا]

(زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ یہاں تملیک نہیں پائی گئی اور زکوٰۃ کے لیے تملیک مالک بنانا ضروری ہے اور مسجد میں مالک بننے کی صلاحیت نہیں ہے تفصیل دیکھئے مکمل و مدلل مسائل زکوٰۃ۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: مسلم یا غیر مسلم کے گھر میں گوبر سے لپی ہوئی خشک جگہ پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنے

میں کوئی حرج نہیں ہے جائز ہے نماز صحیح ہو جائے گی۔ [فتاوی رحیمیہ ص۲۳ ج۱]

مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی جائے یا صحن میں؟

سوال: مسجد کے اندر نماز پڑھنا اور مسجد کے صحن میں نماز پڑھنا برابر ہے یا ثواب میں فرق آتا ہے کیونکہ گرمیوں میں صحن میں نماز ہوتی ہے؟۔

جواب: جہاں تک زمین مسجد کے لیے یعنی نماز پڑھنے کے لیے وقف کی گئی ہے وہ سب فضیلت میں برابر ہے اور جب مسجد میں صف بندی ہو جائے اور جگہ نہ رہے تو جو لوگ خارج مسجد کھڑے ہو کر نماز میں شامل ہوتے ہیں ان کو بھی مثل مسجد والوں کے ثواب ملتا ہے' غرض اندرون مسجد و صحن مسجد میں کوئی فرق نہیں' ہاں مسجد کی چھت اور داخل مسجد میں فقہاء نے فرق بیان کیا ہے کہ چھت پر (جبکہ صفوف نہ ملیں یعنی بھیڑ نہ ہو تو) وہ ثواب نہیں ہے جو داخل مسجد میں ہے گو حکم اعتکاف میں وہ بھی مسجد ہی ہے۔ [امداد الاحکام ص۴۴۳ جلد اول]

مسئلہ: مسجد وہ ہی ہے جو وقف ہو اور جو وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں ہے اس میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب تو ملے گا' مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا فقط مکان میں نماز کی اجازت دینے سے وہ مسجد نہیں ہوتی' اور اگر بغیر مسجد کے (گھر وغیرہ پر) جماعت ہو تو ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔ [امداد الاحکام ص۴۴۸ جلد اول]

مسئلہ: بالائی مسجد میں نماز جائز ہے (جبکہ جماعت میں نیچے بھر گئی ہو)۔

[امداد الاحکام ص۴۳۹ جلد اول]

مسئلہ: اگر باہر صحن میں نماز ہو رہی ہو تو جماعت کے وقت مسجد کے اندر کے دروازوں کا بند کرنا ضروری نہیں ہے۔ [فتاوی محمودیہ ۱۶۱ جلد۳]

مسئلہ: قرب و جوار میں متعدد مسجدیں ہیں' اگر یہ سب اس کے محلّہ میں ہیں تو ان میں جو سب سے پہلے کی قدیم ہونا معلوم نہ ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ہو وہ افضل ہے۔

[امداد الاحکام ص۴۵۹ جلد۲]

مسجد میں جوتے رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ: جوتے میں اگر نجاست نہ لگی ہو تو مسجد کے اندر رکھ دینا جوتے کا جائز ہے اور اگر چوری

کا خوف نہ ہو تو مسجد سے باہر رکھ دینا بہتر ہے اور اگر نا پاکی لگی ہو تو بغیر اس کے دور کیے ہوئے جوتا مسجد میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۴ جلد اول]

چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھے یا خالی زمین پر؟

آنحضرت ﷺ سے دونوں طرح نماز پڑھنا ثابت ہے۔ حدیث لیلۃ القدر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے زمین پر نماز پڑھی تھی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک پر گارے (مٹی) کا نشان ہو گیا۔ اور شرح منیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کے لیے نماز کے وقت ایک کھجور کا بوریا بچھایا جاتا تھا۔ [کبیری ص ۳۸۲ ج ۱]

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقے سنت ہیں جس کو چاہے اختیار کر لے البتہ اگر سردی یا گرمی کی وجہ سے کھلی زمین پر نماز پڑھنے سے تکلیف اور تشویش خاطر ہوتی ہو تو پھر بوریا چٹائی وغیرہ بچھا لینا افضل ہے۔ اسی طرح اگر زمین پر گرد و غبار کی وجہ سے کپڑے میلے ہو جانے کا خطرہ تعلق خاطر کی حد تک پہنچتا ہو تو بھی بوریا پر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں اپنے مال کا تحفظ ہے جس کی شرعاً اجازت ہے۔ اور اگر پیشانی یا ہاتھوں پر مٹی لگنے سے طبیعت میں تکدر نہ ہوتا ہو تو پھر اس کی طرف التفات نہ کرنا اور زمین پر ہی نماز پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ اس کا منشاء اس قسم کا ترفع ہے جو مقصود نماز سے دور ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم قدیم ص ۵۸ جلد اول مع امداد المفتین]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بوریئے (چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اور اس پر سجدہ کر رہے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیز مصلی یعنی نماز پڑھنے والے اور زمین کے درمیان حائل ہو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے خواہ وہ نباتات کی قسم سے ہو جیسے، کپڑا اور صوف وغیرہ۔ حدیث میں اگرچہ حصیر یعنی بوریئے ہی کا ذکر ہے لیکن علماء دوسرے ایسے دلائل رکھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چٹائی کے علاوہ کپڑے وغیرہ کی بھی جائے نماز بنانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ [مظاہر حق ص ۶۴۲ جلد ۱]

مسئلہ: پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے جبکہ باوضو ہو پیروں کو جھاڑ کر اور صاف کر کے نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ (بشرطیکہ پیر پاک ہوں نجاست لگی نہ ہو) [فتاوی دار العلوم ص ۱۳۹ جلد ۲]

غیر مسلم کی بنائی ہوئی صف پر نماز پڑھنا؟

سوال: کیا صفوں کو دھو کر نماز پڑھنی چاہیئے کیونکہ یہ صفیں ہندو بناتے ہیں اور وہ پانی ناپاک لگاتے ہیں کیونکہ جس برتن میں یہ لوگ تکلہ (صف بنانے کا آلہ) بھگوتے ہیں اس برتن میں سے اکثر کتے پانی پی لیتے ہیں غرض یہ کہ یہ لوگ احتیاط نہیں کرتے؟

جواب: ہندو (غیر مسلم کی بنائی صفوں کا دھونا اگر ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہو جائے تب تو دھونا ضروری ہے اور اگر شبہ ہو تو احتیاطاً دھو لینا بہتر ہے۔ کسی جگہ کا عام دستور ہونے سے یقین نجاست کا نہیں ہوتا بلکہ یقین کی صورت یہ ہے کہ کسی خاص چٹائی میں ناپاک پانی لگنا معلوم ہو جائے۔

[امداد الاحکام ص ۳۹۹ جلد اول وفتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۴ ج ۲]

مسئلہ: جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز جس کو قیدی بنتے ہیں نماز جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۸ جلد ۲ ورد المحتار ص ۳۷۳ جلد اول]

ائیر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتداء

سوال: اگر مسجد میں ائیر کنڈیشنر نصب کر دیا جائے تو کیا حکم ہے؟ مسجد کی صورت حال کچھ اس طرح ہے جب مسجد بھر جاتی ہے تو لوگ برآمدے میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ائیر کنڈیشنر کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کے دروازے بند رکھے جائیں۔ جس سے اندر کے نمازی دکھائی دیں تو کیسا رہے گا؟

جواب: اگر دروازے بند ہوں لیکن باہر والوں کو امام کے انتقالات کا علم ہوتا رہے تو اقتداء درست ہے اس طرح اگر دروازے شیشے کے لگا دیئے جائیں تو بھی اقتداء درست ہے جب کہ امام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہنچ سکے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۳۸ جلد ۳]

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

مسئلہ: مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ اس امام کے پیچھے فلاں نماز (پڑھتا ہوں۔)

مسئلہ: امام اور مقتدی دونوں کے مکان (جگہ) کا متحد ہونا خواہ حقیقتاً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو اور کچھ مقتدی (بھی امام کے ساتھ) پل کے اس پار مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقتاً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہیں (امام تک) اس لیے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ (اگر صفیں تک ملی ہوئی نہ ہوں یعنی درمیان میں خلا دو صفوں کے برابر آ جائے گا تو اقتداء صحیح نہیں ہوگی' اس لیے مجمع میں اس کا خیال ضرور رکھا جائے ایسا نہ کریں جہاں جگہ اور سہولت دیکھی نیت باندھ لی اور جب اقتداء صحیح نہ ہوگی تو نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا' اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی' مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے' یا امام کل گذشتہ ظہر کی نماز قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر' ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ [مراقی الفلاح وشامی]

مسئلہ: اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل (مقتدی فرض پہلے پڑھ چکا ہو اور نفل کی نیت سے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے) تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ دونوں نمازیں مغائر نہیں۔ (فجر اور عصر میں شریک نہ ہو)

مسئلہ: امام کی نماز کا صحیح ہونا' اور اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہوگی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد نماز ختم ہونے کے۔

مسئلہ: امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام صاحب پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے (جبکہ مقتدی نماز پڑھ کر جا چکے ہوں) تا کہ وہ لوگ اپنی اپنی نمازوں کو لوٹا لیں خواہ کسی کے ذریعہ سے اطلاع کی جائے یا خط وغیرہ کے

ذریعہ سے (جبکہ مقتدی کہیں چلے گئے ہوں)۔[درمختار]

مسئلہ: اگر امام اور مقتدی کا مذہب (مسلک) ایک نہ ہو مثلاً شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو جانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتداء درست ہوگی۔ ہاں اگر امام کی نماز اس کے مسلک کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست نہ ہوگی اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہ آئی ہو۔

اور یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز ان کے پیچھے بلا کراہت درست ہے خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔

[علم الفقہ ص ۸۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۶۶۱ تا ص ۶۸۲ جلد اول]

(اس لیے کہ جب امام کی نماز صحیح نہ ہوگی تو مقتدی کی نماز جو اس پر موقوف تھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب مسائل امامت۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتداء درست ہو جائے گی۔ (ایڑی امام کی ایڑی سے آگے نہ ہو)۔

[درمختار]

مسئلہ: اور اگر بیٹھ کر نماز ہو رہی ہو تو مقتدی کی سرین امام کی سرین سے آگے نہ ہو اگر مقتدی اس سے آگے بڑھ گیا تو اس کی نماز نہ ہوگی ہاں اگر برابر ہوں تو بلا کراہت نماز درست ہو جائے گی۔[کتاب الفقہ ص ۶۶۱ جلد اول]

مسئلہ: مقتدی امام کے انتقالات کا مثلاً رکوع، قومے، سجدے اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کی یا کسی مکبر کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی۔[درمختار]

مسئلہ: اقتدا کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ امام کی حالت کا علم ہو کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز

سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے فوراً بعد [درمختار]

مسئلہ: مقتدی کو تمام ارکان میں سوائے قرآت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے آخر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔

پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔

تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اسے مل جائے۔ [ردالمختار]

اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے، یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہ ہونا مثال ❶ قیام کرنے والے کی اقتداء قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے۔ ❷ تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا، وضو اور غسل کرنے والے کی اقتداء درست ہے کیونکہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت (پاکی) میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم یا زیادہ نہیں ❸ مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتداء درست ہے اس لیے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک درجے کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ ❹ معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ ❺ امی (ان پڑھ) کی اقتدا امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری (پڑھا) نہ ہو۔ ❻ عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ ❼ عورت کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ ❽ نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ ❾ نفل پڑھنے والے کی اقتداء واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے ❿ نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے حاصل یہ ہے کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتداء درست ہو جائے گی۔ [علم الفقہ ص ۸۷ جلد ۲]

امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں؟

مسئلہ: امام کے کسی ایک جانب مقتدیوں کا زیادہ ہونا اور دوسری جانب کم ہونا مکروہ ہے (تنزیہی) [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۵ جلد ۲]

مسئلہ: اگر امام کے ساتھ صرف ایک مرد ہو یا باشعور لڑکا ہو تو مستحب یہ ہے کہ امام کے دائیں جانب کسی قدر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو' برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے اسی طرح بائیں جانب یا پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگر امام کے ساتھ دو مرد ہوں تو دونوں کا امام کے پیچھے کھڑا ہونا مستحب ہے اسی طرح ایک مرد اور ایک لڑکے کی صورت میں بھی کرنا چاہیۓ۔ اگر ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور عورت اس شخص کے پیچھے کھڑی ہو' یہی مسئلہ لڑکے کا ہے۔ اگر مردوں' بچوں' مخنثوں اور عورتوں کا مجمع ہو تو آگے مرد کھڑے ہوں' ان کے پیچھے بچے پھر مخنث اور ان کے بعد عورتیں۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹۱ جلد اول]

مسئلہ: ایک مقتدی کو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا رکھے تو نماز تو ہو جائے گی۔ مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے اسائت کا مرتکب ہوگا۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۲۵ جلد ۴' عینی شرح کنز ص ۳۹ جلد اول]

مسئلہ: امام صرف ایک شخص کے ساتھ حسب قواعد شرعیہ نماز پڑھا رہا ہے' دوسرے مقتدی کی آمد اور کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہو گئی لیکن اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہیے تھا لیکن بہر حال نماز ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۳ جلد اول باب الامامت و فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۷ جلد اول عینی ص ۳۹ جلد اول و در مختار ص ۵۰۷ جلد اول]

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ وہ صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہو' اگر دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو تو برا کیا' کیونکہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ اور جو لوگ جماعت میں افضل ہوں انھیں صف اول میں اور خاص کر امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے تا کہ امام کو حدث وغیرہ (وضو ٹوٹ جانے) لاحق ہونے کی صورت میں امامت کے اہل ہو سکیں۔

مسئلہ: پہلی صف کو دوسری صف پر اور دوسری کو تیسری پر اسی طرح ہر اگلی کو پچھلی صف پر فضیلت حاصل ہے۔

مسئلہ: اگر صرف ایک ہی لڑکا ہے تو وہ مردوں کی صف میں داخل ہو جائے ہاں اگر متعدد لڑکے ہوں تو وہ مردوں کے پیچھے اپنی الگ صف بنالیں اور مردوں کی صف کو ان سے پر نہ کیا جائے۔ (بھرانہ جائے) [کتاب الفقہ ص۶۹۲ جلد اول]

جمعہ وعیدین کے اژدہام میں بچے بھی مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں مردوں کی جماعت اور نماز پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: ایک مقتدی بھی اگر امام کے ساتھ ہو تو جماعت ہو جائے گی اور ثواب جماعت کا مل جائے گا۔ [فتاویٰ دار العلوم ۴۷ جلد ۳ بحوالہ درمختار ص ۵۱۸ جلد اول]

مسئلہ: اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۴۲ جلد ۳ بحوالہ الاشباہ ص ۴۸۰]

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز میں ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں ہے اور سب سے پچھلی صف میں کوئی جگہ خالی ہے تو صف میں شامل ہو کر نیت باندھے صف کے باہر تکبیر تحریمہ نہ کہے خواہ اس میں رکعت جاتی رہے۔ صف سے باہر ہی نیت باندھ لینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر پچھلی صف میں جگہ نہ ہو بلکہ کسی اور صف میں جگہ خالی ہو تب صف میں شامل ہوئے بغیر تکبیر تحریمہ نہ کہے۔ ہاں اگر صفوں میں جگہ خالی نہ ہو تو صف کے پیچھے ہی تکبیر تحریمہ کہہ لے یعنی جہاں جگہ خالی ہو نیت باندھ لے۔ [کتاب الفقہ ص۶۹۲ ج ا]

مسئلہ: لوگوں کو چاہئے کہ جب نماز کے لئے صفوں میں کھڑے ہوں تو جم کر کھڑے ہوں اور خلا کو پر کریں اور ان کے مونڈھے صفوں میں برابر رہیں یعنی ایک دوسرے سے ملے رہیں۔

[کتاب الفقہ ص ۶۹۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ [درمختار شامی]۔ [علم الفقہ ص۹۳ جلد ۲]

مسئلہ: اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ آئے تا کہ سب مقتدی مل کر امام

کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے۔

مسئلہ: اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی ہو تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

مسئلہ: اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے۔ پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر بالغ مخنثوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ: امام کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کرلے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے' صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے مگر مخنثوں کی صف میں البتہ ایک دوسرے سے مل کر نہ کھڑا ہونا چاہیے بلکہ درمیان میں کوئی حائل یا خالی جگہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھوڑ دی جائے اس لئے کہ ہر مخنث میں مرد اور عورت دونوں کا احتمال ہے لہٰذا مل کر کھڑے ہونے میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیے کہ صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کرلے۔ پہلی صف میں جگہ کے ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ: اگر جماعت صرف عورتوں کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے' آگے نہ کھڑا ہونا چاہیئے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد صحیح یہ ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

مسئلہ: اگر جماعت صرف مخنثوں کی ہو تو ان کا امام مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو' مقتدیوں کے بیچ میں یا ان کے برابر نہ کھڑا ہو' اگر چہ ایک ہی مقتدی ہو' اگر امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی وجہ اس کی اوپر گزر چکی۔

مسئلہ: مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو۔ ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ [درمختار]

مسئلہ: :اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتداء کرے تو اس پر بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے پس اگر سورۃ فاتحہ یا دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ پھر سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لیے کہ امام کو فجر' مغرب' عشاء کے وقت بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے ہاں سورۃ فاتحہ کے مکرر ہو جانے سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔ [درمختار وغیرہ] علم الفقہ ص ۹۳ تا ص ۹۵ جلد ۲۔ [وفتاویٰ رحیمیہ ص ۴۵ جلد ۳]

اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟

مسئلہ: قد قامت الصلوٰۃ کے وقت امام اور مقتدیوں کا نماز شروع کر دینا مستحب اور آداب میں سے ہے لیکن اقامت کہنے والا (مؤذن) امام کے ساتھ نماز شروع نہ کر سکے گا اس لیے اس کی رعایت کرتے ہوئے اقامت ختم ہونے کے بعد ہی شروع کرنے کو زیادہ صحیح کہا گیا ہے' اسی طرح صفوں کو درست کرنے کی تاکید اور سیدھی نہ رکھنے پر جو وعیدیں ہیں ان کے پیش نظر شروع اقامت ہی سے کھڑا ہو جانا افضل بلکہ ضروری ہو گا۔ حی علی الفلاح کے بعد کھڑے ہونے میں صفیں درست اور سیدھی نہیں ہو سکتیں' ٹیڑھی رہیں گی نمازی آگے پیچھے ہوں گے۔ درمیان میں جگہ خالی رہ جائے گی اور وعید شدید کے مستحق ہوں گے۔ احادیث میں بہت تاکید کے ساتھ صفوں کی درستگی کا حکم کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ''صفیں سیدھی رکھو اپنے مونڈھوں کو برابر کرو اور آپس میں مل کر کھڑے ہوا کرو درمیان میں خلا نہ چھوڑو۔'' [مشکوٰۃ ص ۹۹ جلد اول]

خلاصہ یہ کہ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا محض آداب میں سے ہے ترک کرنے میں کوئی کراہت نہیں جب کہ صفوں کو درست رکھنے کی بہت تاکید ہے اور درست نہ رکھنے پر سخت وعیدیں ہیں' لہٰذا کراہت اور ان وعیدوں سے بچنے کے لیے ابتدائے اقامت ہی سے کھڑے ہو

جانا افضل ہوگا۔ اور ابتداً اقامت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا کھڑا ہو جانا بھی ثابت ہے پھر کیوں کر اس کو مکروہ کہا جا سکتا ہے [مصنف عبدالرزاق ۵۰۷ جلد اول فتح الباری ص ۹۹ جلد ۲]

بحر الرائق ص ۳۰۴ جلد اول میں حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہونے کی یہ علت بیان کی ہے الفلاح پر کھڑا ہونا اس لیے افضل ہے کہ لفظ حی علی الفلاح (آؤ کامیابی کی طرف) میں کھڑے ہونے کا امر (حکم) ہے اس لیے کھڑے ہونے کی طرف جلدی کرنا چاہیے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس امر کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے نہ یہ کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا خلاف ادب ہے کیونکہ پہلے کھڑے ہونے میں تو اور بھی زیادہ مسارعت پائی جاتی ہے۔ یعنی مقصود یہ ہے کہ کھڑے ہونے میں حی علی الفلاح کہنے تک تاخیر کر سکتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اسی بنا پر علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں یہاں تک کہ اگر شروع اقامت ہی سے کھڑا ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[طحطاوی علی الدر المختار ص ۱۳۱ جلد ۱ فتاوی رحیمیہ ص ۳۴۲ جلد ۴ وص ۳۱۷ جلد ۴ امداد الفتاوی ص ۱۸۵ جلد اول]

مسئلہ: یہ ضروری نہیں کہ امام جب مصلے پر کھڑا ہو تب ہی تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آ جائے گا۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۱۲ جلد ۲]

مسئلہ: مقتدیوں میں سے کوئی شخص (جب کہ بھیڑ ہو مؤذن کی تخصیص نہیں ہے) امام کے ساتھ اپنی آواز بھی (تکبیر کہنے میں بلند کرے تاکہ دوسرے مقتدیوں تک امام کی تکبیر کی آواز پہنچائی جا سکے ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ مکبر (تکبیر کہنے والا) جب تکبیر تحریمہ کے لیے آواز بلند کرے تو ساتھ ہی نیت باندھنے کا ارادہ ہو یعنی تکبیر کہنے والا جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے نماز کی نیت کے ساتھ اپنی آواز دوسروں تک پہنچانے کی نیت بھی کرے۔ اور اگر نماز کی نیت نہ کی صرف تکبیر کی آواز پہنچانے کی نیت کی تو یہ نماز باطل ہو جائے گی اور ان کی بھی جو اس کے تحت نماز ادا کر رہے ہیں بشرطیکہ نمازیوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مکبر نے نماز کی نیت نہیں کی تھی۔

[کتاب الفقہ ص ۴۰۲ جلد ۱]

اقتداء کے صحیح نہ ہونے کے مسائل

ذیل میں وہ صورتیں ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتداء درست نہیں۔

مسئلہ: ① بالغ کی اقتداء خواہ مرد ہو یا عورت' نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: ② مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ' عورت کے پیچھے درست نہیں۔

③ مخنث کی اقتدا مخنث کے پیچھے درست نہیں۔ (ہوسکتا ہے جو امام ہے وہ عورت ہو اور جو مقتدی ہے وہ مرد ہو کیونکہ مخنث میں دونوں احتمال ہیں۔)

④ جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو' اس کی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے جو امام ہے اس کا زمانہ حیض کا ہو اور مقتدی عورت کا طہارت کا (یعنی پاکی کا زمانہ)۔

⑤ مخنث کی عورت کے پیچھے' اس خیال سے کہ شاید وہ مخنث ہو۔

⑥ ہوش والے کی اقتداء مجنون' مست' بے ہوش' بے عقل کے پیچھے۔

⑦ طاہر (پاکی والے) کی اقتداء طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو۔ (یعنی پیشاب کے قطرے والے مریض کے پیچھے۔

⑧ ایک عذر والے کی اقتداء دو عذروں والے کے پیچھے درست نہیں

⑨ قاری (پڑھے لکھے) کی اقتداء امی ان پڑھ کے پیچھے۔

⑩ امی کی اقتداء امی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو' درست نہیں۔

⑪ امی کی اقتداء گونگے کے پیچھے درست نہیں کیونکہ امی اگرچہ بالفعل قرات نہیں کرسکتا مگر قادر تو ہے اور گونگے میں تو یہ بات نہیں ہے۔

⑫ جس شخص کا جسم عورت (مخصوص حصہ بدن کا) چھپا ہوا ہو یعنی کپڑے پہنے ہوئے ہو' اس کی اقتداء برہنہ (ننگے) کے پیچھے درست نہیں ہے۔

⑬ رکوع وسجود کرنے والے کی اقتداء ان دونوں سے عاجز کے پیچھے' اگر کوئی شخص صرف سجدہ سے عاجز ہو' اس کے پیچھے بھی اقتداء درست نہیں۔

⑭ فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے۔

۴۵ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لیے کہ یہ نماز نذر کی واجب ہے۔

۴۶ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں کیونکہ نذر کی نماز واجب ہے' اور کسی نے قسم کھائی کہ میں نماز پڑھوں گا تو اس میں اختیار ہے چاہے پڑھے یا کفارہ دے کر اپنی قسم پوری کر لے۔

۴۷ جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مثلاً اس کوث یا رکوع پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف حروف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں' ہاں اگر پوری قرات میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

۴۸ امام کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا منفرد رہنا ضروری ہے۔ جیسے مسبوق امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو تنہا پڑھنا ضروری ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی (جس کی رکعتیں رہ گئی ہوں) اقتداء کرے تو درست نہیں ہے۔

۴۹ امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا (امامت کے وقت) اس لیے کہ ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے جو کسی کا مقتدی ہو۔ (کیونکہ جب کسی کی اقتداء صحیح نہ ہوگی تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتداء ادا کیا ہے۔) [علم الفقہ از ص ۸۷ تا ص ۸۹ جلد ۲]

مسئلہ: مردوں کی اقتداء عورت اور نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: نابالغ بچے کے پیچھے فرض' تراویح' وتر' نفل' کوئی بھی نماز درست نہیں ہے۔

[ہدایہ ص ۸۷ جلد ۱' شرح وقایہ ص ۸۷' کبیری ص ۵۱۶' کتاب الفقہ ص ۶۵۲]

مسئلہ: اگر کوئی مقتدی لفظ ''اللہ'' امام کے ساتھ کہے اور لفظ ''اکبر'' کو امام کے کہنے سے پہلے کہدے یا مقتدی نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا چنانچہ اس نے لفظ ''اللہ'' تو حالت قیام میں کہا اور لفظ ''اکبر'' رکوع میں جا کر کہا تو ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہیں ہوگی جس طرح اس شخص کی اقتداء درست نہیں ہوتی جو امام کے لفظ اللہ کہنے سے پہلے اللہ کہہ لے۔

[درمختار ص ۲۷ جلد اول کتاب الصلوۃ]

(پہلی صورت میں درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب تک امام پورا جملہ اللہ اکبر کہہ نہ لے گا نماز شروع کرنے والا شمار نہیں ہوگا اور پہلی صورت میں مقتدی نے امام کے لفظ اکبر کہنے سے پہلے کہہ لیا ہے اور دوسری صورت میں درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مقتدی نے تحریمہ اللہ اکبر حالت قیام میں نہیں کہا جو شرط ہے بلکہ صرف اللہ کہا اور اکبر رکوع میں جا کر کہا چونکہ وہ اقتداء کی نیت سے داخل ہوا تھا لہٰذا وہ ان دونوں صورتوں میں تنہا بھی شروع کرنے والا شمار نہ ہوگا۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: بلانیت ہی نماز شروع کردی پھر یاد آیا کہ نیت نہیں کی تھی یا غلط نیت کی مثلاً عصر کی جگہ ظہر کی نیت کر لی تو اب نیت کا وقت جاتا رہا نماز شروع کرنے کے بعد نیت کا اعتبار نہیں از سر نو تکبیر تحریمہ کہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص۳۰۲ جلد۴ شامی ص۵۸۷ ج۱]

امام سے پہلے رکن ادا کرنا؟

مسئلہ: اگر مقتدی کسی رکن کو اپنے امام کے ادا کرنے سے پہلے کر لے اور امام اس کو اس میں کرتے ہوئے نہ پائے مثلاً مقتدی امام کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور امام کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے مقتدی نے سر اٹھا لیا اور پھر اس رکوع کو اس نے نہ امام کے ساتھ ادا کیا اور نہ اس کے بعد اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ [درمختار ص۶۷۵ جلد اول]

مسئلہ: امام ابھی پہلے سجدہ میں تھا کہ مقتدی نے دو سجدے کر لیے تو اس کا دوسرا سجدہ معتبر نہ ہوگا اس پر دوسرے سجدہ کا اعادہ واجب ہے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ [درمختار ص۶۶۴ جلد اول]

معذور شخص کا گھر پر بیٹھ کر امام کی اقتداء کرنا؟

سوال: میں ایک معذور ہوں جمعہ کی نماز کے لیے مسجد نہیں جا سکتا۔ مسجد میرے گھر سے بہت قریب ہے لاؤڈ اسپیکر سے پوری نماز سنائی دیتی ہے کیا میں بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر سے نماز جمعہ ادا کر سکتا ہوں؟

جواب: اقتداء کے لیے صرف امام کی آواز پہنچنا کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ صفیں وہاں

تک پہنچتی ہوں۔ اگر درمیان میں کوئی نہر یا سڑک پڑتی ہو تو اقتداء صحیح نہیں اس لیے آپ کا گھر میں بیٹھے جمعہ کی نماز میں شریک ہونا صحیح نہیں ہے۔ اگر آپ عذر کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاسکتے تو گھر پر ظہر کی نماز پڑھا کیجئے۔ [آپ کے مسائل ص۲۶۳ جلد۳]

اگر گھر تک یا جہاں بھی نماز ادا کر رہا ہے صفیں ملتی چلی جائیں، درمیان میں کوئی خلا نہ رہے تو اس صورت میں اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

کیا ٹیلی ویژن سے اقتداء جائز ہے؟

سوال: بعض اوقات ٹی وی پر براہ راست حرم پاک خانہ کعبہ سے باجماعت نماز دکھائی جاتی ہے، اگر بندہ ٹی وی کو دوسرے کمرہ میں رکھ کر اس کی آواز تیز رکھے اور ٹیلی ویژن کے امام کے ساتھ نماز پڑھے تو یہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

جواب: جو طریقہ آپ نے لکھا ہے اس سے امام کی اقتداء صحیح نہیں ہوگی اور نہ آپ کی نماز ہوگی۔

[آپ کے مسائل ص۲۶۳ جلد۳]

مسئلہ: جماعت مسجد کے اندر ہو رہی ہے اور دروں پر پردے چھوٹے ہوئے ہیں اس کے باہر جو آدمی نماز کو کھڑے ہو گئے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۳۸ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۵۴۸ جلد۱]

یعنی پردے کے پیچھے اقتداء درست ہے جبکہ اندر جگہ نہ ہو۔ [محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ: امام مصلے پر اور مقتدی فرش پر بغیر صف کے ویسے ہی ہوں تو یہ جائز ہے

مسئلہ: امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر ہوں تو اگر وہ چوکی ایک ذراع کے قدر اونچی ہے تو مکروہ ہے ورنہ جائز ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص۳۴۳ جلد۳ بحوالہ ردالمحتار ص۶۰۴ ج۱]

مسئلہ: دھوپ سے بچ کر سایہ میں جو نماز میں شریک ہوتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۶۱ جلد۳]

(مگر ایسا کرنا مناسب نہیں، صفیں بالکل ملی ہوئی ہوں، درمیان میں خلا نہ ہو لیکن دھوپ سے بچنے کے لیے بھی انتظام ہونا چاہیے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: دل میں عصر کی نیت تھی مگر زبان سے ظہر کا لفظ نکل گیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے نماز

ہوگئی۔[فتاوئ رحیمیہ ص۳۰۳ جلد۴ بحوالہ ردالمختار ص۳۸۵ جلد۱]

نماز میں امام کی پیروی کہاں ضروری ہے؟

مسئلہ: مقتدی کا نماز کے اعمال میں اپنے امام کی پیروی کرنا امامت کی شرائط میں سے ہے حنفیہ کے نزدیک مقتدی کا اپنے امام کی متابعت (پیروی) کرنے کی تین قسمیں ہیں۔

ایک یہ کہ مقتدی کا عمل امام کے عمل سے متصل (قریب ہو یعنی جس وقت امام نیت باندھے تو ساتھ ہی مقتدی بھی نیت باندھ لے اور امام کے رکوع کے ساتھ رکوع کرے اور سلام کے ساتھ سلام پھیرے۔ امام کی پیروی میں یہ امر بھی داخل ہے کہ مقتدی امام سے پہلے رکوع میں گیا اور ہنوز (ابھی مقتدی) رکوع میں تھا کہ امام نے بھی رکوع کرلیا' یہ حالت رکوع میں مقتدی کا امام کے ساتھ ہونا متصور ہوگی۔ دوسری یہ کہ مقتدی امام کے عمل کے بعد وہی عمل کرے بایں طور کہ کوئی فعل امام کے شروع کرنے کے بعد مقتدی کرے اور (ابھی وہ عمل پورا نہ ہوا) باقی حصہ میں امام کے ساتھ شامل رہے۔

تیسرے یہ کہ امام کی پیروی تاخیر کے ساتھ کرے' اس طور پر کہ امام جب کوئی عمل انجام دے چکے تو قبل اس کے کہ امام کوئی آئندہ رکن شروع کرے مقتدی اس عمل کو انجام دے۔ ان تمام صورتوں میں یہ تسلیم کیا جائے گا کہ مقتدی نے امام کی پیروی کی۔

غرض امام نے رکوع کیا اور ساتھ کے ساتھ مقتدی نے بھی رکوع کیا' یا اس کے بعد رکوع کیا کہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوگیا' یا یہ کہ امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد لیکن سجدہ کے لیے جھکنے سے پہلے پہلے رکوع کرلیا تو مقتدی نے رکوع میں امام کی متابعت (پیروی) کرلی۔ ان تینوں میں سے کسی طرح بھی پیروی کی جائے۔[کتاب الفقہ ص۶۶۸ ج۱]

فرض اعمال میں پیروی کرنا؟

جو اعمال نماز میں فرض ہیں ان میں امام کی پیروی فرض ہے' اور جو اعمال واجب ہیں ان میں واجب ہے' اور جو اعمال سنت ہیں ان میں سنت ہے۔ پس اگر مثلاً رکوع میں یہ پیروی چھوڑ دی اس طور پر کہ رکوع کیا اور امام کے اٹھنے سے پہلے سر اٹھالیا اور اس رکوع میں یا اس کے بعد کی

نئی رکعت کے رکوع میں امام کے ساتھ شامل نہ رہا تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ عمل فرض میں متابعت (پیروی جو فرض تھی) نہیں کی گئی۔ اسی طرح امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرلیا تو وہ رکعت جس میں یہ کیا گیا رائیگاں (بے کار) جائے گی۔

دوسری رکعت کے افعال پہلی رکعت میں' تیسری رکعت کے افعال دوسری میں اور چوتھی کے تیسری میں منتقل ہو جائیں گے اور اس کے ذمہ ایک رکعت رہ جائے گی جس کا ادا کرنا امام کے سلام پھیرنے کے بعد واجب ہوگا' اگر ایسا نہ کیا (ایک رکعت بعد میں نہ پڑھی) تو نماز باطل ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر قنوت (وتر کی دعا) میں امام کی متابعت نہ کی تو گناہ ہوگا کیونکہ واجب کو ترک کیا۔ اگر رکوع کی تسبیح میں متابعت نہ کی تو سنت کو ترک کیا۔ [کتاب الفقہ ص ۶۶۹ جلد اول]

مسئلہ: قعدہ اولیٰ میں اگر امام مقتدی کے تشہد (التحیات) پورا پڑھنے سے پہلے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور قنوت وتر میں اگر امام مقتدی کی قنوت ختم سے پہلے رکوع میں چلا جائے تو اس کی متابعت کرنی ہوگی' ہر دو صورت میں وجہ فرق یہ ہے کہ دعائے قنوت جس قدر بھی ہوگی واجب ادا ہو گیا اور تشہد تمام واجب ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۰ جلد ۳ شامی ص ۸۶ جلد ۱]

مسئلہ: آخری قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھیریں' البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد یعنی التحیات کچھ باقی رہ جائے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۸ جلد ۳]

نماز میں جہاں امام کی پیروی نہ کی جائے

مسئلہ: چار باتیں ایسی ہیں جن میں امام کی متابعت لازم نہیں ہے۔

① اول یہ کہ امام عملاً کوئی سجدہ زیادہ کرے تو اس میں امام کی پیروی نہ کی جائے۔

② دوسرے عیدین کی تکبیروں میں اگر امام کچھ زیادہ کرے جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی نہیں ہے تو اس کی پیروی نہ کی جائے۔

③ تیسرے اگر جنازہ کی تکبیروں میں امام اضافہ کرے مثلاً پانچ تکبیریں کہے تو اس کی

پیروی نہ کی جائے۔

④ چوتھے جب امام فرض کو مکمل کرنے اور قعدہ اخیرہ کے بعد بھولے سے ایک اور رکعت کے لیے کھڑا ہو تب بھی پیروی نہ کی جائے۔ اگر امام ایسا کرے اور وہ فاضل رکعت ادا کر کے سجدہ کرے تو مقتدی کو چاہیے کہ وہ بطور خود ہی سلام پھیر کر نماز سے علیحدہ ہو جائیں۔ ہاں اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ نہیں کیا۔ بلکہ رجوع کر کے واپس آ کر قعدہ اخیرہ کے لیے بیٹھ گیا اور پھر سلام پھیرا تو مقتدی کو اس کے سلام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے۔ لیکن اگر امام قعدہ اخیرہ کیے بغیر فاضل رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور اس رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

مندرجہ ذیل نو باتیں ایسی ہیں کہ اگر امام ان کو ترک کر دے (یعنی چھوڑ دے تو مقتدی کو چاہیے کہ اس کے ترک کرنے میں امام کی پیروی نہ کرے وہ باتیں یہ ہیں۔

تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا۔ ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ) پڑھنا' رکوع کے لیے تکبیر کہنا' سجدہ کے لیے تکبیر کہنا۔ رکوع اور سجود میں تسبیح پڑھنا۔ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا)۔ التحیات پڑھنا۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہنا۔ تکبیر تشریق (عیدالاضحیٰ کے موقع پر) پڑھنا۔ یہ نو امور ہیں کہ ان میں سے اگر کسی کو امام ترک کر دے تو مقتدی کو بھی اس کی پیروی میں ترک نہ کرنا چاہیے بلکہ بطور خود ہی اس کو کرے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۷۱ جلد اول]

اسی طرح کچھ باتیں کرنے کی ایسی ہیں کہ اگر امام انھیں ترک کر دے تو مقتدی کو بھی ترک کر دینا چاہیے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں۔

عید کی تکبیریں' قعدہ اولیٰ' سجدہ تلاوت' سجدہ سہو اور دعائے قنوت اس صورت میں جب کہ رکوع کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو لیکن اگر اندیشہ نہ ہو تو قنوت پڑھ لینا چاہیے۔ پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لہٰذا اس میں امام کی پیروی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر مقتدی تشہد (التحیات) پڑھ چکے تو سلام میں امام کی پیروی کرے۔

مسئلہ: سلام پھیرنے میں امام کی متابعت کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔

مسئلہ: اگر کسی نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیرا تو افضل طریقہ کو نظر انداز کر دیا'

لیکن اگر تکبیر تحریمہ امام سے پہلے کہی گئی تو نماز درست نہیں ہوگی اور اگر امام کے ساتھ ساتھ کہی تو جب بھی درست نہیں ہوگی اور اگر اس کے بعد تاخیر سے کہی تو تکبیر تحریمہ کا افضل وقت فوت کر دیا۔ [کتاب الفقہ ص ۱۷۶ جلد اول]

مسئلہ: بعض لوگوں کی عادت ہے کہ خوب گردن جھکا کر تمام بدن گھما کر سلام پھیرتے ہیں اس طرح گردن جھکا کر سلام پھیرنا من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ [اغلاط العوام ص ۶۳]

نمازی کے آگے سے گذرنے کا بیان

نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے اگر چہ نمازی نے بغیر کسی عذر کے سترہ (رکاوٹ) نہ رکھا ہو اسی طرح نماز پڑھنے والے کے لیے بھی یہ حرام ہے کہ اپنی نماز سے لوگوں کے آنے جانے میں رکاوٹ ڈالے بایں طور کہ بغیر سترہ رکھے ایسی جگہ پر نماز پڑھنے لگے جہاں اس کے سامنے سے لوگوں کی بکثرت آمد و رفت ہو۔ ایسی صورت میں اگر نمازی کے آگے سے کوئی شخص گزر جائے تو سردست اس بات کا گناہ ہوگا کہ اس جگہ نماز پڑھی جہاں لوگوں کو سامنے سے گزرنا پڑا۔ سترہ نہ رکھنے کا گناہ نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص سامنے سے نہیں گزرا تو کوئی گناہ نہ ہوگا کیونکہ سترہ رکھنا بذات خود کوئی امر واجب نہیں ہے۔ اگر نمازی رکاوٹ کا باعث ہوا لیکن گذرنے والے کو گنجائش تھی (کہ وہ اور طرف سے چلا جاتا) پھر بھی نمازی کے آگے سے گزرا) تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ لیکن (اس کے برعکس) اگر نمازی کی وجہ سے رکاوٹ نہ تھی لیکن جانے والے کو کسی اور جانب سے گزرنے کی گنجائش نہ تھی (اور نمازی کے آگے سے گزرنا پڑا) تو کسی کو گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک طرف سے کوتاہی ہوئی تو ایک ہی شخص گنہگار ہوگا۔

[کتاب الفقہ ص ۴۳۰ جلد اول و درمختار ص ۵۸۱ جلد اول و نظام الفتاویٰ ص ۷۵ جلد اول]

''سترہ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی آڑ کرنے کے لیے اپنے سامنے لگا لے اپنے آگے کھڑا کرلے خواہ وہ لکڑی ہو یا کوئی ستون ہو یا دیوار وغیرہ اور اس (سترہ کھڑا کرنے) سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ سجدہ کی جگہ متمیز ہو جائے اور جس شخص کو نمازی کے سامنے گزرنا ہو وہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گنہگار نہ ہو۔

سترہ کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں نماز کھلی اور بے آڑ جگہ پڑھی جائے۔ اگر مسجد

میں نماز پڑھنی ہو یا ایسے مقام میں کہ جہاں لوگوں کا نمازیوں کے سامنے سے گزرنا نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ سترہ کی لمبائی ایک ہاتھ سے کم نہیں ہونی چاہیے اور اس کی موٹائی کم سے کم ایک انگلی کے برابر ہونی چاہیے۔ باجماعت نماز کی صورت میں امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے، یعنی اگر امام کے آگے سترہ ہے تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنے میں کچھ گناہ نہیں، خواہ ان کے آگے کوئی آڑ ہو یا نہ ہو، لیکن سترہ کے ورے سے گزرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر جماعت میں شریک ہونے کے لیے کوئی آنے والا صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ دوسری صف کے آگے سے گزر کر پہلی صف میں اس خالی جگہ پہنچ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ اس صورت میں قصور دوسری صف والوں کا مانا جائے گا، انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں خالی جگہ کو پر کیوں نہیں کیا۔ یعنی کیوں نہیں بھرا۔ [مظاہر حق ص ۶۴۵ جلد اول وہدایہ ص ۸۹ جلد اوشرح نقایہ ص ۹۶ جلد اوکبیری ص ۳۶۸ وعلم الفقہ ص ۹۳ جلد ۲ کتاب الفقہ ص ۳۲۷ جلد ا]

مسئلہ: سترہ کھڑا کرنا سنت ہے۔ [ہدایہ ص ۸۹ جلد اول]

مسئلہ: سترہ کی بجائے اگر چادر یا چھتری، مصلی (نمازی) کے آگے ہو تو وہ کافی ہے، لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۲ جلد ۴ ورد المختار ص ۵۹۵ ج ۱]

مسئلہ: نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے مگر اس سے نماز نہیں ٹوٹتی، اور اگر کوئی بے خیالی میں گزر گیا تو معذور ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص میدان میں یا بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو تین صفوں کی جگہ چھوڑ کر اس کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے۔ اور چھوٹی مسجد میں مطلقاً گنجائش نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۴ جلد ۳]

مسئلہ: نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی بھی جانور کتا، بلی وغیرہ گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۳ ج ۴ وص ۱۴ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۹۳ جلد اول]

مسئلہ: نمازی کے آگے سے گذرنے والا اگر جان لے کہ اس کا وبال کس قدر سخت اور سنگین ہے تو برسوں کھڑا رہے گا مگر آگے سے گزرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۹ جلد ۳ بحوالہ مشکوۃ ص ۷۴ جلد اول]

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد؟

مسئلہ۔ جہاں نمازی کی نظر پہنچے جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے (سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھے) وہاں تک آگے کو نہ گزرے۔ پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گزر سکتا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۱ جلد ۴]

مسئلہ: بڑی مسجد اور جنگل میں تو نمازی سے اتنے فاصلہ پر گزرنا جائز ہے کہ جہاں تک سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر نمازی کی نظر نہ پہنچے۔ [امداد الاحکام ص ۴۶۳ جلد اول]

مسئلہ: اگر دو مصلی (نمازی) آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں' آگے والا پہلے فارغ ہو گیا' اب وہ داہنی جانب کو جا سکتا ہے (کھسکتا ہے) یہ جائز ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۸ جلد ۴]

مسئلہ: بیت الحرام کا طواف کرنے والے کو جائز ہے کہ نمازی کے آگے سے چلا جائے' اسی طرح کعبہ کے اندر اور مقام ابراہیم کے پیچھے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز پڑھنے والے اور گزرنے والے کے درمیان سترہ نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۱ جلد اول]
(کیونکہ یہاں پر مجبوری ہے۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض اور واجبات' سنن' مستحبات' مفسدات اور مکروہات لکھے جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو گا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان کیا گیا اس میں کون سی چیز فرض ہے اور کون سی واجب' اور کون سنت اور کون مستحب' اور اس طریقے کے کسی امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

نماز کے فرائض چھ ہیں' ان چھ میں سے پانچ نماز کے رکن ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جزء ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں۔

① قیام (کھڑا ہونا) اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اس قدر قراءت کی جا سکے جو فرض ہے۔ [درمختار وغیرہ]

کھڑے ہونے کی حد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں تو گھٹنوں تک

نہ پہنچ سکیں۔[مراقی الفلاح]

قیام صرف فرائض اور واجب نمازوں میں فرض ہے ان کے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں ہے۔

مسئلہ: جو شخص قیام پر قادر نہیں اس پر قیام (کھڑا ہونا) فرض نہیں ہے۔

(۲) قراءت یعنی قرآن شریف کا پڑھنا نماز میں۔قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی ہو یا چھوٹی مگر شرط یہ ہے کہ کم از کم دو لفظوں سے مرکب ہو جیسے (ثُمَّ نَظَرَ) اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے (مُدْهَامَّتَانِ) [پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن] یا ایک حرف ہو جیسے ص ق وغیرہ یا دو حرف ہوں جیسے حم وغیرہ یا کئی حروف ہوں جیسے الٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ تو ان سب صورتوں میں ایسی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض نہ ادا ہوگا۔[مراقی الفلاح، درمختار]

مسئلہ: فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے یہ بھی تخصیص نہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے یا اگلی دو رکعتوں میں یا درمیانی جیسے مغرب کی نماز میں اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں قراءت کرے اور دوسری میں نہیں یا دوسری میں کرے پہلی میں نہیں، بہر صورت فرض ادا ہو جائے گا۔[کنز الدقائق، درمختار، مراقی]

مسئلہ: وتر اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں قراءت فرض ہے۔

مسئلہ: امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کی ضرورت نہیں، ہاں مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) اس کیلئے ان گئی ہوئی رکعتوں میں چونکہ امام نہیں ہوتا اس لیے اس کو قراءت کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) رکوع ہر رکعت میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے۔رکوع کی حد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ اس قدر جھک جائے جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں اور صرف جھک جانا ہی فرض ہے کچھ دیر تک جھکا ہوا رہنا فرض نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کی پیٹھ (کمر) بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے جھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی حالت رکوع کے مشابہ رہتی ہو تو اس کو رکوع میں صرف سر جھکا دینا چاہیے۔[مراقی الفلاح]

(۴) سجدہ۔ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ایک سجدہ قرآن کریم سے اور دوسرا احادیث اور اجماع سے ثابت ہے۔

مسئلہ: سجدے میں ایک گھٹنا اور ایک پیر کی انگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا، اور اگر کسی تکلیف کی وجہ سے پیشانی نہ رکھ سکتا ہو تو بجائے اس کے صرف ناک رکھ دینا کافی ہے (جبکہ اس کی بھی

قدرت ہو)۔

⑤ قعدہ اخیرہ یعنی وہ نشست (بیٹھنا) جونماز کی آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد ہوتی ہے اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہے جس میں التحیات الخ پڑھی جا سکے اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہیں۔ [درمختار مراقی الفلاح]

⑥ نماز کو اپنے فعل سے تمام کر دینا یعنی بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً ''السلام علیکم'' کہدے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت۔ [علم الفقہ ص ۶۱ جلد ۲ ہدایہ ص ۹۶ ج ا شرح نقایہ ص ۶۸ کبیری ص ۲۷۵ کتاب الفقہ ص ۳۷۰ ج ا]

خلاصہ فرائض نماز

فرائض (۱) قیام (۲) قراءت (۳) رکوع (۴) سجدہ (۵) قعدہ اخیرہ (۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا۔

واجب قراءت کی مقدار

مسئلہ: نفل اور وتر کی (ہر رکعت میں) اور فرض نمازوں کی ابتدائی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا پڑھنا واجب ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی سورت (جیسے سورۂ کوثر یا اس کے برابر قرآن کریم کی آیتیں مثلاً چھوٹی چھوٹی آیات مثلاً (ثُمَّ نَظَرَ۔ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ) [پارہ ۲۹ سورۃ المدثر] اس میں دس الفاظ ہیں اور مشدد حروف دو حروف شمار کر کے تیس حروف ہجاء ہیں۔ پس لمبی آیات میں سے ہر رکعت میں اس مقدار میں قرآن حکیم پڑھ لیا جائے تو واجب ادا ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر آیت الکرسی میں سے صرف اتنا پڑھ لیا جائے کہ ((اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ)) [پارہ ۳ سورۃ البقرۃ]

[کتاب الفقہ ص ۳۸۰ جلد اول صغیری ص ۱۵۰ فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۱۰ جلد ۴ شامی ص ۴۲۷ جلد اول]

نماز کے واجبات

① تکبیر تحریمہ کا خاص ''اللہ اکبر'' کے لفظ سے ہونا اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثلاً اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

۲. تکبیر تحریمہ کے بعد اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جا سکے۔[درمختار' شامی]

۳. سورۂ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک مرتبہ پڑھنا۔

۴. ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونی چاہیے' اگر تین آیتیں پڑھ لی جائیں خواہ کسی سورت کا جز ہوں یا خود سورت ہوں تو کافی ہے

۵. پہلے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا' اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے (فاتحہ سے) دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔

۶. فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرنا۔ اگر دوسری' تیسری' یا تیسری چوتھی میں قراءت کی جائے اور پہلی دوسری میں نہ کی جائے تو واجب ادا نہ ہوگا' اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔
[درمختار' مراقی الفلاح]

۷. رکوع کے بعد اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا جس کو فقہاء قومہ کہتے ہیں۔

۸. سجدوں میں پورے دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا۔
[مراقی الفلاح]

۹. دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا' مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرا سجدہ کیے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اس کا واجب ترک ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے سجدے سے پہلے قیام کر لیا۔[شامی]

۱۰. رکوع اور سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم)) وغیرہ یا ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی)) وغیرہ کہہ سکے۔[طحطاوی' مراقی الفلاح وغیرہ]

۱۱. دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر بیٹھنا جس کو فقہاء جلسہ کہتے ہیں۔

۱۲. قومے اور سجدوں کے درمیان میں اس قدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جا سکے۔

[مراقی الفلاح]

⑬ قعدہ اولیٰ یعنی دونوں سجدوں کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھنا' اگر نماز دو رکعت سے زیادہ ہو۔

⑭ قعدہ اولیٰ میں بقدر التحیات کے بیٹھنا۔

⑮ دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا' اگر نہ پڑھی جائے یا ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

⑯ نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل (کام) کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے۔ [درمختار شامی وغیرہ]

مثال:۔ سورۂ فاتحہ کے بعد زیادہ سکوت (خاموشی) کرنا' یہ سکوت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ (۲) دو رکوع کرنا' دوسرا رکوع سجدہ کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ (۳) تین سجے کرنا' تیسرا قیام یا قعود (بیٹھنے) کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ (۴) پہلی یا تیسری رکعت کے آخر میں زیادہ نہ بیٹھنا' یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ [شامی] (۵) دوسری رکعت میں التحیات کے بعد دیر تک بیٹھنا جس میں کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہو سکے۔ [علم الفقہ ص ۶۳ ج ۲' درمختار ص ۹ جلد ۱]

⑰ نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعاء ہو۔

⑱ عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ زائد تکبیریں کہنا۔

⑲ عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔

⑳ امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضاء ہوں یا اداء اور جمعہ وعیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا' منفرد (تنہا پڑھنے والے) کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے' اور آواز کے بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے' اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔

㉑ امام کو ظہر' عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب عشاء کی آخری رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔ [قاضی خاں]

㉒ جو نفل نمازیں دن میں پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا اور جو نفلیں رات

کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔[مراقی الفلاح]

۲۳ منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) اگر فجر مغرب عشاء کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے اور اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔

۲۴ اگر کوئی شخص مغرب عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے۔اوران رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

۲۵ نماز کو ''السلام علیکم'' کہہ کر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔

۲۶ دومرتبہ ''السلام علیکم'' کہنا۔[علم الفقہ ص ۶۴ جلد ۲ وہدایہ ص ۳۷ جلد اول وشرح نقایہ ص ۷۰ جلد اوکبیری ص ۲۹۸ وکتاب الفقہ ص ۳۸۱ جلد او بحرص ۳۲ جلد ا]

مسئلہ: واجب کے ترک (چھوڑنے) سے نماز ناقص ہوتی ہے۔

مسئلہ: واجب کا منکر فاسق ہوتا ہے اور فرض کا منکر کافر۔

مسئلہ: واجب اگر رہ جائے تو سجدہ سہو سے تلافی ہوسکتی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ: قصداً واجب کو ترک کیا جائے تو اعادہ صلوۃ (نماز کا لوٹانا) واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: ترک واجب مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے انسان فاسق اور گنہگار ہوتا ہے۔

مسئلہ: اور جو نماز مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے وہ واجب الاعادہ ہوگی (یعنی لوٹانا ضروری ہوگا)۔[نماز مسنون ص ۳۰۲ وکتاب الفقہ ص ۳۷۹ جلد اول]

سنت کی تعریف اور حکم

سنت اس سے مراد وہ عمل ہے جس کے بجالانے پر مکلف انسان مستحق ثواب ہوتا ہے اگر ترک کردے (چھوڑ دے) تو اس سے مواخذہ نہیں۔پس اگر کسی نے نماز کی تمام سنتیں یا کچھ سنتیں ترک کردیں تو اللہ تعالیٰ اس کے ترک پر کوئی مواخذہ نہیں کرے گا لیکن اس کے بجالانے میں جو ثواب ملتا ہے اس سے محروم رہے گا۔

تاہم کسی مسلمان کو زیبا نہیں ہے کہ سنت کی بات کو بے حیثیت تصور کرے' کیونکہ نماز کا مقصد جناب الٰہی میں تقرب حاصل کرنا ہے جس کا نتیجہ عذاب سے دور ہونا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہونا ہے۔

ایسی صورت میں کوئی عاقل یہ مناسب نہ جانے گا کہ نماز کی سنتوں میں سے کسی سنت کی بے قدری کرے اور اسے ترک کر دے' کیونکہ اس کا ترک ثواب عمل سے محرومی کا باعث ہے اور یہ بات کسی دانشمند سے مخفی نہیں ہے کہ یہ محرومی ہی (بجائے خود) ایک عذاب ہے ایسا کرنے سے نعم الٰہی سے محرومی ہے۔ لہذا مکلّف انسان کے لیے یہ امر خاص اہمیت رکھتا ہے کہ شارع (آنحضرت) علیہ السلام نے جن امور کے بجالانے کا ارشاد فرمایا ہے' ان کی بجا آوری کی جانب توجہ کی جائے خواہ وہ امور فرض ہوں یا سنت ہوں۔

رہا یہ سوال کہ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ شارع علیہ السلام نے نماز کی بعض باتوں کو فرض لازم اور بعض باتوں کو غیر ضروری قرار دیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر آسانی کرتا ہے' اسی لیے اس نے بندوں کو بعض اعمال بجا لانے کا اختیار دیا ہے' تا کہ ان کا ثواب عطا فرمائے۔ اب اگر کوئی شخص اسے چھوڑ دے تو ثواب سے محروم رہے گا' لیکن اس پر عذاب نہ ہوگا۔ یہ بھی شریعت اسلامیہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے کہ اس میں شرعی ذمہ داریوں کی دشواری دور کر دی گئی اور نہایت خوبی کے ساتھ جزائے خیر حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۳۸۳ ج ۱]

مسئلہ: نماز کی سنت کا چھوڑنا نہ تو نماز کے فساد کا موجب ہوتا ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کا بلکہ وہ گناہ کا موجب اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس نے جان بوجھ کر چھوڑا ہو' مگر شرط یہ ہے کہ اس نے سنت کو حقیر سمجھ کر نہ چھوڑا ہو بلکہ سستی یا کاہلی کی وجہ سے ایسا کیا ہو اس لیے کہ سنت کو حقیر سمجھنے والا از روئے فتویٰ کافر ہو جاتا ہے۔ [درمختار ص ۱۹ جلد ا کتاب الصلوۃ]

نماز کی سنتیں

۱ تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔ [مراقی الفلاح]

۲ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا' مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو

شانوں تک اور عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

۳ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنا۔ [درمختار وغیرہ]

۴ ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔

۵ تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ہاتھوں کا باندھ لینا' مردوں کو ناف کے نیچے' عورتوں کو سینے پہ۔

۶ مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں اور عورتوں کو اس طرح کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں' انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑنا ان کے لیے مسنون نہیں ہے۔

۷ ہاتھ باندھنے کے فوراً بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھنا۔

۸ امام اور منفرد کو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کے بعد اور مسبوق کو اپنی ان رکعتوں کو پہلی رکعت میں جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتیں قراءت کی ہوں ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' کہنا۔

۹ ہر رکعت کے شروع میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہنا۔

۱۰ امام اور منفرد کو سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا اور قراءت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آمین (آہستہ) کہنا۔

۱۱ آمین کا آہستہ آواز سے کہنا۔

۱۲ قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کے برابر فصل ہونا۔

۱۳ فجر اور ظہر کے وقت فرض نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد طوال مفصل کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر عشاء کے وقت اوساط مفصل مغرب میں قصار مفصل۔

بشرطیکہ سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو۔ سفر اور ضرورت کی حالت میں جو سورت چاہے پڑھے۔

۱۴ فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی بہ نسبت ڈیوڑھی سورت پڑھنا۔[شامی]
۱۵ رکوع میں جاتے وقت ''اللہ اکبر'' کہنا اس طرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور رکوع میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔[منیہ وغنیۃ وغیرہ]
۱۶ مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھوں سے پکڑنا اور عورتوں کو صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لینا[غنیۃ]
۱۷ مردوں کو انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا اور عورتوں ملا کر۔
۱۸ رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا۔
۱۹ مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سرین سب برابر ہو جائیں' اور عورتوں کو صرف اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔[مراقی]
۲۰ رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم'' کہنا۔
۲۱ رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا۔
۲۲ قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور منفرد کو دونوں کہنا۔
۲۳ سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔
۲۴ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا' پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور اٹھتے وقت پہلے ناک کو اٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔[مراقی]
۲۵ سجدہ کی حالت میں منہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھنا۔[شرح وقایہ]
۲۶ سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھ کی بانہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا اور عورتوں کو پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے ملا ہوا' اور ہاتھ کی بانہوں کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔
۲۷ سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا۔[شرح وقایہ وغیرہ]
۲۸ سجدے کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کا قبلے کی طرف رکھنا۔[شرح وقایہ]
۲۹ سجدے کی حالت میں دونوں زانوؤں کا ملا ہوا رکھنا۔
۳۰ سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الا علی کہنا۔

۳۱ سجدے سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے سر کا زمین سے اٹھانا۔

۳۲ دونوں سجدوں کے درمیان میں اس خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا چاہیے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

۳۳ قعدہ اولی اور دوسرا قعدہ دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوؤں پر ہوں' انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں اور عورتوں کو اس طرح کہ اپنے بائیں سرین پر بیٹھیں اور داہنے زانو کو بائیں پر رکھ لیں اور بایاں پیر داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ بدستور زانو پر ہوں

۳۴ التحیات میں لاالٰہ کہتے وقت داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے آس پاس کی انگلیاں بند کر کے کلمہ کی انگلی کا اٹھانا اور الا اللہ کہتے وقت رکھ دینا اور باقی انگلیوں کو آخر تک بدستور باقی رکھنا

۳۵ فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ [مراقی الفلاح]

۳۶ قعدہ اخیرہ میں میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا۔ [مراقی الفلاح]

۳۷ درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن کریم یا احادیث سے ثابت ہو' اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن کریم اور احادیث سے ثابت نہ ہو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ دعا ایسی چیز کی ہو جس کا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو۔ [بحر الرائق]

۳۸ السلام علیکم کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھیرنا۔ [مراقی الفلاح]

۳۹ پہلے داہنی طرف منہ پھیرنا' پھر بائیں طرف۔ [مراقی الفلاح]

۴۰ امام کو بلند آواز سے سلام پھیرنا (کہنا)۔

۴۱ دوسرے سلام کی آواز کا بہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا۔ [مراقی الفلاح]

۴۲ امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں یا خنثٰی اور کراماً کاتبین وغیرہ فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ سب نماز پڑھنے والوں کی اور کراماً کاتبین فرشتوں کی اور امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور محاذی ہو تو دونوں سلام میں امام کی بھی نیت کرنا۔

[مراقی الفلاح، علم الفقہ ص ٦٨ تا ص ٧١ جلد ٢، کتاب الفقہ ص ٣٨٣ تا ص ٣٨٥ جلد ١ اور نماز مسنون ص ٣١٠]

نماز کے مستحبات

❶ تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کو آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا' بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو اور عورتوں کو ہاتھوں کا نہ نکالنا بلکہ چادر یا دوپٹہ وغیرہ میں چھپائے رکھنا۔ [مراقی الفلاح]

❷ کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع میں قدم پر' سجدے میں ناک پر' بیٹھنے کی حالت میں زانو پر' سلام کی حالت میں شانوں پر۔ [درمختار]

❸ جہاں تک ممکن ہو کھانسی یا جمائی کو روکنا۔ [درمختار' مراقی الفلاح]

❹ اگر جمائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لینا۔ [درمختار]

❺ امام کو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے فوراً بعد تکبیر تحریمہ کہنا۔

❻ قعدہ اولی اور اخیرہ میں وہی خاص تشہد پڑھنا جو بیان ہو چکا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔

❼ قنوت میں اسی خاص دعا کا پڑھنا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یعنی ''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ'' الخ تک پڑھ لینا۔ [شامی' علم الفقہ ص ٢٧ جلد ٢ و نماز مسنون ص ٣١١]

مسئلہ: ہر رکعت میں الحمد سے پہلے اور سورت کے پڑھنے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مستحب ہے۔ [شرح نقایہ ص ٧٤ جلد اول' کبیری ص ٣٨] حنفیہ کے نزدیک مندوب' ادب اور مستحب کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اس سے مراد وہ امور ہیں جو نبی کریم ﷺ نے کیے' لیکن ہمیشہ اس پر عمل نہیں فرمایا۔ [کتاب الفقہ ص ٣٢٥ ج ١]

فرائض الصلوٰۃ

اولاً یہ بات ذہن نشین رہے کہ فرائض فریضہ کی جمع ہے اور فرض شرعاً ہر اس فعل کو کہا جاتا ہے جس کا بجالانا (ادا کرنا) دلیل قطعی سے لازم ہوا ہے چاہے وہ فعل فی نفسہ رکن ہو یا شرط۔ کما قال فی البحر الرائق۔ فان الفرض شرعا ما لزم فعله بدليل قطعي اعم من ان

یکون شرطاً اور کناً [ص ۲۹۰ جلد اول]

تنبیہ: ثانیاً یہ بات واضح رہے کہ فرائض صلوۃ کی تعداد میں عبارات کتب فقہ مختلف ہیں۔ بحر الرائق وشامی میں سات اور عالمگیری وہدایہ میں چھ اور کبیری میں آٹھ ذکر کیے گئے ہیں لیکن خلاصہ اور معتمد یہ ہے کہ کل فرائض صلوٰۃ آٹھ ہیں ان میں سے چھ ہمارے ائمہ کے درمیان متفق علیہا ہیں اور دو مختلف فیہما ہیں۔

((کما فی الکبیری۔ اما فرائض الصلوۃ ای ارکانھا التی توجد ماھیتھا بمجمو عھا فثمان فرائض ست فرائض علی الو فاق بین ائمتنا ومنھا قنتان فریضتان علی الخلاف بینھم)) [ص ۲۹۲]

(فی بیان الفرائض) متفق علیہا چھ فرائض یہ ہیں:

١ تکبیر افتتاح بلفظ دیگر تکبیر تحریمہ ٢ قیام
٣ قراءۃ ٤ رکوع
٥ سجدہ ٦ قعدہ آخرہ بمقدار تشہد پڑہیں گے۔

((ایضاً فی الکبیری وھی ای الفرائض الست المتفق علیھا تکبیرات الا فتتاح (الی ان قال) والفرائض الباقیة من الست القیام والقراءۃ والرکوع والسجود والقعدۃ الا خرہ مقدار قراء ۃ التشھد)) [ص ۲۹۲]

ملاحظہ: تکبیر تحریمہ کے بارے میں یہ بات خیال میں رہے کہ اس کی فرضیت ہمارے ائمہ کے نزدیک متفق علیہا ہونے کے باوجود ان کے درمیان اس بات میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا وہ رکن صلوۃ ہے یا شرط صلوۃ تو اس میں صحیح اور معتمد قول یہ ہے کہ تکبیہ تحریمہ شرط صلوۃ ہے نہ کہ رکن صلوۃ۔ اسی قول کو صاحب بدائع الصنائع نے محققین کی طرف اور صاحب غایۃ البیان نے عام مشائخ کی طرف منسوب کیا ہے اور یہی اصح قول ہے۔ کما فی البحر الرائق:۔ ثم اختلفوا ا ھل ھی شرط اورکنه ففی الحاوی ھی شرط فی اصح الروایتین و جعله فی البدائع قول المحقیقین من مشائخنا وفی غایة البیان قول عامة المشائخ وھو الا صح [ص ۲۹۱ ج ۱]

اور اسی وجہ سے فرض نماز کی تحریمہ سے نفل پڑھنا جائز ہوتا ہے بخلاف اس کے عکس کے

(پس وہ ناجائز ہوگا)۔

((کما ایضا فی البحر:۔ وثمرة الا ختلاف تظهرفی بناء النفل علی تحریمة الفرض فیجوز عند القائلین بالشرطیة ولایجوز عند القائلین با لر کنیة)) [ص۲۹۱ج۱]

فرائض مختلف فیھا

اورمختلف فیہما فرائض یہ ہیں:۔(۱) خروج بصنع المصلی (یعنی مصلی کا قصداً اپنے منافی صلوۃ فعل کے ذریعہ نماز سے نکلنا)۔امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک فرض ہے' بخلاف امام ابو یوسفؒ اورامام محمدؒ کے (پس ان کے نزدیک یہ فرض نہیں ہے)(۲) تعدیل ارکان اور مطلب اس کا اطمینان حاصل کرنا ادائے ارکان کے وقت (رکنا بعد رکن اور تمام اعضاء سے اضطراب کا دور ہونا اوراس کی اقل مقدار ایک تسبیح کا اندازہ ہے۔پس یہ امام ابو یوسفؒ اورائمہ ثلاثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے' بخلاف امام اعظم ابوحنیفہؒ اورامام محمدؒ وغیرھما کے)(ان کے نزدیک فرض نہیں ہے)۔

((کما فی الکبری:۔ اما الخروج من الصلوة لصنعه ای بالفعل الناشی من المصلی ففرض عند ابی حنیفهؒ خلافاً لهما الخ (وبعد) و تعدیل الارکان وهو الطمانینة وزوال الاضطراب من جمیع الا عضاء واقله قدر تسبیحة فرض عند ابی یوسف وائمته الثلاثة)) [ص۲۵۶]

الغرض متفق علیہا فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی قصداً یا سہواً فوت ہو جائے تو فرضیت صلوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ نماز ذمہ فرض رہے گی۔اور مختلف فیہا خصوصاً تعدیل ارکان اگر قصداً فوت ہوئی تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اوراگر سہواً ایسا ہوا ہےتو سجدہ سہو لازم ہوگا۔اس لیے تمام فرائض صلوٰۃ کو باہتمام ادا کرنا ضروری ہے' تا آنکہ نماز میں کسی قسم کا نقصان واقع نہ ہو۔[والتفصیل فی کتب الفقہ]واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تعداد رکعات اور طریقۂ نماز

فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہے اور ظہر' عصر' عشاء کے وقت چار چار رکعتیں جمعہ کے دن بجائے ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ مغرب کے وقت تین رکعت۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکال کر کانوں تک اٹھائے' اس طرح کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو سے مل جائیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں' انگلیاں نا تو بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی' ایسی حالت میں جس نماز کو پڑھنا چاہیے' اس کی نیت دل میں کر لے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے (تو بہتر ہے) اور نیت عربی زبان میں کہنا کچھ ضروری نہیں بلکہ جس زبان میں بھی کرے اس طرح سے کرے کہ ''میں نے یہ نیت کی دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت میں پڑھوں۔'' ہر نماز کی اسی طرح سے اس نیت کے ساتھ ہی ''اللہ اکبر'' کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے' اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور بائیں کلائی کو داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا لے پھر فوراً یہ دعا پڑھے ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ'' اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھ کر خاموش رہے۔ اور اگر امام قراءت شروع کر چکا ہو تو اس دعا کو بھی نہ پڑھے بلکہ اَللّٰهُ اَكْبَر کے بعد ہی خاموش رہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر سورہ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھے اور جب سورہ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہیں اور اگر کسی ایسے وقت کی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہیں' آمین کے الف کو بڑھا کر کہنا چاہیے' اس کے بعد کوئی سورت قرآن کریم کی پڑھے' اگر سفر کی حالت میں ہو یا کوئی ضرورت ہو تو اختیار ہے کہ جو سورت چاہے اور اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے اور فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیے' باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئے' ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ (علم الفقہ

ص ۳۵ ج ۲]

مسئلہ: سورہ فاتحہ اور سورت کے درمیان میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا چاہیے۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۱۷۶ جلد اول]

مسئلہ: سبحانك اللهم سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ ثناء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۰۹ جلد ۳]

مسئلہ: عصر و عشاء کی نماز میں (وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ) [پارہ ۳۰ سورہ طارق] اور (لم یکن) [پارہ ۳۰ سورۃ البینۃ] اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ مغرب کی نماز میں (اذا زلزلت) [پارہ ۳۰ سورۃ الزلزال] سے آخر تک

اگر یاد ہوں تو یہ سورتیں پڑھیں ورنہ جو بھی یاد ہو وہ پڑھ لیں۔ [رفعت قاسمی]

سورت پڑھنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکوع کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور رکوع میں اچھی طرح پہنچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں، ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور سر اور سرین (کولھے) برابر ہوں، ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو، پیر کی پنڈلیاں سیدھی ہوں، خمدار (ٹیڑھی) نہ ہوں، رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' کہنا چاہیے، پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور امام صرف ''سمع الله لمن حمده'' کہے اور مقتدی صرف ''ربنا لك الحمد'' اور منفرد (تنہا پڑھنے والا) دونوں کہے، پھر تکبیر کہتا ہوا اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے تکبیر اور سجدہ کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور سجدہ میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

[علم الفقہ ص ۳۵ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۴۱۳ ج ۱ و در مختار ص ۹۶ جلد اول و فتاوی رحیمیہ ص ۳۰۲ جلد ۴]

سجدہ کرنے کا طریقہ

سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو (اٹھتے وقت اس کے برعکس اٹھے) اور منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہیے، اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا چاہیے اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بغل سے جدا ہو، پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ

درمیان سے نکل سکے۔ (یعنی جہاں تک بھی بلاتکلف زمین سے اونچا اٹھ سکے اٹھائے) سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہے پھر سجدہ سے اٹھ کر اچھی طرح بیٹھ جائے کہ داہنا پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بائیں پیر کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے' اس طرح کہ انگلیاں پھیلی ہوئی ہوں' رخ ان کا قبلہ کی طرف ہو' نہ بہت کشادہ ہوں' نہ بالکل ملی ہوئی' سرے ان کے گھٹنے کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی دعا نہ پڑھے۔

سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے' پھر ناک پھر ہاتھ' اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد دوسرا سجدہ اسی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا' دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً کھڑا ہو جائے کھڑے ہوتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے' پھر ناک' پھر ہاتھ' پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو' ہاتھوں کو زمین سے سہارا دیتے ہوئے (بلا عذر) نہ کھڑا ہو' اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ الخ کہہ کر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے اور اسی طرح کوئی دوسری سورت ملا کر اور اسی طرح (پہلی رکعت کی طرح) رکوع' قومہ' دونوں سجدے کیے جائیں' دوسرے سجدہ کے بعد اسی طرح بیٹھ کر جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا' یہ دعا پڑھے:۔

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ))

لا الہ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو بند کر کے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے اور الا اللہ کہتے وقت کلمہ کی انگلی جھکا دے پھر جتنی دیر بیٹھے انگلیاں اسی حالت میں رہیں اور اگر دو رکعتوں والی نماز ہو تو التحیات کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

یہ درود پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ))

اس کے بعد نماز ختم کر دے' اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ (اگر امام ہو تو) اس سلام میں کراماً کاتبین' فرشتوں کی اور ان لوگوں کی نیت کی جائے جو نماز میں شریک ہوں۔

[علم الفقہ ص ۳۶ جلد ۲' ہدایہ ص ۶۴ جلد اول' کبیری ص ۳۰۰' شرح نقایہ ص ۷۲' کتاب الفقہ ص ۴۱۳ جلد اول]

مسئلہ: اگر عذر کی وجہ سے قعدہ میں مسنون طریقہ سے نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بن پڑے بیٹھے اور کوشش کرے کہ ہیئت مسنونہ کے قریب تر ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۱ ج ۱]

دو رکعت سے زائد رکعت کا طریقہ

اور اگر دو رکعت والی نماز نہ ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات اخیر تک پڑھ کر فوراً کھڑا ہو جائے باقی تین رکعت بھی اسی طرح پڑھے مگر ان رکعتوں میں بسم اللہ پڑھنے کے بعد صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور دوسری سورت نہ ملائے' اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت میں' ورنہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھ کر اسی طرح التحیات اور درود وغیرہ پڑھ کر اس کے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کر دے۔

فجر' مغرب' عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور سب تکبریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد (تنہا پڑھنے والے) کو اختیار ہے۔ اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں آہستہ کہے۔

مسئلہ: نماز کی حالت میں ادھر ادھر نہ دیکھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کے مقام پر نظر جمائے رکھے اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر اور سجدوں میں ناک اور بیٹھنے کی حالت میں زانو پر' نماز کی حالت میں آنکھوں کو کھلا رکھے' بند نہ کرے' ہاں اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز میں دل زیادہ لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ [علم الفقہ ص ۳۷ جلد ۲]

نماز ختم کرنے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور اگر امام ہو تو مقتدیوں کے لیے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہیں اور دعا کے بعد

دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر' مغرب' عشاء' ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جائے' اس کے بعد دعا مانگے' بشرطیکہ کوئی مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہوں) اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنت نہ ہو' ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ۔ آیت الکرسی' چاروں قل' ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ [مراقی الفلاح' درمختار' شامی وغیرہ' علم الفقہ ص ۳۷ جلد ۲ و کبیری ص ۳۰۰' ہدایہ ص ۶۴ ج ۱' شرح نقایہ ص ۷۲' ج ۱' ترمذی ص ۴۰۸' مستدرک حاکم ۵۶۰' بہشتی زیور ص ۳۲ جلد ۱۱ مراقی الفلاح ص ۱۸]

مسئلہ: نماز (فجر و عصر) کے بعد تسبیحات کا انگلیوں پر گننا (شمار کرنا) نہ صرف جائز ہے بلکہ حدیث شریف میں تسبیحات کو انگلیوں پر گننے کا حکم آیا ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۷۸ ج ۳]

مسئلہ: مردوں کیلئے ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں طریقے حدیث سے ثابت ہیں۔ حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۸۳ جلد ۲ بحوالہ غنیۃ المستملی ص ۲۹۴]

تشہد میں انگلی کس لفظ پر گرائے؟

مسئلہ: تشہد یعنی نماز میں کلمہ کی انگلی صرف دائیں ہاتھ کی ہلائی جاسکتی ہے اگر کسی کی وہ انگلی کٹی ہوئی ہو یا اس میں کوئی مرض ہو تو اس کے بجائے دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ کی کسی اور انگلی سے تشہد (التحیات) کے دوران اشارہ نہ کیا جائے۔ اشارہ کا طریقہ یہ ہے کہ تشہد میں اس وقت کلمہ کی انگلی کو اٹھایا جائے جب غیر اللہ کی الوہیت کی نفی کرنے والے الفاظ ''لا الہ'' کہے جائیں اور جب ''الا اللہ'' کہا جائے تو انگلی جھکالی جائے گویا انگلی کا اٹھانا (غیر اللہ کی) الوہیت سے انکار اور اس کا جھکالینا اللہ کی الوہیت کے اقرار کی علامت ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۱۸ جلد اول' فتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۲ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۷۴ جلد ۲ و فتاویٰ محمودیہ ص ۶۸ جلد ۱۳]

مسئلہ: اور نماز کے ختم تک ایسے ہی رہنے دے۔ [نماز مسنون ص ۳۸۹]

نماز میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ

مسئلہ: سلام پھیرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب اور پھر بائیں جانب سلام پھیرا جائے اور اتنا مڑ جائے کہ دائیں اور بائیں رخسار (کلا پیچھے کی جانب) دکھائی دے جائیں۔ اگر بھولے سے بائیں جانب سلام پھیر لیا تو اب صرف دائیں طرف سلام پھیرا جائے، بائیں طرف سلام دوبارہ نہ پھیرا جائے۔ ہاں اگر منہ کو سامنے رکھے ہوئے سلام پھیرا تو اب دائیں اور بائیں جانب مڑ کر سلام پھیرنا چاہیے۔ اور سنت یہ ہے کہ "السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہا جائے اور یہ کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے کی بہ نسبت ہلکی ہو۔ پھر اگر امام ہو تو ضمیر مخاطب سے (جو السلام علیکم میں ہے) نماز پڑھنے والے مسلمانوں اور جنوں اور فرشتوں کا ارادہ کیا جائے۔ اگر مقتدی ہو تو اپنے امام اور نمازیوں کی نیت (سلام میں) کرے۔ اور اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو حفاظت کرنے والے فرشتوں کی نیت کرنا چاہیے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۱۹ جلد اول]

مسئلہ: نماز کے سلام میں "ورحمتہ اللہ" کے بعد "وبرکاتہ" کا اضافہ متروک العمل ہے۔
[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۹ جلد ۴، در مختار ص ۴۹۸ جلد اول]

مسئلہ: بلا عذر شرعی مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اگرچہ نماز ہو جائیگی مگر مکروہ ہوگی اس کو چاہئے کہ امام کے ساتھ نماز پوری کرلے اور امام کے ساتھ دوبارہ سلام پھیرے۔
[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۳ جلد ۴]

مسئلہ: علماء با آواز بلند کلمہ طیبہ کو نماز کے بعد بکیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا، اس لیے اوروں کو جہر مفرط کرنے سے روکا جاتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ بلند آواز سے نہ پڑھا جائے جس میں دیگر نمازیوں اور ذاکرین کو اذیت ہو۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۷ ج ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۱۸ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۹ جلد ۷]

مسئلہ: ہلکی آواز سے فرضوں کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنا جائز ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۹ جلد ۲ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۸۸ جلد اول]

عورتیں نماز کیسے پڑھیں؟

عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیے جن کی

تفصیل یہ ہے۔

۱ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہیے (مونڈھوں تک) اگر سردی کا زمانہ نہ ہو اور عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔

۲ تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔

۳ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنی چاہیے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

۴ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین (کولھے) اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر جھکنا نہ چاہیے بلکہ صرف اسی قدر جس میں اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملا کر۔

۶ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

۸ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹ مردوں کو سجدوں میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے عورتوں کو نہیں یعنی پاؤں کھڑا نہ کریں بلکہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور خوب سمٹ کر سجدہ کریں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر قبلہ رخ رکھیں۔

۱۰ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے۔ اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین (کولھے) کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور داہنی

پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

۱۱ عورتوں کو کسی وقت قراءت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲' امداد الاحکام ص ۴۶۸' ج اہدایہ ص ۷۰ جلد ۱ شرح نقایہ ص ۸۰ کبیر ۳۳۳' فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۴ جلد ۷]

۱۲ اذان و اقامت عورتوں کے حق میں مسنون نہیں۔ [نماز مسنون ص ۱۷۱' ۳' فتاویٰ عزیزی ص ۴۴۸ آپ کے مسائل ص ۳۰۵ جلد ۳]

مسئلہ: عوام میں مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز مسجد میں ختم نہ ہو جائے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز نہ پڑھیں' یہ محض بے اصل اور غلط ہے۔ [حسن العزیز ص ۱۲۸ جلد ۴]

عورت بوقت ولادت نماز کیسے پڑھے؟

مسئلہ: عورت حالت دردزہ میں جب کہ ہوش و حواس درست ہوں اور بظاہر بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو مگر رطوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا وقت ہو تو ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضوء کرے' اگر ہو سکے ورنہ تیمّم کر کے نماز ادا کرے اور خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ خون استحاضہ ہے' مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۱ جلد ۴ بحوالہ غنیہ ص ۳۶۵]

(مقصد یہ ہے کہ خون نفاس کے نکلنے تک عورت پر نماز فرض ہے' اگر نہیں پڑھے گی تو بعد میں قضاء واجب ہوگی۔ نماز کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مہندی لگا کر نماز پڑھنا؟

مسئلہ: ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے ترک سنن واجب آتا ہے اس لیے مکروہ ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۵ ج ۴]

(چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا ہوا رکھنا مسنون ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند]

لوپ کی حالت میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ: حامداً و مصلیاً لوپ اگر پاک ہے اور علاج کے لیے عورت نے (شرمگاہ میں) لگا رکھا ہے تو ایسی حالت میں نماز، تلاوت وغیرہ کچھ بھی ممنوع نہیں ہے، سب درست ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ جلد ۱۳]

مسئلہ: بیماری کی حالت میں عورتوں کو رحم (شرمگاہ) میں جو دوا اندر رکھنی پڑتی ہے اسی حالت میں نماز پڑھ لے قضاء نہ کرے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۸۹ جلد ۷]

لیکوریا کی مریض عورت کی نماز کا حکم

مسئلہ: اس مرض میں خارج ہونے والا پانی ناپاک ہوتا ہے جو کپڑا اس سے آلودہ ہو جائے اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔ البتہ کپڑے کے ناپاک حصہ کو دھو کر پاک کر لیا جائے تو اس میں نماز درست ہے۔

پس جن عورتوں کو ایام سے پاک ہونے کے بعد لیکوریا کی اتنی شدت ہو کہ وہ پورے وقت کے اندر طہارت (پاکی) کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتیں، ان پر معذور کا حکم جاری ہوگا اور ان کو ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کر لینا کافی ہوگا، لیکن اگر اتنی شدت نہ ہو تو وہ معذور نہیں۔ اگر وضو کے بعد نماز سے پہلے یا نماز کے اندر پانی خارج ہو جائے تو ان کو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۳۱ جلد ۲]

مسئلہ: ناخن پالش اور لپ اسٹک اگر بدن تک پانی نہ پہنچنے دے تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہیں ہوئی۔ [آپ کے مسائل ص ۵۷ جلد ۲]

عورتوں کی نماز سے متعلق مسائل

مسئلہ: عورت کا جوان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے۔ ورنہ عورتوں پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔

مسئلہ: جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے، ان سے نماز نہیں

ہوتی۔ نماز کے لیے دوپٹہ بھی موٹا استعمال کرنا چاہیے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۷ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۹ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۲۷۴ جلد اول]

مسئلہ: عورتیں لباس ایسا پہنیں جس میں بدن نہ کھلتا ہو' اگر بدن پورا ڈھکا ہوا ہو تو نماز ساڑھی میں بھی ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۸ جلد ۳ فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۳۷۴ جلد ۱]

مسئلہ: عورت کا نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۸ جلد ۳]

مسئلہ: وقت ہو جانے کے بعد عورتوں کے لیے اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے عورتوں کو اذان کا انتظار کرنا ضروری نہیں' البتہ اگر وقت کا پتہ نہ چلے تو اذان کا انتظار کریں۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۹ جلد ۳]

مسئلہ: بیوی شوہر کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتی ہے مگر برابر میں کھڑی نہ ہو' بلکہ پیچھے کھڑی ہو۔

[آپ کے مسائل ص ۳۰۰ جلد ۳]

مسئلہ: عورت اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھے تو اس کے لیے بھی اتنی ہی رکعتیں ہیں جتنی مردوں کے لیے یعنی پہلے چار سنتیں' پھر دو فرض (جماعت کے ساتھ) پھر چار سنتیں مؤکدہ' پھر دو سنتیں غیر مؤکدہ' عورتوں پر جمعہ فرض نہیں' اس لیے اگر وہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں تو عام دنوں کی طرح ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ نیز عورتوں پر جمعہ' جماعت اور عیدین کی نماز ذمہ نہیں ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۱ جلد ۳]

مسئلہ: عورت کو خاص ایام (حیض و نفاس کے دوران) میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں لیکن تسبیح پڑھ سکتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۴ جلدی ۳]

مسئلہ: عورتوں کا بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۲ ج ۱]

مسئلہ: عورت مردوں کی امامت نہ کرے۔

مسئلہ: عورتیں اگر جماعت کرائیں تو جو عورت امام ہو وہ آگے بڑھ کر نہ کھڑی ہو بلکہ صف کے بیچ میں کھڑی ہو۔

مسئلہ: فتنہ وفساد کی وجہ سے عورتوں کا مسجد میں جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔
مسئلہ: عورت اگر جماعت میں شریک ہو تو مردوں اور بچوں سے پچھلی صف میں کھڑی ہو۔
مسئلہ: عورتوں پر ایام تشریق یعنی عیدالاضحیٰ کے زمانہ میں فرض نمازوں کے بعد کی تکبیرات تشریق واجب نہیں' البتہ اگر کوئی عورت جماعت میں شریک ہوئی ہو تو امام کی متابعت کی وجہ سے اس پر بھی واجب ہے مگر بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔ (کیونکہ اس کی آواز بھی ستر ہے یعنی آواز کا بھی پردہ ہے)
مسئلہ: عورتوں کو فجر کی نماز جلدی یعنی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور تمام نمازیں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔
مسئلہ: عورتوں کو نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنے کی اجازت نہیں' نماز خواہ جہری ہو یا سری' ان کو ہر حال میں آہستہ قراءت کرنی چاہیے۔
مسئلہ: عورت اذان نہیں دے سکتی۔
مسئلہ: عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے۔ اور اگر گھر میں کوئی جگہ نماز کے لیے مخصوص نہ ہو تو اعتکاف کے لیے کسی جگہ کو مقرر کر لے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۷ ج ۳]
مسئلہ: عورتوں کے حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے۔ (جلسہ وسجدہ میں)
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۴ جلد ۲ وشامی ص ۴۷۱ جلد اول]
مسئلہ: مرد وعورت کے اعضاء ستر (جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے) میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ اگر نماز کے اندر تین تسبیح کی مقدار تلاوت تک کھلا رہ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی' اگر فوراً ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں۔ [کبیری ص ۲۶۷]
مسئلہ: نماز میں اگر عورت کے سر کا ربع (چوتھائی) حصہ کھلا ہوا ہوگا تو نماز جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح عورت کے سر کے نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا چوتھائی حصہ کھلا ہوا ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوگی۔
[نماز مسنون ص ۲۶۷]
مسئلہ: عورت نماز میں اگر ایسا باریک کپڑا پہنے جس سے بدن یا بالوں کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آئے تو نماز نہیں ہوگی۔ [نماز مسنون ص ۲۶۸ بحوالہ بیہقی ص ۲۳۵ جلد ۲]
مسئلہ: اگر بچے کے جسم یا کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہے اور وہ بچہ نمازی کی گود میں آ جائے تو

نماز فاسد ہو جائے گی۔[فتح الملہم ص ۱۴۰]

مسئلہ: عورت نے نماز میں بچے کو اٹھایا' بچے نے عورت کے پستان کو چوسا اور اس سے دودھ نکلا تو ایسی صورت میں اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[کبیری ص ۴۴۳ جلد اول' فتح الملہم ص ۱۴۱]

مسئلہ: عورتوں کے لیے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں کی ظہر و بطن (اوپر نیچے کا حصہ) نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں۔ (اس کے کھلے رہنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا)

[فتاوٰی دارالعلوم ص ۱۴۳ جلد ۲]

مسئلہ: عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو سجدہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہیے' مردوں کی طرح کھل کر نہیں کرنا چاہیے۔[فتاوٰی دارالعلوم ص ۲۰۹ جلد ۲]

مسئلہ: عورت اگر نماز میں مرد کے ساتھ محاذات (برابر) میں آ جائے اور عورت ہو بھی بالغ خواہ محرم ہی کیوں نہ ہو' اور دونوں ایک ہی نماز تحریمہ میں شریک ہوں' درمیان میں کوئی حائل بھی نہ ہو اور عورت جنون' حیض و نفاس والی بھی نہ ہوں' اور ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار میں محاذات ہو' دونوں ایک ہی امام کے مقتدی ہوں' اور امام نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہے' یا عورت مقتدی ہو اور مرد نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[ہدایہ ص ۹۷ جلد اول' شرح نقایہ ص ۸۹ ج ۱' شرح وقایہ ص ۱۵۴ ج ۱' نماز مسنون ص ۴۹۰]

مسئلہ: مسجد میں جماعت ہو گئی یا شرعی عذر کی وجہ سے مسجد میں جا نہ سکے تو گھر میں بیوی' والدہ' بہن وغیرہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے۔ ایک عورت ہو تو تب بھی پیچھے کھڑی رہے' مرد کی طرح برابر میں کھڑی ہو گی تو نماز نہ ہو گی۔[فتاوٰی رحیمیہ ص ۲۰ ج ۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۶ جلد ۱]

مسئلہ: بعض عورتیں نماز پڑھنے کے بعد جائے نماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا' اس میں کسی بات کی بھی اصل نہیں ہے۔[اغلاط العوام ص ۵۶]

مسئلہ: عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھیں۔ یہ غلط ہے (جب وقت ہو جائے نماز پڑھ لیں)[اغلاط العوام ص ۵۶]

مسئلہ: درمختار میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ (پیار) نماز میں لیا' یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے (نماز میں شامل ہوئے بغیر) اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو' عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی' اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا

بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی' اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہو گی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۵۵ جلد۴ بحوالہ در مختار ص ۵۸۷ جلد اول]

مسئلہ: بعض عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں' یا کھڑی ہو کر شروع کرتی ہیں مگر دوسری رکعت میں (بلا وجہ) بیٹھ جاتی ہیں' یاد رکھنا چاہیے کہ فرض اور واجب بلکہ سنت موکدہ میں قیام (نماز میں کھڑے ہونا) فرض ہے' (بلا وجہ بغیر مجبوری کے) بیٹھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔

[احسن الفتاویٰ ص ۳۱ جلد ۳]

نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو جانا؟

وہ عورت جس پر انسانی نفس مائل ہوتا ہے جماعت میں مرد کے برابر آ جائے یا اس کے آگے ہو' یعنی مرد کی پنڈلیوں یا ٹخنوں کے برابر میں ہو (اگر پنڈلی اور ٹخنے کے پیچھے ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی) تو نماز باطل ہو جائے گی بشرطیکہ یہ شرطیں پائی جائیں۔ [کتاب الفقہ ص ۶۸۲ جلد اول]

مسئلہ: عورت کا مرد کے کسی عضو کے محاذی کھڑا ہونا ان شرطوں سے ہے:

1. عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو' اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔
2. دونوں نماز میں ہوں' اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہیں تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہو گی۔
3. کوئی حائل درمیان میں نہ ہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی' اور اگر درمیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہاں کھڑا ہو سکے تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائے گی۔
4. عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں' اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہو گی اس لیے کہ ان صورتوں میں وہ نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔
5. نماز [illegible]ے کی نہ ہو جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔
6. محاذات [illegible] ایک [illegible] رکن کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں مثلاً اتنی

دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہوسکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔

۷ تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتداء کی ہو یا دونوں نے کسی تیسرے کی اقتداء کی ہو۔

۸ ادا دونوں کی ایک ہی قسم کی ہو۔ یعنی بحالت اقتداء نماز ادا کر رہے ہوں۔ اگر ایک بحالت اقتداء کرتا ہو دوسرا بحالت انفراد یا دونوں بحالت انفراد محاذات مفسد نہ ہوگی۔ مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا لاحق یا دونوں مسبوق ہوں اس لیے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔

۹ مکان دونوں کا ایک ہو اگر ایک کسی مکان میں ہو دوسرا دوسرے مکان میں تب بھی محاذات مفسد نہیں' مثلاً ایک مسجد میں ہو دوسرا مسجد کے باہر۔

۱۰ دونوں ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہوں' اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہر شخص نے اپنے غالب گمان پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہوتی ہو اور ہر شخص مختلف جہت کی طرف نماز پڑھتا ہو۔

۱۱ امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی' بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

سجدہ اور رکوع سے متعلق

مسئلہ: اگر تمام سجدے میں دونوں قدم (پیر) زمین سے بالکل اٹھے رہے تو سجدہ نہ ہوگا۔ اور جب سجدہ نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ کم از کم ایک انگلی کسی وقت سجدہ میں زمین میں ٹھہر جائے' یہ نہیں کہ اگر قدمین (دونوں پاؤں) زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لیے تو اس میں بھی نماز نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں بالکل (پورے سجدہ میں) اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۵ جلد ۴ بحوالہ بحر الرائق ص ۳۳۶ جلد اول]

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت ہے، دونوں پاؤں زمین سے لگانا واجب ہے اور بلا عذر ایک (بھی) پاؤں کا اٹھائے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ دونوں میں سے ایک پاؤں کا کچھ حصہ زمین سے لگانا فرض ہے، خواہ ایک ہی انگلی لگائی جائے، فرض ادا ہو جائے گا۔ اور اگر دونوں پاؤں زمین سے بلا عذر اٹھائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ انگلی زمین سے لگانے کی شرط یہ ہے کہ فقط ناخن زمین سے نہ چھوئے بلکہ انگلی کے سرے کا گوشت بھی زمین سے چھو جائے یعنی انگلی زمین پر مڑ جائے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۶ جلد ۳، فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۳ جلد ۲، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۶ جلد ۲ و ص ۲۷۰ جلد ۱۰، جوہرہ نیرہ ص ۵۲ عالمگیری ص ۱۰۱ ج ۱، شامی ص ۳۳۳ ج ۱]

مسئلہ: سجدہ میں صرف انگوٹھا زمین پر رکھنے پر اکتفاء کرنا اور دوسری انگلیوں کو اٹھائے رکھنا خلاف سنت ہے، اس لیے مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں انگلیاں زمین پر لگی رہیں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۴ ج ۴ و شامی ص ۴۱۶ جلد ۱ و فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۴ جلد ۴]

مسئلہ: چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں قیام کی حالت میں رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم و بیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۳ جلد ۲ ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد اول]

مسئلہ: رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے، یعنی رکوع سے اٹھکر سیدھے کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ: نیز پہلے سجدے سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے، پھر دوسرا سجدہ کرے، ورنہ نماز لوٹانی پڑے گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۵ جلد ۲ ردالمحتار ص ۴۲۴ جلد ۱]

مسئلہ: جو شخص ﴿سبحان ربی العظیم﴾ کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے یعنی ﴿سبحان رب العجیم﴾ پڑھے تو وہ (ظ کے) تلفظ کے صحیح ہونے تک ﴿ربی الکریم﴾ پڑھ سکتا ہے۔

[فتاوے دارالعلوم ص ۱۷۱ جلد ۲]

مسئلہ: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا فرض ہے مگر ضرورت کے وقت ایک پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنے سے نماز ادا نہ ہوگی اور پیشانی پر اکتفا (بلا ضرورت) مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر پیشانی اور ناک دونوں مجروح ہوں تو ایسا شخص سجدہ اشارہ سے کرسکتا ہے۔

[عالمگیری ص ۷۳ جلد اول' کبیری ص ۲۸۳' نماز مسنون ص ۳۶۷]

مسئلہ: سجدہ کرتے وقت سات اعضاء کو زمین پر ٹکائے' دونوں گھٹنے' دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں اور پیشانی بمع ناک۔ [ہدایہ ص ۷۰ جلد ا' شرح نقایہ ص ۷۸ ج ا' کبیری ص ۳۲۱]

مسئلہ: سجدہ میں پیشانی اور ناک کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔

[ہدایہ ص ۷۰ جلد ا' کبیری ص ۳۲۱' نقایہ ص ۷۸]

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں بازوؤں اور کہنیوں کو زمین پر نہ لگائے۔

[ہدایہ ص ۷۰ ج ا' نقایہ ص ۷۸ جلد اول]

مسئلہ: رکوع و سجود ٹھیک طریقہ سے اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

[بخاری شریف ص ۱۰۹ جلد اول]

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرے' اور بازوؤں کو پہلوؤں (پسلیوں) سے دور رکھے اور سر کو رانوں سے دور رکھے۔ [ہدایہ ص ۷۰' نقایہ ص ۷۸ ج ا] (جماعت میں بازوؤں کو ملا کر) اور رکوع اور سجدہ میں پشت کو سیدھا رکھے۔ [نقایہ ص ۷۸ ج ا]

مسئلہ: جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھنا) اچھی طرح نہ کیا تو دو سجدے ادا نہ ہوں گے۔ [ہدایہ ص ۷۰ جلد اول' کبیری ص ۳۲۲]

مسئلہ: سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر زمین پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف رہیں' رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر کشادہ کر کے گھٹنے پکڑنا مسنون ہے' ان دونوں حالتوں کے علاوہ انگلیوں کو حسب عادت رکھے' نہ کھولے نہ بند کرے۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۱۸۳ جلد اول و شامی ص ۴۶۵ جلد ا]

مسئلہ: سجدہ سے اٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر کو اٹھائے' پھر ہاتھوں کو' پھر گھٹنوں کو' اور ہاتھوں کو زمین پر لگائے بغیر سیدھا کھڑا ہو جائے' بغیر عذر کے زمین کا سہارا نہ لے۔ [شرح نقایہ ص ۷۹]

مسئلہ: تکبیرات میں مقتدی کو توقف کرنا چاہیے تاکہ مقتدی کی تکبیر وغیرہ امام کی تکبیر وغیرہ سے پہلے نہ ہو جائے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۳۶۶ جلد ۳ بحوالہ مشکوۃ ص ۹۸ جلد ا]

مسئلہ: امام کے لیے بہتر یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح پانچ پانچ مرتبہ کہے' اگر تین بار کہے تو

اس طرح کہے کہ تسبیح مقتدیوں کو بخوبی تین تین بار پڑھنے کا موقع مل جائے۔
[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۳ جلد۴ بحوالہ شامی ص ۴۶۱ جلد اول]
تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے بھی پانچ پانچ مرتبہ تسبیح پڑھنا افضل ہے۔
[مسائل سجدہ سہو ص ۸۱]
مسئلہ: اگر مقتدی نے رکوع کی تسبیح یا سجدہ کی تسبیح تین مرتبہ پوری نہیں پڑھی تھی کہ امام اٹھ گیا تو چونکہ مقتدی کے لیے امام کی تابعداری واجب ہے اس لیے امام کے ساتھ مقتدی کو بھی سر اٹھا لینا چاہیے۔ تسبیحات کی تعداد پوری کرنے کی غرض سے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔
[مسائل سجدہ سہو ص ۸۰ بحوالہ شامی]
مسئلہ: بہتر ہے کہ نوافل میں ((ربنا لك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه)) رکوع سے اٹھتے وقت یہ ادعیہ اگرچہ فرائض میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، لیکن فرائض میں چونکہ تخفیف زیادہ مناسب ہے (امام کے لیے) اس لیے نوافل میں ادعیہ کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔
[نماز مسنون ص ۳۵۶ بحوالہ مسلم شریف ص ۱۹۱ جلد ۱]
مسئلہ: رکوع میں کم از کم تین بار ﴿سبحان ربي العظيم﴾ پڑھنا سنت کامل کا ادنیٰ درجہ ہے۔ [نماز مسنون ص ۳۵۴، ہدایہ ص ۶۸، شرح نقایہ ص ۷۶ ج ۱ کبیری ص ۳۱۶]
مسئلہ: رکوع سے سیدھا کھڑا ہو پورے اطمینان کے ساتھ۔ اس کو قومہ کہتے ہیں یہ واجب ہے۔ [فتح القدیر ص ۲۱۲ جلد اول]
مسئلہ: جو رکوع میں شریک ہو اس سے ثناء ﴿سبحانك اللهم الخ﴾ ساقط ہوگئی یعنی ثناء نہ پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۷۹ ۳ جلد ۳]
مسئلہ: جماعت میں امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد اگر کوئی شریک ہو تو اس کو ثناء نہ پڑھنی چاہیے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۹ جلدی ۳ رد المختار ص ۴۵۶ ج ۱]
مسئلہ: مقتدی نماز میں اول سے شریک ہو اور کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہو گیا تو اس مقتدی کو ضروری ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے، کھڑے ہو کر رکوع کر کے سجدہ سہو کر لے اس وقت نماز ہو جائے گی [امام کے سلام کے بعد رکوع کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۶۰ جلد ۴]

مسئلہ: جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی' ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار نہ ہوگا۔ [علم الفقہ ص۱۰۰ ج۲]

مسئلہ: تین مرتبہ تسبیح رکوع وسجود سے سنت تسبیح ادا ہو جاتی ہے' اور فرائض میں (امام کے لیے) تخفیف کا حکم ہے' اس لیے برعایت مقتدیاں زیادہ تطویل نہ کرنی چاہیے' لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے اور ﴿سمع الله لمن حمده﴾ کے بعد ﴿ربنا لك الحمد﴾ کہنا بھی مستحب ہے' اسی طرح جلسہ میں ﴿رب اغفرلی﴾ الخ کہنا بھی مستحسن ہے' لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں (امام) تخفیف کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۱۵۷ جلد۲ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۱۰۱ جلد اول]

مسئلہ: سجدہ شکر نعمت حاصل ہونے پر مستحب ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۲ جلد۲' رد المحتار ص۷۳۱ جلد اول]

مسئلہ: حنیفہؒ کے نزدیک آمین کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر ایک دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر (زور سے) نہیں ہے وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۱۶۲ جلد۲ بحوالہ رد المحتار ص۴۹۸ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی عذر نہ ہو تو سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے رکھے' پھر دونوں ہاتھ رکھے یہ سنت طریقہ ہے' بلا عذر اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے' البتہ اگر عذر ہو جیسے بڑھاپا ہو یا بدن بھاری ہو گیا ہو اور پہلے گھٹنے رکھنے میں تکلیف ہو تو اس صورت میں پہلے ہاتھ رکھنے میں مضائقہ نہیں۔

[مراقی الفلاح مع طحطاوی ص۱۵۴]

مسئلہ: سجدہ میں جاتے وقت زمین پر وہ اعضاء رکھے جو زمین سے قریب ہیں پھر اس کے بعد والے علی الترتیب رکھے' پس پہلے دونوں گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے اور پیشانی کا اکثر حصہ لگادے' کیونکہ یہ واجب ہے اور اس طرح رکھے کہ اچھی طرح قرار پکڑے' اور یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو' اگر عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے پہلے گھٹنے نہیں رکھ سکتا تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھ لے' اگر عذر کی وجہ سے دونوں ایک ساتھ زمین پر نہیں رکھ سکتا تو دائیں ہاتھ اور گھٹنے کو بائیں پر مقدم کرے۔ [عمدۃ الفقہ ص۱۱۰ جلد۲ وفتاویٰ رحیمیہ ص۲۲۰ ج۷]

مسئلہ: مرد کے لیے سجدہ کا مسنون اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (پسلیوں) سے جدا رکھے' لیکن جماعت کے اندر بازوؤں سے ملا ہوا رکھے (کہ دیگر مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو) کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائے' بلکہ زمین سے اٹھا ہوا رکھے' پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے اور سجدہ

میں دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل رکھے (سینے کے مقابل نہ رکھے) یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل رہیں ہاتھوں کی انگلیاں بالکل ملا کر رکھیں تا کہ سب کے سرے قبلہ رخ رہیں' اور دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی زمین پر اس طرح رکھے کہ ان کے سرے قبلہ رخ رہیں۔ مردوں کا سجدہ کی حالت میں دونوں کہنیاں (بلا عذر) زمین پر بچھانا مکروہ تحریمی ہے۔

[عمدہ الفقہ ص ۱۱۰ جلد ی ۲ وفتاوی رحیمیہ ص ۲۲۰ جلد ۷ و عالمگیری ص ۱۰۲ ج ۱ وشامی ص ۳۳۳ ج او محمود یہ ص ۱۹۸ ج ۱]

مسئلہ: التحیات میں شہادت کی انگلی اٹھانے سے توحید کا اشارہ ہوتا ہے تا کہ جیسا کہ زبان سے ((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) الخ کہا جاتا ہے' جس کا مطلب توحید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال و جوارح سے اس کو ظاہر کیا جائے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۷۱ جلد ۲ بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۳۴ جلد اول]

تکبیرات کا سنت طریقہ

مسئلہ: ایک رکن کے بعد دوسرے رکن میں جانے کے لیے شرعی اذکار کا بے موقع استعمال مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ جب ایک رکن کے بعد دوسرا رکن شروع کیا جائے' اس وقت (شرعی طریقہ سے) اللہ کا نام لیا جائے اور جب وہ انتقال (رکن پورا) ہو تو وہ ذکر بھی (تکبیر وغیرہ) ختم کیا جائے' چنانچہ مثلاً یہ صورت مکروہ ہوگی کہ کوئی شخص رکوع میں جاتے وقت کی تکبیر اس وقت کہے جب رکوع میں پہنچ جائے یا ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ جو رکوع سے اٹھتے وقت کہنا چاہیے پورے طور پر کھڑے ہو جانے کے بعد کہا جائے' حالانکہ حکم کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر وغیرہ (ایک رکن سے دوسرے رکن میں) منتقل ہونے کے درمیانی عرصہ کے اندر ادا کی جائے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۳۷ جلد اول]

مسئلہ: تکبیرات انتقالات کے اندر امام کو حد سے زیادہ جہر یا حد سے زیادہ اخفا (زیادہ بلند یا زیادہ ہلکی آواز) دونوں امر خلاف سنت ہیں۔ [فتاوی دار العلوم ص ۱۴۷ ج ۳]

مسئلہ: تکبیرات میں کامل سنت اسی وقت ادا ہوتی ہے جب کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ شروع کرے اور جیسے ہی دوسرے رکن میں پہنچے تو تکبیر کی آواز

بند ہو جائے۔[کبیری ص ۳۱۳]

مسئلہ: اصح یہ ہے کہ ''اکبر'' کی باء اور راء کے درمیان الف ممالہ زیادہ کر کے ''اکبار'' پڑھے گا تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی اور نماز میں داخل نہ ہوگا۔ اور اگر تکبیر تحریمہ صحیح ادا کی مگر تکبیرات انتقالات (درمیان کی تکبیر) مذکورہ طریقہ سے الف ممالہ کے اضافہ کے ساتھ تکبیر کہے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۴ جلد ۴]

مسئلہ: تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو بغیر چھوڑے ہوئے باندھ لے۔

[امداد الاحکام ص ۴۷۷ جلد اول]

قومہ اور جلسہ کا مسنون طریقہ

سوال: ہمارے امام صاحب رکوع کے بعد قومہ میں سیدھے کھڑے ہوئے بغیر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کے ساتھ ہی ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرْ﴾ کہتے ہیں، درمیان میں ذرا بھی نہیں ٹھہرتے اور نہ سانس توڑتے ہیں، اسی طرح سجدے کے بعد جلسہ کی حالت میں اور یہی حالت سجدے میں جانے اور سجدہ سے اٹھنے کی تکبیرات کی، ان تکبیرات میں وقفہ نہیں کرتے، ان کو دیکھ کر مقتدی بھی ایسا ہی کرتے ہیں، لہٰذا تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

جواب: اس طرح عادت کر لینا غلط ہے، نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور قابل اعادہ ہو جاتی ہے۔ قومہ وجلسہ (رکوع کے بعد صحیح کھڑے ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اچھی طرح بیٹھنا) کو اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

درمختار مع الشامی ص ۴۶۶ جلد اول تا ص ۴۷۲ جلد اول کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو، کیونکہ قومہ سنت ہے، اور اس کو واجب اور فرض بھی کہا گیا ہے پھر زمین کی طرف جھکتے ہوئے ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہے اور دونوں گھٹنے زمین پر رکھے۔ اور ان عبارات میں لفظ ((ثُمَّ)) آیا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ ساتھ ٹھہر ٹھہر کر سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے جھکنا شروع کریں، یہ تکبیر اس وقت ختم ہو جب جھکنا ختم ہو (اور پیشانی زمین پر رکھی جائے) پھر دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھے یعنی اتنی دیر بیٹھے کہ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) کہا جا سکے۔ آنحضرت ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اطمینان سے سیدھے

کھڑے ہوتے' پھر سجدہ میں جاتے' اسی طرح سجدہ کے بعد سر مبارک اٹھا کر برابر سیدھے بیٹھ جاتے' تب دوسرا سجدہ فرماتے تھے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۷۵ جلد اول]

آنحضرت ﷺ کی نماز کے مطابق اپنی نماز ہونی ضروری ہے' کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھ رہے ہو' اسی طرح تم نماز پڑھو۔''

اگر ہم خود اپنی نماز آنحضرت ﷺ کی نماز کے مطابق ادا کرنے کی کوشش نہ کریں اور خلاف سنت نماز پڑھیں تو نماز مقبول نہ ہوگی اور قابل اعادہ ہوگی۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ بدتر اور سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! نماز کس طرح چراتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع و سجود کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا' پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت (سیدھی) نہیں رکھتا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی' جب تک رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے (نہ ٹھہرائے) اور اس کا ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے۔ اسی طرح جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پیٹھ کو درست نہیں کرتا' اس کی نماز پوری نہیں ہوتی ہے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۸۳ ج ۱]

منقول ہے کہ جب بندۂ مومن نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع و سجود کو اچھی طرح بجالاتا ہے اس کی نماز بشاش اور نورانی ہوتی ہے' فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں' اور وہ نماز اپنے نمازی کے لیے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے ''اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی'' اور اگر نماز کو اچھی طرح نہیں ادا کرتا تو وہ نماز سیاہ رہتی ہے اور فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے' اور اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے' اور وہ نماز کہتی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے' جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا۔

[خلاصہ فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۵ جلد ۳ بحوالہ مکتوب نمبر ۶۹ امام ربانی ص ۱۳۸ ج ۲]

مسئلہ: جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئی ہیں اگر چہ وہ ہوگئی ہیں لیکن ان کا اعادہ (لوٹانا) اچھا ہے' فرض اور وتر کا اعادہ کرے' سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۵۶ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۲۴ جلد اول و اغلاط العوام ص ۵۹]

قومہ و جلسہ میں دعا کا حکم

سوال: قومہ اور جلسہ میں امام اور مقتدی دعا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مقتدی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر (قومہ میں) رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ کہہ سکتا ہے' جب کہ وقت مل جائے امام سے پیچھے رہنا لازم نہ آتا ہو' اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ کہے' اور اگر وقت مل جاتا ہو تو وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ بھی کہہ سکتا ہے ممنوع نہیں ہے۔ البتہ امام کے لیے آپ ﷺ کی ہدایت ہے کہ امام کو ہلکی پھلکی ہی نماز پڑھانی چاہیے' کیونکہ جماعت میں مریض اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں' اس کا لحاظ کرتے ہوئے مقتدیوں کے لیے زحمت اور مشقت کا سبب نہ بنے۔ [فتاویٰ ص ۱۰۳ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۴۷۲ جلد اول]

نماز کے بعد دعا زور سے یا آہستہ؟

مسئلہ: فرض نمازوں کے بعد امام اور مقتدی کے مل کر دعا مانگنے کی بڑی فضیلت ہے' اور اس کا مسنون اور افضل طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ آہستہ دعا مانگیں' یہ طریقہ اخلاص سے پر (بھرا ہوا) ہے خشوع و خضوع' عاجزی والا' نیز دل پر اثر انداز' قبولیت کے قریب اور ریا کاری سے دور ہے۔ دعا میں اصل اخفاء (پوشیدہ مانگنا) ہے۔ دعا آہستہ مانگنی چاہیے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا بھی یہی طریقہ تھا۔ ''نِدَآءً خَفِيًّا۔''

نیز حدیث شریف میں ہے:- خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ بہتر دعا خفی (آہستہ) ہے۔ ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً''

فتح الباری ص ۲۶۹ جلد نمبر ۲ میں ہے کہ مختار طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دعا آہستہ آواز سے کریں' ہاں جب دعا سکھانے کی ضرورت ہو پھر (سیکھنے تک) مضائقہ نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ محدثین' مفسرین اور فقہاء کے اقوال سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ دعا مانگنا' امام و مقتدی اور منفرد ہر ایک کے لیے افضل اور مسنون ہے۔ امام کا زور سے دعا مانگنے کی عادت بنا لینا خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے' اماموں کو چاہیے کہ سنت کی عظمت اور اہمیت کو پہچانیں اور اس پر عمل کرنے کی

کوشش کریں، عوام اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہ کریں۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ ”سب سے بڑا مفسدہ یہ ہے کہ امام با آواز دعائیہ کلمات پڑھتا ہے اور عام طور پر بہت سے لوگ مسبوق (جن کی رکعت رہ جاتی ہے) ہوتے ہیں جو باقی ماندہ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں ان کی نماز میں خلل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین اور ائمہ دین کسی سے یہ صورت منقول نہیں کہ نماز کے بعد وہ (امام) دعا کرے اور مقتدی صرف آمین کہتے رہیں۔ خلاصہ یہ کہ عام حالات میں اس سے اجتناب کر کے امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ دعا مانگیں، ہاں کسی موقع پر جہاں مذکورہ مفاسد نہ ہوں، کوئی ایک جہراً دعا کرے۔

مقتدیوں کو بھی امام کو جہراً دعا کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کی دعا سنتا ہے، عربی میں یاد نہ ہو تو فارسی میں، اردو میں غرضیکہ جو اس کی زبان ہو اسی زبان میں (آہستہ آہستہ اپنی اپنی دعا مانگے) [خلاصہ فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۲ ج ۴ و ص ۱۰۵ ج ۱]

مسئلہ: ظہر، مغرب، عشاء کی نماز کے بعد امام دیر تک دعا نہ مانگے، یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں دعا مختصر ہونی چاہیے۔ [بہشتی زیور ص ۳۲ جلد ۱۱]

مسئلہ: آہستہ دعا مانگنا افضل ہے، نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے کر لے جائز ہے۔ لیکن ہمیشہ جہری (بلند آواز سے) دعا کی عادت بنانا مکروہ ہے۔ حدیثوں میں جس طرح دعا کے متعلق روایتیں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم)) اور سجدہ میں ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی)) پڑھا، لیکن جس طرح رکوع اور سجدہ کی تسبیحات کی روایتوں سے جہر ثابت نہیں ہوتا، دعا کی روایتوں سے بھی جہر ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۳ جلد اول]

(البتہ طویل دعائیں پڑھنے کی امام کو عادت نہ بنا لینی چاہیے جس سے سنت میں تاخیر ہو اور نمازیوں کو بھی گراں گزرے)

مسئلہ: دعا کے اول و آخر درود شریف کا ہونا دعا کی قبولیت کے لیے زیادہ امید بخش ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۸۳ جلد ۳]

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی اور فرض نماز کے بعد کی دعا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۴ ج او فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۰ جلد ۱۴]

مسئلہ: امام جس وقت نماز سے فارغ ہو مع مقتدیوں کے سب اکٹھے (ایک ساتھ) دعا مانگیں پھر سنتیں اور نفل پڑھ کر اپنے اپنے کاروبار میں چلے جائیں دوبارہ سہ بارہ (سنتوں کے بعد) دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری تیسری دعا تک جائز نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۰ جلد ۴ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۳ جلد ۱]

مسئلہ: حضرت سائب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تھے تو اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھاتے اور جب فارغ ہوتے تو ان دونوں ہاتھوں کو چہرے مبارک پر پھیرتے تھے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶ جلد اول باب الدعاء]

مسئلہ: دعا کے لیے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے اس طرح کہ دونوں بغل ظاہر ہو جائیں یعنی بغلوں سے جدا رکھے۔ [احکام دعا مفتی محمد شفیع ص ۱۱]

مسئلہ: فرائض کے بعد جو دعا چاہے مانگے' یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعاء پر آمین کہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۱ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۴۸۹ جلد اول]

مسئلہ: اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اس (جانے والے) پر کچھ طعن نہ کرنا چاہیے اور اگر دعاء کے ختم تک انتظار کرے اور امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۳ جلد ۴ بحوالہ در المختار ص ۴۹۵ ج ۱]

مسئلہ: فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیَ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ)) [امداد الاحکام ص ۴۸۷ جلد اول]

مسئلہ: فرض نماز کے بعد ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) پڑھنا مسنون ہے اور افضل ہے۔ اسی لیے اکثر اسی کو پڑھا جاتا ہے' لیکن دوسری دعا اور درود وغیرہ پڑھنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے' لہٰذا کسی دوسری دعا کو خلاف سنت کہنا صحیح نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ جلد ۳]

مسئلہ: نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شرعاً ثابت ہے اور مستحب ہے لیکن اگر اتفاقیہ طور پر کوئی شخص کبھی ترک کردے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۱ جلد ۱۰]

مسئلہ: دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر دعا کرے اور دونوں کے درمیان قدرے فاصلہ ہو ملا کر رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔

[فتاوے رحیمیہ ص ۳۰۴ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۴۷۴ جلد اول]

مسئلہ: دعا کے وقت دونوں ہاتھوں میں کچھ فصل رکھنا افضل ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد اول]

مسئلہ: نماز کے بعد دعا کا پہلا اور اخیر لفظ جہراً کہنا جائز ہے مگر اہتمام کی ضرورت نہیں۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۸ جلد اول]

تا کہ عوام نماز کا جز و نہ سمجھیں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: جماعت کے بعد امام کی دعا پر آمین کہتا رہے یا اپنی دعا مانگے دونوں طرح درست ہے اور دعا میں اخفاء افضل ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۱ جلد ۱۰]

مسئلہ: نماز کے بعد بالالتزام مصافحہ یا معانقہ کرنا درست نہیں ہے جہاں تک ہو سکے اس عمل سے بچنا ضروری ہے لیکن ابتدائی ملاقات کسی بھی نماز کے بعد فوراً ہی ہو تو اس صورت میں گنجائش ہے کہ مصافحہ یا معانقہ کیا جا سکتا ہے۔ [نظام الفتاویٰ ص ۱۰۵ ج ۱]

امام کے دوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا؟

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب لمبا (دیر تک) سلام پھیرتے ہیں ایک مقتدی امام کے دوسرے سلام پھیرتے ہی منہ قبلے سے پھیر لیتا ہے جب کہ امام صاحب کا سلام ابھی پورا نہیں ہوتا۔ اس کا کہنا ہے کہ دوسرا سلام پھیرتے وقت مقتدی امام کی اقتداء سے آزاد ہو جاتا ہے کیا اس کا یہ عمل درست ہے؟

جواب: امام کو سلام اتنا لمبا نہیں کرنا چاہیے (یعنی قراءت کی لمبی آواز نہ کرے) کہ مقتدیوں کا سلام درمیان ہی میں ختم ہو جائے جو مقتدی امام کا دوسرا سلام پورا ہونے سے پہلے ہی قبلہ سے ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی لیکن ایسا مکروہ ہے۔ جب اس نے پانچ سات منٹ امام کے ساتھ صبر کیا ہے تو چند سیکنڈ اور بھی صبر کر لیا کرے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۶۲ جلد ۳ وفتاویٰ دار العلوم ص ۱۹۳ جلد ۲]

مسئلہ: اگر ((السلام علیکم)) میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جائے تو نماز ہو جائے گی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۵ جلد ۴' درمختار ص ۴۱۸ جلد اول]

مسئلہ: نماز کے ختم کے سلام میں قبلہ سے صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے' سینہ نہ پھیرے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷ جلد ۲]

مسئلہ: اگر کوئی شخص امام کے پہلے سلام پھیرتے وقت شریک ہوا یعنی امام کے لفظ ((السلام)) کہنے کے بعد اور ((علیکم ورحمۃ اللہ)) کہنے سے پہلے شریک ہوا تو اس کی شرکت اور اقتداء صحیح نہ ہوگی' سلام کے پہلے میم پر نماز ختم ہو جاتی ہے' اس لیے وہ شخص اپنی نماز علیحدہ پڑھے' اور تحریمہ علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے اور اپنے آپ کو امام کا مقتدی نہ سمجھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۳ جلد ۳ بحوالہ ردالمختار ص ۴۳۶ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۴ جلد ۲ واغلاط العوام ص ۶۸]

مسئلہ: اگر پوری تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کہہ چکا ہے تو وہ شریک جماعت ہو گیا' اب اس کو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۶۵ جلد ۳ وشامی ص ۴۳۶ جلد اول]

مسئلہ: امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آکر امام کی نماز میں شامل ہو گیا تو ایسی صورت میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ تشہد پورا کر کے اٹھے۔

[شامی ص ۴۶۳ جلد اول وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۰ جلد ۳]

اور اگر پورا تشہد نہ پڑھا اور کھڑا ہو گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۵ ج ۲]

مسئلہ: مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی اس کے بعد امام نے سلام پھیر دیا تو یہ شخص جماعت میں شامل ہو گیا، اپنی نماز شروع کرے، قعدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر امام نے السلام کا لفظ کہا، ابھی علیکم کا لفظ کہنے نہیں پایا تھا کہ مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی اقتداء صحیح نہیں ہوئی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مسبوق نے تکبیر تحریمہ کہی اور قعدہ میں بیٹھا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اس کو تشہد پڑھ کر کھڑا ہونا چاہئے، اگر تشہد پڑھے بغیر ہی کھڑا ہو گیا تب بھی نماز درست ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۱ جلد ۴، شامی ص ۴۳۶ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۵ جلد اول، امداد الاحکام ص ۵۵۱ ج ۱]

مسئلہ: السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے تو اس صورت میں مقتدی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۳ جلد ۲، ردالمختار ص ۴۹۰ جلد اول باب صفۃ الصلوٰۃ]

مسئلہ: ختم نماز صرف لفظ السلام علیکم و رحمتہ اللہ پر ہونی چاہئے ، وبرکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (یعنی وبرکاتہ کا اضافہ نہ کرے)۔ [فتاوی دار العلوم ص ۱۹۶ جلد ۲]

امام کا سلام کے بعد قبلہ کی طرف پھرنا؟

مسئلہ: جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر ان میں امام کو اختیار ہے خواہ داہنی طرف منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف، حدیث شریف سے دونوں امور ثابت ہیں اور فقہائے حنفیہؒ نے بھی دونوں میں اختیار دیا ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۱۳۹ جلد ۴، رد المحتار ۴۹۶ ج ۱، بخاری ص ۱۱۸ جلد ۱، فتاوی محمودیہ ص ۱۲۶ جلد ۲، آپ کے مسائل ص ۲۵۲ جلد ۲]

مسئلہ: جہت بدلتا رہے تا کہ عوام ایک ہی جہت کو ضروری نہ سمجھیں۔ [رحیمیہ ص ۳۵ ج ۳]

(لیکن کسی ایک جہت کو لازم نہ کرے، بدلتے رہنا چاہئے اور اس بیٹھنے میں امام تسبیح فاطمی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھے کہ جن کی رکعت رہ گئی وہ اپنی نماز کو کس انداز میں ادا کر رہے ہیں اور کیا وہ طریقہ قابل اصلاح ہے؟ نیز یہ بھی دیکھے کہ محلہ کے کون آدمی جماعت کی نماز سے رہ گئے ہیں اور حاضر نہ ہونے کا سبب کیا ہے کیونکہ امام محلہ کا سربراہ اور ذمہ دار بھی ہوتا ہے۔ [محمد رفعت]

نماز کے ختم پر سلام کیوں ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح نماز کے افتتاح اور آغاز کے لیے کلمہ اللہ اکبر تعلیم فرمایا ہے اس سے بہتر کوئی دوسرا کلمہ افتتاح نماز کے لیے سوچا ہی نہیں جا سکتا۔ اسی طرح اس کے اختتام کے لیے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ" تلقین فرمایا ہے۔ اور بلاشبہ نماز کے ختم کے لیے بھی اس سے بہتر کوئی لفظ نہیں سوچا جا سکتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ سلام اس وقت کیا جاتا ہے جب ایک دوسرے سے غائب اور الگ ہونے کے بعد پہلی ملاقات ہو، لہذا اختتام کے لیے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ" کی تعلیم میں واضح اشارہ ہے بلکہ گویا ہدایت ہے کہ بندہ اللہ اکبر کہہ کر جب نماز میں داخل ہو اور بارگاہ خداوندی میں عرض معروض شروع کرے تو چاہیے کہ وہ اس وقت عالم شہود سے حتی کہ اپنے ماحول اور دائیں بائیں والوں سے غائب اور الگ ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس وقت اس کے دل کی نگاہ کے سامنے نہ رہے، پوری نماز میں اس کا حال

یہی رہے۔

پھر جب قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف اور آخری دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کر کے اپنی نماز پوری کر لے تو اس کے باطن کا حال یہ ہو کہ گویا اب وہ کسی دوسرے عالم سے اس دنیا میں اور اپنے ماحول میں واپس آیا ہے اور دائیں بائیں والے انسانوں یا فرشتوں سے اب اس کی نئی ملاقات ہو رہی ہے اس لیے اب وہ ان کی طرف رخ کر کے اور ان ہی سے مخاطب ہو کر کہے:۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ"

اس عاجز کے نزدیک اس حکم کا راز، اور یہی اس کی حکمت ہے۔ [معارف الحدیث ص ۳۰۸ ج ۳]

نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے؟

نماز کی شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا مثال (۱) طہارت باقی نہ رہے، طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی جن کو ہم نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کریں گے۔ (۲) ہوش و حواس درست نہ رہیں خواہ بے ہوشی کے سبب سے یا جنون' آسیب وغیرہ کی وجہ سے۔ (۳) سینے کو قصداً بے عذر قبلہ سے پھیرنا۔ اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت میں سینہ قبلہ سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہو گی ورنہ نہیں یا کسی عذر سے قصداً پھیرا جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی مثلاً حالت نماز میں کسی کو یہ شبہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لیے سینہ قبلے سے پھیر لے اور بعد اس کے یاد آ جائے کہ وضو نہیں گیا، اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی ورنہ فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: نماز کے فرائض کا ترک ہو جانا خواہ عمداً ہو یا سہواً مثلاً قراءت بالکل نہ کرے یا قیام رکوع' سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کر دیا جائے۔ (۴) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا۔ (۵) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدہ سہو نہ کرنا (۶) حالت نماز میں کلام کرنا کلام کے مفسد نماز ہونے میں یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس میں دو حرف ہوں یا ایسا ایک حرف ہو جس کے معنی سمجھ میں آ جاتے ہوں۔ [درمختار، علم الفقہ ص ۱۰۰ جلد ۲]

کلام کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کسی آدمی کے مخاطبہ میں یہ کلام ہر حال میں مفسد نماز ہے

خواہ عمداً ہو یا سہواً عربی زبان ہو یا غیر عربی، وہ لفظ قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔

مثال ۱ کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ میں نماز میں نہیں ہوں یا اور کسی دھوکہ میں آکر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے۔ ۲ نماز کی حالت میں کسی آدمی سے کہے کہ ''اُقْتُلِ الْحَيَّةَ'' (سانپ کو مار ڈال)۔ ۳ نماز کی حالت میں کسی سے کہے کہ پڑھو۔ ۴ کسی یحییٰ نام کے آدمی سے کہے ''يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ'' یا کسی موسیٰ نام کے آدمی سے کہے یا موسیٰ (اے موسیٰ) یا کسی سے کہے کہ ''اِقْرَا'' (پڑھو) یہ سب الفاظ قرآن مجید کے ہیں۔ یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ میں ہو۔ اور یہی حکم ہے، اگر دوسرے کی چھینک کے جواب میں ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ''۔ (اللہ تم پر رحمت کرے) کہے یا اچھی خبر سن کر کہے '' الحمد للہ '' یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکل جائے، اگر اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ کہے یا نبی ﷺ کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس کہنے سے اس شخص کا جواب دینا ہو۔ [درمختار وغیرہ]

حاصل یہ کہ جب آدمیوں کے مخاطبہ میں کلام کیا جائے گا، خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت میں ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [علم الفقہ ص ۱۰۱ جلد ۲، نماز مسنون ص ۴۷۸، شرح نقایہ ص ۹۱ جلد اول، ہدایہ ص ۸۶ جلد اول، کبیری ص ۴۳۴، درمختار ص ۵۵۴ جلد ۱]

دوسری قسم۔ کسی جانور کے مخاطبہ میں کلام کرنا، یہ کلام بھی ہر حال میں مفسد نماز ہے۔

تیسری قسم۔ خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہے۔ بشرطیکہ عربی لفظ نہ ہو، اور ایسی نہ ہو جو قرآن میں وارد ہوئی اور عربی لفظ ہو اور قرآن مجید میں وارد ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً اپنی چھینک کے جواب میں ''الحمد لله'' کہے یا اس قسم کا کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے، اگر کوئی لفظ کس شخص کی سخن تکیہ ہو تو اس کے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ وہ لفظ قرآن میں وارد ہو مثلاً نعم کسی کا سخن تکیہ ہو تو نعم کہنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ یہ لفظ قرآن مجید میں ہے۔

چوتھی قسم ذکر اور دعا یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت میں ہو یا عربی عبارت میں ہو، مگر قرآن مجید اور احادیث میں وارد نہ ہو نہ اس کا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو مثلاً حالت نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي الْمِلْحَ (اے اللہ مجھے نمک عنایت

فرما)۔ یا اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ فُلَانَۃً (اے اللہ میرا نکاح فلاں عورت سے کر دے)۔ یہ دعائیں نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث میں، نہ ان کا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہے۔ لہٰذا ایسی دعاؤں سے نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر قرآن مجید یا احادیث میں کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اس کا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر بے موقع پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدوں میں۔

پانچویں قسم۔ حالت نماز میں لقمہ دینا، یعنی کسی کو قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ لقمہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اس کا امام نہ ہو۔ [علم الفقہ ص ۱۰۱ جلد ۲]

مسئلہ: چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے۔ بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کیے ہیں، اس لیے ہم چند جزئیات اس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو یا نہیں، بقدر ضرورت سے وہ مقدار قراءت کی مقصود ہے جو مسنون ہے۔

[نہر الفائق، شامی وغیرہ]

مسئلہ: امام اگر بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے، مقتدیوں کو چاہیے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے' اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آ جائے خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ [شامی۔ علم الفقہ ص ۱۰۲ ج ۲]

اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [بحر الرائق وغیرہ]

مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز بھی۔

[علم الفقہ ص ۱۰۲ ج ۲' ہدایہ ص ۷۸ جلد ۱۔ کبیری ص ۴۴۰' شرح نقایہ ص ۹۱ جلد ۱]

اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قراءت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [درمختار]

مقتدی کو چاہئے کہ لقمہ دینے میں تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی، اس لیے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو قرأت قرآن نہ کرنی چاہیئے۔ [فتح القدیر وغیرہ]

کھانسنا بے کسی عذر یا غرض صحیح کے، اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آ جائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ [غرض صحیح کی مثال]

(۱) آواز صاف کرنے کے لیے کھانسے۔ (۲) مقتدی امام کو اس کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لیے کھانسے۔ (۳) کوئی شخص اس غرض سے کھانسے کہ دوسرے لوگ سمجھ لیں کہ یہ نماز میں ہے۔ [علم الفقہ ص۱۰۲ جلد ۱ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۱ جلد ۱]

مسئلہ: رونا یا آہ یا اف وغیرہ کہنا، بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہو، اور بے اختیار نہ ہو اگر بے اختیاری سے یہ باتیں صادر ہوں یا مصیبت و درد سے نہ ہوں بلکہ خدا کے خوف یا جنت و دوزخ کی یاد سے ہوں، تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: کھانا، پینا اگر چہ بہت ہی قلیل ہو، ہاں اگر دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم باقی ہو اور اس کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے میں فساد آتا ہے نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کی غرض سے نہ ہو۔ اگر اعمال نماز کی جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لیے کہ رکوع سجدے وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہیں۔ اس طرح اگر نماز کی اصلاح کی غرض سے ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً حالت نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لیے جائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اگر چہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر چونکہ اصلاح نماز کے لیے ہے لہٰذا معاف ہے۔

مسئلہ: حالت نماز میں کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اس سے دودھ نکل آئے تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ یہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہے۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: نماز میں بے عذر چلنا پھرنا، ہاں اگر چلنے کی حالت میں سینہ قبلے سے نہ پھرنے پائے

اور جماعت میں ہو تو ایک رکعت میں ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو اپنے سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد میں ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے چلے، اس صورت میں اگر چہ سینہ قبلے سے پھر جائے اور چاہے جس قدر چلنا پڑے نماز فاسد نہ ہو گی۔

مسئلہ: نماز کی حالت میں اگر کوئی شخص تکلیف دہ جانور کے اڑانے کی غرض سے ڈھیلہ پھینکے تو نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر کسی انسان پر پھینکا ہے تو عمل کثیر سمجھا جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔

[علم الفقہ ص ۱۰۳ جلد ۲]

مسئلہ: نماز کی صحت کی شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا یا بقدر ادا کرنے کسی رکن کے اسی حالت میں رہنا۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کیے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتداء میں باقی نماز کو تمام کرنا۔

مسئلہ: قرآن مجید کی قراءت میں غلطی ہو جانا خواہ یہ غلطی اعراب میں ہو یا کسی مشدد حرف کے مخفف پڑھنے میں یا کسی مخفف کے مشدد پڑھنے میں کوئی حرف یا کلمہ بڑھ جائے یا بدل جائے یا کم زیادہ ہو جائے۔ قرآن مجید کی قراءت میں غلطی ہو جانا۔ ان صورتوں میں مفسد نماز ہے۔

مسئلہ: اس غلطی سے معنی بدل جائیں ایسے کہ جن کا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔ (۲) معنی بدل گئے ہوں اگر چہ ایسے نہ ہوں کہ جن کا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن مجید میں نہ ہو۔ (۳) معنی میں تغیر آ گیا ہو اور وہ معنی وہاں مناسب نہ ہوں اگر چہ وہ لفظ قرآن مجید میں ہو (۴) معنی میں تغیر آ گیا ہو کہ جس سے لفظ بے معنی ہو گیا ہو جیسے سرائر کی جگہ کوئی شخص سزائل پڑھ جائے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں بہت تغیر نہ آئے اور مثل اس کا قرآن مجید میں موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی۔

اگر کسی لکھے ہوئے کاغذ پر نظر پڑ جائے اور اس کے معنی بھی سمجھ میں آ جائیں تو نماز فاسد نہ

ہوگی، اگر کسی شخص کے جسم عورت پر نظر پڑ جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ [بحرالرائق]

اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی، ہاں اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ [درمختار، علم الفقہ ص ۱۰۵ ج ۲]

اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی، اگرچہ نمازی کے سامنے سے نکلنے والے پر سخت گناہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس شخص سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ [درمختار وغیرہ]

(یہاں جو صورتیں ہم نے بیان کی ہیں وہ متقدمین کے قواعد کے موافق ہیں اور انہیں کے مذہب میں احتیاط زیادہ ہے۔ مثلاً متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا ہم نے متقدمین کا مذہب اختیار کیا ہے۔ [قاضی خاں، شامی وغیرہ]

تمام مفسدات نماز جن کا بیان اوپر ہو چکا۔ اگر قبل قعدہ اخیرہ کے یا قعدہ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے پائے جائیں تو مفسد نماز ہیں ورنہ مفسد نہیں بلکہ متمم نماز ہیں یعنی ان کے پائے جانے سے نماز متمم ہو جائے گی۔ مگر ان چند صورتوں میں ① اگر بعد التحیات پڑھنے کے قعدہ اخیرہ میں کسی تیمم کرنے والے کو وضو پر قدرت ہو جائے۔ ② یا موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت گزر جائے یا پٹی پر مسح کرتا ہو اور وہ زخم جس پر پٹی بندھی ہوئی ہو اچھا ہو جائے ③ یا کسی کا موزہ اتر جائے ④ یا خود اتارے مگر عمل کثیر نہ ہونے پائے ⑤ یا کسی امی کو کوئی سورت یاد ہو جائے ⑥ یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑے مل جائیں ⑦ یا اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے ⑧ یا امام کو حدث ہو جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں۔ ⑨ یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آئے ⑩ یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آ جائے۔ ⑪ یا کوئی شخص وضو سے معذور ہو اور اس کا عذر جاتا رہے۔ ⑫ یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آ جائے اور وقت میں اس کے ادا کرنے کی گنجائش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ امور بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے پائے گئے ہیں۔

[علم الفقہ ص ۱۰۶ جلد ۲]

یہ بارہ صورتیں ہیں جن میں امام صاحبؒ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے، اس لیے کہ ان صورتوں میں مفسد نماز قعدہ

اخیرہ میں بعد التحیات پڑھ چکنے کے پایا گیا جب کہ کوئی رکن نماز کا باقی نہیں رہا اور ایسے وقت میں اگر کوئی چیز مفسد نماز کی پائی جاتی ہے تو نماز تمام ہو جاتی ہے مگر چونکہ احتیاط امام صاحبؒ کے مذہب میں ہے اور عبادات میں جہاں تک احتیاط ممکن ہو بہتر ہے اور فقہ کے جملہ متون میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اس لیے ہم نے بھی اس کو اختیار کیا۔ واللہ اعلم۔ [شامی]

نماز کے فاسد ہونے سے متعلق مسائل

وہ امور جن کو نماز کے دوران کرنے سے نماز فاسد (ختم، ٹوٹ جاتی ہے، دوبارہ پڑھنا ضروری) ہو جاتی ہے، مندرجہ ذیل مزید ہیں۔

مسئلہ: چھینکنے والے کے جواب میں ((یَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے رنج و غم کی بری خبر سن کر ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ کہنے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کسی خوش خبری پر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہنا، یا کسی بات پر اظہار تعجب کی خبر سن کر ((سُبْحَانَ اللّٰهِ)) یا ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) کہنے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

کسی کے سوال کے جواب میں قرآن کی آیت پڑھ دینے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے (تا کہ اس کے سوال کا جواب ہو جائے)۔

صاحب ترتیب کو بھولی ہوئی نمازوں کا یاد آ جانا، جب کہ وقت میں گنجائش ہو، (تفصیل قضاء کے بیان میں ہے)۔

نماز میں بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے تیمّم سے نماز پڑھنے والے کو پانی مل جائے جسے وہ استعمال کر سکتا ہو تو نماز باطل ہو جائے گی، اسی طرح مقتدی باوضو ہے اور امام کا تیمّم ہے اور امام کو پانی مل جائے تو مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی، فرض نماز، اور وہ نماز نفل ہو جائے گی۔

مسح کی میعاد ختم ہو جانا جب کہ بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے ختم ہو۔ اسی طرح موزہ کا اتر جانا، اگرچہ کسی معمولی حرکت سے اتر جائے۔ (تفصیل دیکھئے مسائل خفین)۔

جو ان پڑھ ہے وہ نماز میں قرآن کی کوئی آیت سیکھ جائے تو نماز جاتی رہے گی، بشرطیکہ وہ شخص ایسے شخص کا مقتدی نہ ہو جو قرآن جانتا ہے۔ اب وہ ان پڑھ قرآن کی آیت یا تو سن کر سیکھ گیا ہو، یا بھولا ہوا تھا اور یاد آ گئی۔ ان پڑھ کی نماز باطل اس صورت میں ہو گی جب کہ بہ مقدار

تشہد بیٹھنے سے پہلے ایسا ہوا ہو کہ وہ سن کر سیکھ گیا ہو، ورنہ باطل نہ ہوگی۔

جو شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے، اگر نماز کے دوران رکوع وسجود کے قابل ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ جو شخص نماز کی صلاحیت نہیں رکھتا، جیسے ان پڑھ یا معذور، اس کو امام خلیفہ بنادے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

نماز فجر پڑھنے میں سورج کا نکل آنا۔ عیدین میں سے کسی عید کی نماز کے دوران آفتاب کا زوال پذیر ہونا، اس سے بھی نماز باطل ہو جائے گی۔

جمعہ کی نماز پڑھتے ہوئے عصر کا وقت آ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

زخم بھر جانے کے باعث پٹی اتر جانا نماز کے دوران، اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

معذور کے عذر کا جاتے رہنا نماز کے دوران۔ وضو ٹوٹنے پر نماز میں بغیر کسی عذر کے اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ اس میں ایک رکن ادا کیا جا سکے، نماز کو باطل کر دیتا ہے، یعنی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ نماز کے دوران خیال آیا کہ میرا وضو نہیں ہے۔ یا مسح کی مدت ختم ہو گئی یا کوئی قضاء نماز پڑھنی ہے یا نجاست (ناپاکی) لگ گئی ہے، نمازی کا اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اگرچہ مسجد سے باہر نہ گیا ہو۔

مقتدی کا اپنے امام کے علاوہ کسی اور کی غلطی بتانا، ہاں اپنے امام کو غلطی بتا سکتا ہے نماز پڑھنے والے کا کسی اور کی بتائی ہوئی غلطی کو مان لینا، اس سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے کسی کے حکم کی تعمیل کرنا۔

جو نماز پڑھی جارہی ہے اس سے ہٹ کر کسی اور دوسری نماز کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر کہنا۔ تکبیر میں اللہ اکبر کے پہلے الف کو کھینچ کر پڑھنا جیسے اللہ آکبر، یا اللہ اکبار با کو کھینچ کر پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز میں وہ حصہ کھل جانے سے جس کا ڈھانکنا ضروری ہے۔ کھل جانے یا ناپاکی کے لگ جانے سے اتنی دیر اس حالت میں رہنا کہ ایک رکن ادا کیا جا سکے۔ مقتدی کا اپنے امام سے پہلے کسی اپنے رکن کا ادا کرنا جس میں اس کے ساتھ شرکت نہ کی ہو، اس میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مقتدی کے قدم کا اپنے امام کے قدم سے آگے نکل جانے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

چار رکعت والی نماز میں یہ سمجھ کر کہ یہ دو رکعت والی نماز ہے دو رکعت پر سلام پھیر دینا، مثلاً ظہر کی نماز ہے اور یہ سمجھ کر کہ یہ جمعہ کی نماز ہے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اس میں بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ [کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص۴۶۹ تا ص۴۷۳ ج۱]

کسی نابینا کو ہلاکت کی جگہ سے بچانے کے لیے نماز کے اندر بولنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۷۷ جلد اول]

نماز میں زیادتی کے ساتھ ایسے کام کرنے سے جو نماز کے اعمال میں سے نہیں ہیں نماز باطل ہو جاتی ہے اور زیادتی کے ساتھ کام کرنے سے یہ مراد ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ یہ نماز میں نہیں ہے شک کرنے لگیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۷ ج۱]

مسئلہ: منہ میں پان اگر دبا ہوا ہو اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [بہشتی زیور ص۲۳ جلد۲]

مسئلہ: بچہ نے آ کر ماں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہے گی، البتہ اگر دودھ نہ نکلا تو نماز ہو جائے گی۔ [بحر الرائق ص۱۲ جلد اول، بہشتی زیور ص۲۲ جلد۲]

مسئلہ: نماز پڑھتے ہوئے کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑی اور اس کو زبان سے نہیں پڑھا، لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی، البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔

[بہشتی زیور ص۲۳ جلد۲ بحوالہ مجمع الانہر ص۱۲۲، درمختار ص۵۷۹ ج۱]

مسئلہ: نماز میں ڈکار لینا مکروہ (تنزیہی) ہے اس کو روکنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو، اور آواز پست رکھی جائے۔

[آپ کے مسائل ص۳۱۶ ج ۳ و شامی ص۵۸۲ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص۱۹۱ جلد۱]

مسئلہ: نماز میں چنے کی مقدار یا کم و بیش کھانے کی چیز منہ میں نمازی کی زبان پر آئی، اس کو کپڑے یا ہاتھ سے باہر نکال دینے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آئے گا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۱۲۱ جلد۴ و ردالمحتار ص۵۸۸ جلد اول]

مسئلہ: نماز میں اگر تھوکنا ہو اور نگل نہ سکے تو کپڑے (رومال وغیرہ) میں لے لے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۱۱۲ جلد۴ و مشکوٰۃ شریف ص۷۱ جلد اول باب المساجد]

مسئلہ: نماز میں اگر چھینک اور ڈکار سے جو آواز بن جاتی ہے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی، کیونکہ

اس سے بچنا مشکل ہے۔[کتاب الفقہ ص ۴۸۶ جلد ا' شرح نقایہ ص ۹۲ جلد ۱]

مسئلہ: اگر چھینک یا ڈکار میں ایسے حروف کا (خود) اضافہ کیا جو قدرتی طور پر نہیں نکلتے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[کتاب الفقہ ص ۴۸۶ جلد اول]

مسئلہ: نماز سے باہر والے کی دعا پر دوران نماز آمین کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

[کبیری ص ۴۳۹]

مسئلہ: نماز میں اذان کا جواب دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

[کبیری ص ۴۴۴ و نماز مسنون ص ۴۸۳]

مسئلہ: کسی چیز کے نیچے گرنے پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے' نیز کسی ناگوار بات کے سننے ((لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه)) کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: رنج و غم کی وجہ سے کراہنے' آہ' اف' ہائے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے' اگر کسی مرض کی وجہ سے ہو جس سے ضبط نہ کیا جا سکے تو نماز باطل نہ ہو گی۔

[ہدایہ ص ۸۶ ج ا شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول' کبیری ص ۴۳۷]

مسئلہ: کسی دنیاوی رنج و مصیبت میں یا دنیوی غرض کے لیے آواز کے ساتھ رونے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[کتاب الفقہ ص ۴۷۸ جلد ا]

مسئلہ: نماز میں اللہ کا خوف' یا امر آخرت کی وجہ سے رونا آ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی جب کہ رونا بے اختیار ہو۔[ہدایہ ص ۸۶ جلد ا' شرح نقایہ ص ۹۲ ج ا' کبیری ص ۴۳۶]

مسئلہ: نماز کے دوران اگر چھینک آ جائے تو الحمد للہ نہیں کہنا چاہیئے اگر کہہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔[آپ کے مسائل ص ۳۲ جلد ۳]

مسئلہ: مجبوری کی وجہ سے نماز میں جمائی لی ہو اور احتیاط کرتا ہو، اور آواز نہ نکلے تو معاف ہے اور اگر اس میں احتیاط نہ کرتا ہو اور بے احتیاطی کی وجہ سے آواز نکلے اور حروف پیدا ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[عمدۃ الفقہ ص ۲۵۲]

مسئلہ: نماز میں مصافحہ کرنے، سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔[کبیری ص ۴۴۲، شرح نقایہ ص ۹۲ جلد ا، نماز مسنون ص ۴۸۱]

مسئلہ: نماز میں صرف گردن موڑنا مکروہ ہے۔ البتہ کن انکھیوں سے دائیں بائیں دیکھ لینا روا

ہے۔ (لیکن یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ اور سینہ کو قبلہ کے رخ سے ہٹا کر کسی اور جانب اتنی دیر تک موڑے رکھنا جتنی دیر میں ایک رکن نماز کا پورا ہو سکے، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۳ جلد اول، ہدایہ ص ۹۰ ج ۱، کبیری ص ۳۵۱ شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول]

مسئلہ: ناپاک جگہ سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [درمختار ص ۹۰ شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول]

مسئلہ: نماز کی قرأت میں اگر فاش غلطی ہوگئی جس سے مفہوم و معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز قرآن کریم کو موسیقی کی طرز پر پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

[درمختار ص ۹۰ جلد اول]

مسئلہ: برہنہ (ننگا) آدمی جو نماز پڑھ رہا ہے، دوران نماز پردہ پوشی کے لیے کپڑے وغیرہ مل جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [ہدایہ ص ۸۲]

مسئلہ: نماز میں جنون یا بے ہوشی یا جنابت لاحق ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

[ہدایہ ص ۸۳ جلد اول]

مسئلہ: نماز کے دوران باہر سے کوئی چیز کھائے گا یا پیئے گا، چاہے تل کے برابر ہی ہو، نگل لے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ [نماز مسنون ص ۴۸۹ شرح نقایہ ص ۹۳ جلد اول]

مسئلہ: دانتوں کے درمیان سے کوئی چیز دوران نماز نکال کر کھائے گا تو اگر چنے کے دانہ کے برابر یا اس سے بڑی ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ [شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱]

مسئلہ: اور ایسی چیز کے نگلنے اور معدہ میں پہنچنے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے جو منہ میں گھل جاتی ہے جیسے چینی مٹھائی وغیرہ۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۹ جلد ۱]

جن چیزوں سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے

مسئلہ: حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مثال: کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔

مسئلہ: رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لیے یا اور کسی

غرض سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔[ردالمحتار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچنے پائے مکروہ تحریمی ہے مثال (۱) کوئی شخص اپنی داڑھی کے بال ہاتھ میں لے (۲) اپنے کپڑے پکڑے، اپنے بدن کو بے ضرورت کھجلائے۔

مسئلہ: حالت نماز میں وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہیں جن کو پہن کر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جاسکتا ہو، ہاں اگر اس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کوئی ٹکڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ قرات میں مخل نہ ہو اگر قراءت میں مخل ہوگا تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی۔[درمختار، شامی]

مسئلہ: برہنہ سر نماز پڑھنا، ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے ہوئے گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔

[ردالمحتار، علم الفقہ ص ۱۰۶ جلد ۲]

مسئلہ: پاخانہ، پیشاب یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[درمختار وغیرہ]

اگر کسی کو بعد نماز شروع کر چکنے کے عین حالت نماز میں پاخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتوں سے فراغت کر کے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا باجماعت اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری جماعت نہ ملے گی۔ ہاں اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہے گا یا جنازہ کی نماز ہو کہ نماز ہو جائے گی تو نہ توڑے بلکہ اسی حالت میں نماز تمام کر لے۔[شامی]

مسئلہ: مردوں کو اپنے بالوں کا جوڑا وغیرہ باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالت نماز میں جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔[درمختار، شامی]

مسئلہ: سجدے کے مقام سے کنکریوں وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہ ہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور مسنون طریقہ سے بے ہٹائے ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ ہٹا دے اور نہ ہٹانا بہتر ہے۔[درمختار، شامی وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا (یعنی چٹخانا) مکروہ تحریمی ہے۔[درمختار، شامی وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں ہاتھ کا کولہے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔[بحرالرائق، شامی وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں منہ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا منہ پھیرا جائے یا تھوڑا۔[شامی وغیرہ]

مسئلہ: گوشہ چشم سے بے ضرورت شدیدہ ادھر ادھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمین پر ہوں اور دونوں زانوں کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہوئے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔[شامی وغیرہ] (مجبوری میں جائز ہے)۔

مسئلہ: مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[شامی وغیرہ]

مسئلہ: سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارے سے مکروہ تنزیہی ہے۔[شامی]

مسئلہ: سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[درمختار وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۰۷ جلد ۲]

مسئلہ: عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔[شامی]

مسئلہ: حالت نماز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک گز سے کم نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے، اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: مقتدیوں کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں کوئی ایسا کپڑا پہننا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح ایسے مقام میں نماز پڑھنا جہاں چھت پر یا داہنے بائیں جانب کسی جاندار کی تصویر ہو۔

[درمختار وغیرہ]۔ اگر فرش پر جہاں کھڑے ہوئے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھ دی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اس کو دیکھے تو اس کے اعضاء محسوس نہ ہوں اس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا مٹا دیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہیں ۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں آیتوں یا سورتوں کا یا تسبیح کا انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ ان کے دبانے سے حساب رکھے تو مکروہ نہیں جیسا کہ صلوۃ التسبیح کے بیان میں ہے۔[شامی علم الفقہ ص ۱۰۸ جلد ۲]

مسئلہ: حالت نماز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔[شامی]

مسئلہ: ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔[شامی]

مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[شامی]

مسئلہ: قراءت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھک جانا اور جھکنے کی حالت میں قراءت تمام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[شامی]

مسئلہ: رکوع اور سجدے سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے سے، سر اٹھالینا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: کسی ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس میں بقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا خفیفہ چوتھائی حصہ سے زیادہ نہ ہو۔[رسائل ارکان]

مسئلہ: فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قراءت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی جو سورت پیچھے ہے اس کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اس کو دوسری رکعت میں مثلاً ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الکافرون] پہلی رکعت میں اور ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الفیل] دوسری رکعت میں۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ نوافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں۔ اگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اس کو خیال آ جائے کہ میں خلاف ترتیب قراءت کر رہا ہوں تو اس کو چاہیئے کہ اسی سورت کو تمام کر لے، اس لیے کہ اس سورت کے شروع کرتے وقت اس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہ ہونے کے سبب سے اس کا پڑھنا مکروہ نہ رہا۔[شامی، علم الفقہ ص ۱۰۹ جلد ۲]

مسئلہ: ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھ آیتیں دوسری جگہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دی جائے۔ اگر مسلسل قراءت کی جائے یعنی درمیان میں کچھ آیتیں چھوٹنے نہ پائیں یا دو آیتوں سے زیادہ چھوڑ دی جائیں تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان دونوں سورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہوں چھوڑ دی جائے مکروہ تنزیہی ہے۔

مثال: پہلی سورت میں سورۃ تکاثر پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورۃ ھمزہ اور درمیان میں سورۃ عصر جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت بھی فرائض کے ساتھ خاص ہے، نفل نمازوں میں اگر ایسا کیا جائے تو کچھ کراہت نہیں۔ [شامی]

مسئلہ: ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جن کے درمیان میں کوئی سورت ہو خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض میں ہے۔ [شامی]

مسئلہ: مقتدی کو جب کہ امام قراءت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن کریم کی قرأت کرنا خواہ وہ سورۃ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۰ جلد ۲]

مسئلہ: نماز میں سر پر اس طرح رومال باندھنا کہ چُندیا کھلی رہے مکروہ ہے۔

مسئلہ: سجدہ میں جاتے وقت اپنے آگے یا پیچھے سے کپڑوں کو سمیٹنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: چادر کو کاندھوں سے لٹکا کر رکھنا یعنی بکل پلو نہ مارنا، نیز کپڑے کو اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ باہر نہ نکالے جاسکیں، مکروہ ہے۔

مسئلہ: نماز میں بالارادہ خوشبو سونگھنا۔

مسئلہ: سجدوں کی درمیانی نشست کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زانوؤں پر نہ رکھنا، نیز حالت قیام میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر جس طرح بتایا گیا ہے نہ رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: آنکھیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بےسبب چیونٹی (وغیرہ کو پکڑ کر مارنا، ہاں اگر اس کے کاٹنے سے نماز میں خلل ہو تو اس کے مارنے میں مضائقہ نہیں ہے، لیکن خون سے بچنا چاہئے۔

مسئلہ: گھٹیا لباس میں جو میل کچیل سے بھرے ہوئے ہوں، نماز پڑھنا ہاں اگر اپنی عاجزی اور ذلت کے اظہار کی خاطر (یا اور کپڑے نہ ہونے کے سبب) ایسا کیا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ: کسی شخص کا اپنے لیے مسجد میں کسی خاص جگہ کو (بلا عذر) مخصوص کر لینا کہ ہمیشہ وہیں پر نماز پڑھے تو یہ بھی مکروہ ہے. نیز نماز کے لیے کسی خاص سورت کا (جب کہ اور سورتیں یاد ہوں) مقرر کر لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ: نماز کی حالت میں پیشانی سے مٹی کا جھاڑنا جب کہ نہ جھاڑنے میں کوئی حرج نہ ہو، مکروہ ہے۔ [کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۱۴۲ ۱ص ۱۴۲ جلد ۴۔ شرح نقایہ ص ۹۶ جلد ۱، ہدایہ ص ۹۰ ج ۱ درمختار ص ۹۱ جلد ۱۔ کبیری ص ۳۷۵]

قضا نمازوں کا بیان

بے عذر نماز کا قضاء کرنا گناہ کبیرہ ہے جو بے صدق دل سے توبہ کیے ہوئے معاف نہیں ہوتا، حج کرنے سے بھی گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہیں۔ اور ارحم الراحمین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے معاف کردے۔

مسئلہ: اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت قضاء ہوگئی ہو تو ان کو چاہیئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں، اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قراءت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲۔ امداد الاحکام ص ۶۶۸ ج ۱]

مسئلہ: قضا نماز کا بالاعلان ادا کرنا گناہ ہے، اس لیے کہ نماز کا قضاء ہونا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے۔ نماز قضاء کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے، قضاء نماز میں یہ بھی نیت کرنا چاہیئے کہ فلاں نماز کی قضاء پڑھتا ہوں اور اگر نہ نیت کرے تب بھی جائز ہے اس لیے کہ قضاء بہ نیت ادا اور ادا بہ نیت قضاء درست ہے۔ (اس لیے کہ قضاء کی نیت کے ساتھ ادا اور ادا قضاء کی نیت کے ساتھ جائز ہے) [علم الفقہ ص ۱۲۱ جلد ۲۔ فتاویٰ دار العلوم ص ۳۳۹ جلد ۴]

مسئلہ: فرض نمازوں کی قضاء بھی فرض اور واجب کی قضاء واجب ہے وتر کی قضاء واجب ہے۔ اور اسی طرح نذر کی نماز کی اور اس نفل کی جو شروع کرکے فاسد کردی گئی ہو۔ اس لیے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہو جاتی ہے۔ سنن موکدہ وغیرہ یا اور کسی نفل کی قضا نہیں ہوسکتی بلکہ جو نماز

ان کی قضا کی غرض سے پڑھی جائے گی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائے گی اس کی قضاء نہ ہوگی، ہاں فجر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضاء ہو جائیں اور فرض کی قضاء قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتیں بھی پڑھی جائیں اور اگر بعد زوال کے پڑھی جائے تو نہیں، اور ظہر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر رہ جائیں تو وقت کے اندر قبل ان دو سنتوں کے جو فرض کے بعد ہیں پڑھ لی جائیں۔ وقت کے بعد نہیں پڑھی جاسکتیں خواہ فرض کے ساتھ رہ جائیں یا تنہا۔

مسئلہ: وقتی نماز اور قضاء نماز میں اور ایسا ہی قضاء نمازوں میں باہم ترتیب ضروری ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز ہو یا وتر کی مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضاء ہوگئی ہو تو ظہر کی قضاء اور عصر کی وقتی نماز میں اس کو ترتیب کی رعایت ضروری ہے یعنی جب تک پہلے ظہر کی قضاء نہ پڑھ لے گا، عصر کا فرض نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض بے وتر ادا کیے ہوئے نہیں پڑھ سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ فجر اور ظہر کی قضاء ہو تو ان دونوں کے آپس میں بھی ترتیب ضروری ہے یعنی جب تک پہلے فجر کی قضاء نہ پڑھ لے گا ظہر کی قضا نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور ظہر کی قضاء بدستور اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ ہاں اگر بعد اس قضاء کے پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لی جائیں تو پھر یہ پانچوں صحیح ہو جائیں گی یعنی نفل نہ ہوں گی فرض رہیں گی، چنانچہ آگے بیان ہوگا، ترتیب ان تین صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

پہلی صورت۔ نسیان یعنی قضاء نماز کا یاد نہ رہنا، اگر کسی کے ذمہ قضاء نماز ہو اور اس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اس کے ادا کرنے کا خیال نہ رہے تو اس پر ترتیب واجب نہیں اور اس کی وقتی نماز جس کو ادا کر رہا ہے صحیح ہو جائے گی اس لیے کہ قضاء نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے۔ اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضاء ہوئی ہوں مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی، مغرب کسی دن کی، اور اس کو یہ نہ یاد رہے کہ پہلے کون سی قضاء ہوئی تھی تو اس صورت میں ان کی آپس کی ترتیب ساقط ہو جائے گی، جس کو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضاء پڑھے یا عصر یا مغرب کی۔ [شامی]

مسئلہ: اگر نماز شروع کرتے وقت قضاء نماز کا خیال نہ تھا، بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی اور فرض اس کو پھر پڑھنا ہوگا۔ [شامی]

مسئلہ: اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہ ہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضاء نمازوں کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازوں کو نہ پڑھنا چاہیئے تو اس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم میں رکھا جائے گا اور ترتیب اس سے ساقط ہو جائے گی۔

دوسری صورت۔ وقت کا تنگ ہو جانا۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی قضاء نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جس میں صرف ایک نماز کی گنجائش ہو خواہ اس وقتی نماز کو پڑھ لے یا اس قضاء کو تو اس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی اور بغیر اس قضاء کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لیے درست ہو گا۔ عصر کی نماز میں وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے۔ یعنی اگر مستحب وقت میں صرف اس قدر گنجائش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جا سکتا ہو، اس سے زیادہ کی گنجائش نہ ہو تو ترتیب ساقط ہو جائے گی اگر چہ اصل وقت میں گنجائش ہو اس لیے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۳ جلد ۲، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۳، ہدایہ ص ۱۳۸ جلد ۱]

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ کئی نمازوں کی قضاء ہو اور وقت میں سب کی گنجائش نہ ہو بعض کی گنجائش ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ ترتیب ساقط ہو جائے گی اس پر یہ ضروری نہ ہو گا کہ جس قدر قضاء نمازوں کی گنجائش وقت میں ہو پہلے ان کو ادا کر لے اس کے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشاء کی نماز قضاء ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت میں اٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجائش ہو تو اس پر یہ ضروری نہیں کہ پہلے وتر پڑھ لے، تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کیے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھے گا تو درست ہے۔ تیسری صورت قضاء نمازوں کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب ان پانچ میں نہیں ہے اگر وہ بھی ملالی جائیں تو یوں کہیں گے کہ چھ سے زیادہ ہو جائیں قضاء نمازیں خواہ حقیقتاً قضاء ہوں جیسے وہ نمازیں جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائیں یا حکماً قضاء ہوں جیسے وہ نمازیں جو کسی قضاء نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے لیے اس کے ادا کیے ہوئے پڑھ لی جائیں مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضاء ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اس کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً قضاء میں شمار ہو گی، اس کے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضاء سمجھی جائے گی اگر بے ادا کیے ہوئے ان دونوں نمازوں کے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے، اسی طرح مغرب اور عشاء کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھے گا تو چونکہ اس سے پہلے قضاء نمازیں پانچ ہو گئی تھیں ایک حقیقتاً اور چار

حکماً۔ لہٰذا اب اس کے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اس کی صحیح ہوگی۔

[علم الفقہ ص۱۲۳ جلد۲، فتاویٰ دار العلوم ص۳۵۳ جلد۴، ہدایہ ص۱۳۷ جلد۱، درمختار ص۶۶۶ جلد۱]

ترتیب کب تک رہتی ہے؟

مسئلہ: پانچ نمازوں تک ترتیب باقی رہتی ہے اگرچہ وہ مختلف اوقات میں قضاء ہوئی ہوں اور زمانہ بھی بہت گزر چکا ہو، مثلاً کسی کی کوئی قضاء نماز ہوئی تھی اور وہ اس کو یاد نہ رہی، چند روز کے بعد پھر اس کی کوئی نماز قضاء ہوگئی اور اس کا بھی خیال اس کو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضاء ہوئی اور اس کا بھی اس کو خیال نہ رہا، پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضاء ہوئی اور وہ بھی اس کو یاد نہ رہی تو اب یہ پانچ نمازیں ہوئیں اب تک ان میں ترتیب واجب ہے یعنی ان کے یاد ہوتے ہوئے باوجود وقت میں گنجائش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نفل ہو جائے گی۔ [درمختار، ردالمحتار]

ترتیب کے ختم ہونے کے بعد کا حکم

مسئلہ: ترتیب ساقط ہو جانے کے بعد پھر عود نہیں کرتی۔ مثلاً کسی کی قضاء نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں اور اس سبب سے اس کی ترتیب ساقط ہو جائے بعد اس کے وہ اپنی قضاء نمازوں کو ادا کرنا شروع کرے، یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہ جائیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور بغیر اس کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے وقت میں گنجائش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہوگی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضاء ہوگئی ہو اور اس کے بعد اس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اس قضاء نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یہ پانچوں نمازیں اس کی صحیح ہو جائیں گی یعنی فرض رہیں گی اس لیے کہ یہ پانچوں نمازیں حکماً قضاء ہیں اور وہ ایک حقیقتاً قضاء سب مل کر پانچ سے زیادہ ہوگئیں، لہٰذا ان میں ترتیب ساقط ہوگئی اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہوگیا۔ [علم الفقہ ص۱۲۳ جلد۲]

مسئلہ: اگر کسی کی نمازیں حالت سفر میں قضاء ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں ان کو ادا

کرے تو قصر کے ساتھ قضاء کرنا چاہیئے ،یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت' اسی طرح حالت اقامت میں جو نمازیں قضاء ہوئی تھیں ان کی قضاء حالت سفر میں پڑھے تو پوری چار رکعتیں پڑھے،قصر نہ کرے۔[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہیں، اگر چہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع کی جائیں، یعنی ان کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمہ اس میں آ جائے تو ان کی قضاء پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نماز قصداً شروع کی جائے اور شروع کرنا اس کا صحیح ہو اگر قصداً نہ شروع کی جائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کر کے کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی، فرض کی نیت سے نماز شروع کر دے، بعد اس کے اس کو یاد آ جائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی، اس کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور اگر اس میں فساد وغیرہ آ جائے گا تو اس کی قضاء بھی اس کو نہ پڑھنا پڑے گی۔اسی طرح اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں سہوا کھڑا ہو جائے اور دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں اس کی نفل ہو جائیں گی۔اور چونکہ قصداً نہیں شروع کی گئیں اس لیے ان کا تمام کرنا اس پر ضروری نہیں نہ فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضاء ضروری ہے۔اور اگر شروع کرنا صحیح نہ ہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضاء نہ کرنا ہو گی مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتداء میں نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اس کا صحیح نہ ہوگا۔[علم الفقہ ص ۱۲۴ جلد ۲]

مسئلہ: اگر نفل شروع کر دینے کے بعد فاسد کر دی جائے تو صرف دو رکعتوں کی قضاء واجب ہو گی اگر چہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی ہو، اس لیے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتیں علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونوں شفع میں قراءت نہ کرے یا پہلے شفع میں قراءت نہ کرے یا دوسرے میں نہ کرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں اور دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے تو ان سب چھ صورتوں میں دو ہی رکعت کی قضاء اس کے ذمہ لازم ہوگی۔پہلی دوسری صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہو گئی اور دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح نہ ہو

گی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہیں کیا گیا پس اس کی قضاء بھی لازم نہ ہوگی۔ تیسری صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع میں کچھ فساد نہیں آیا، فساد صرف دوسرے شفع میں آیا ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اس میں آیا ہے دوسرا شفع بالکل صحیح ہے۔ پانچویں صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اس میں آیا۔ پہلا شفع بالکل صحیح ہے۔ چھٹی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہو جائے گی اور دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح نہ ہوگی، لہذا اس کی قضاء بھی اس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت میں قراءت کرے، ایک ایک میں نہ کرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونوں رکعتوں میں نہ کرے تو ان دونوں صورتوں میں چار رکعت کی قضاء پڑھنا ہوگی اس لیے کہ ان دونوں صورتوں میں پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہیں ہوئی، لہذا دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح ہوگی اور فساد دونوں شفعوں میں آیا ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۴۹۴ جلد ۱]

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں جو نمازیں نہ پڑھی جائیں وہ معاف ہیں ان کی قضاء نہ کرنی چاہیئے، ہاں اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت میں فراغت حاصل ہو جائے کہ اس میں تحریمہ کی بھی گنجائش ہو تو اس وقت کی نماز کی قضاء اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت میں زیادہ گنجائش ہو تو اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، اگر چہ پڑھ چکی ہو، اس لیے کہ اس سے پہلے اس پر نماز فرض نہ تھی، اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں ہے، یعنی فرض نہیں ساقط ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہو تو اس کو بھی اس وقت کی نماز کی قضاء پڑھنا ہوگی اس مسئلے کی تفصیل حیض کے بیان میں ہے۔

اسی طرح اگر کوئی لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو اس کو چاہیے کہ عشاء کی نماز کا اعادہ کرے۔ [فتاویٰ قاضی خاں]

مسئلہ: اگر کسی عورت کو آخر وقت میں حیض یا نفاس آ جائے اور ابھی تک اس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت کی نماز اس سے معاف ہے، اس کی قضاء اس کو نہ کرنا ہوگی۔

[شرح وقایہ وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۷۸۹ جلد ۱]

مسئلہ: اگر کسی کو جنون یا بے ہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازوں کے وقت تک رہے تو اس کے ذمہ ان نمازوں کی قضاء نہیں وہ نمازیں معاف ہیں، ہاں اگر پانچ نمازوں تک بے ہوشی رہے اور چھٹی نماز میں اس کو ہوش آ جائے تو ان نمازوں کی قضاء اس کو کرنا ہوگی۔ [علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۱۰ جلد ۱، شرح نقایہ ۱۱۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۳ جلد ۱، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳۹ جلد ۴، کتاب الفقہ ص ۷۸۸ جلد ۱]

مسئلہ: جو کافر دار الحرب میں اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز پڑھے تو جتنے دن وہاں رہنے کے سبب سے اس کی نمازیں گئی ہوں، ان نمازوں کی قضاء اس کے ذمے ہے۔

[درمختار وغیرہ]

مسئلہ: اگر کسی کی بہت نمازیں قضاء ہو چکی ہوں اور ان کو ادا کرنا چاہے تو قضاء کے وقت ان کی تعیین ضروری ہے، اس طرح کہ میں اس فجر کی قضاء پڑھتا ہوں کہ جو سب کے اخیر میں مجھ سے قضاء ہوئی ہے، پھر اس کے بعد یہ نیت کرے کہ میں اس فجر کی قضاء پڑھتا ہوں جو اس سے پہلے مجھ سے قضاء ہوئی تھی، اس طرح ظہر عصر وغیرہ کی نماز میں بھی تعیین کر لے۔ [علم الفقہ ۱۲۶ جلد ۲]

نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اسی نماز کو پڑھنا؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھنے لگا اور وہ نماز ادا کی ہے یعنی اسی وقت کی۔ نہ قضاء کی نماز ہے اور نہ نذر، اور نہ نفلی نماز ہے، پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو مستحب یہ ہے کہ اس نماز کو ایک سلام سے پھیر کر توڑ دے تاکہ جماعت میں شامل ہو جانے کی فضیلت حاصل ہو جائے، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ابھی تک اس نماز میں سجدہ نہ کیا گیا ہو۔

مسئلہ: اگر کسی نے ظہر، عصر، مغرب یا عشاء کی نماز تنہا پڑھی یا جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر اسی نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوگئی تو اس تنہا پڑھنے والے یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو امام کے ساتھ شامل ہو کر دوبارہ نماز ادا کرنا جائز ہے، لیکن یہ دوسری نماز نفل ہوگی۔ اور ایسا کرنا اس صورت میں جائز ہے، جب کہ امام فرض پڑھا رہا ہو، نفل نہیں۔ کیونکہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز مکروہ نہیں ہے۔ البتہ نفل نماز (دوبارہ) نفل نماز کی جماعت میں مکروہ ہے۔ بشرطیکہ وہ جماعت تین آدمیوں سے زیادہ کی ہو۔ (جیسا کہ نوافل کی جماعت کے بیان

میں مسائل تراویح ص ۱۱۷ پر گزرا ہے) لہٰذا کچھ لوگوں نے جماعت سے نماز ادا کرلی، پھر انہوں نے اسی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا، اور جماعت تین آدمیوں سے زیادہ کی ہے تو یہ فعل مکروہ ہے، ہاں اگر اس سے کم ہو تو مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس کو بغیر اذان کے پڑھا جائے۔ اذان کے ساتھ نماز میں دوبارہ پڑھنا بہرحال مکروہ ہے اور جب یہ معلوم ہو کہ دوسری نماز نفل ہے تو اس میں نماز کی حیثیت مکروہ اوقات میں نفل نماز پڑھنے کی سی ہوگی، لہٰذا فجر و عصر کی نمازوں کو دہرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ عصر کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹۷ جلد ۱]

مسئلہ: قضاء نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۶ جلد ۴، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۶۷ جلد ۱]

مسئلہ: جو نماز تنہا مسجد میں قضاء پڑھے تو اس کے لیے اذان واقامت مشروع نہیں ہے اور نہ وتر کے لیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۴ جلد ۴، ردالمحتار ص ۳۵۶ ج ۱ باب الاذان]

مسئلہ: اگر قضاء نماز میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی جائے اور باقی کے لیے اختیار ہے کہے یا نہ کہے اور اقامت تو سب کے لیے کہی جائے۔ (جماعت کے لیے)۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۰ جلد ۴]

مسئلہ: قضاء کے ادا کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء کرے جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۵ جلد ۴]

قضاء نمازوں میں تاخیر کی گنجائش

مسئلہ: فوت شدہ بہت ساری نمازیں جو کسی کے ذمہ واجب ہیں گو اس کے لیے واجب یہ ہے کہ فوراً ادا کی جائیں، لیکن عذر کی وجہ سے ان نمازوں کو دیر سے ادا کرنا جائز ہے۔ جس طرح اور جتنی فرصت ملے تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرسکتا ہے، البتہ چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ [درمختار ص ۶۷۵ جلد اول]

فوت شدہ نماز کی نیت

مسئلہ: فوت شدہ نمازیں کسی کے ذمہ زیادہ تعداد میں ہوگئی ہوں تو نیت میں اس طرح کہے کہ

پہلی نماز ظہر ادا کر رہا ہے جو اس کے ذمہ تھی، پھر اس کے بعد دوسری ظہر کا نام لے۔
[درمختار ص۷۶ ۲ جلد ۱]

اگر مرنے سے پہلے قضاء نماز ادا نہ کر سکا؟

سوال: اگر قضاء نماز کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذہ سے بری ہونے کی کیا صورت ہے؟

جواب: فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی (مرنے کے بعد) موجب سقوط عذاب ہو سکتا ہے۔ (باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسا کہ فرمایا:۔ ﴿وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾

[پارہ۵سورۃ النساء،] [فتاویٰ دار العلوم ص۳۶۲ جلد ۴]

مسئلہ: اگر قضاء نمازیں بکثرت ہوں جن کا شمار کرنا دشوار ہو تو چاہیئے کہ خوب سوچ سمجھ کر ایک صحیح تخمینہ کرے، مثلاً چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوا اور چار پانچ سال تک نمازیں نہیں پڑھیں یا کبھی پڑھیں اور کبھی چھوڑ دی اور یہ صورت اس شخص کے اندازہ میں مثلاً چار سال کی ہوئی تو اس شخص کو اپنے زعم (گمان) کے مطابق اس قدر نمازوں کو ادا کرنا چاہیئے۔

آخر دنیا میں کسی کا قرض ذمہ ہو اور تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ و تخمینہ سے ہی اس کو ادا کرتے ہیں کہ اس کا کچھ ذمہ باقی نہ رہے۔ ایسے ہی سوچ کر کہ کس قدر دنوں کی نمازیں قضاء ہوئی ہیں، ان کو ادا کرنا چاہیئے اور مناسب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے زائد پڑھے کہ سراسر نفع ہی نفع ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۳۵۳ ج ۴، ہدایہ ص۱۳۸ باب قضاء]

قضاء نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟

مسئلہ: زندگی میں تو نماز کا فدیہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ قضاء نمازوں کو ادا کرنا ہی لازم ہے، البتہ اگر کوئی شخص اسی حالت میں مرجائے کہ اس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقہ فطر کی طرح پونے دو سیر غلہ ہے۔ فدیہ ادا کرنے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہے، اس دن غلہ کی جو قیمت ہو، اس کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے۔ اور چونکہ وتر ایک مستقل نماز ہے اس لیے دن رات کی چھ نمازیں ہوتی ہیں اور ایک دن کی نماز قضاء ہونے پر چھ صدقے لازم ہیں۔ میت نے

اگر اس سے وصیت کی ہو، تب تو تہائی مال سے یہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ البتہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے فدیہ ادا کریں تو توقع ہے میت کا بوجھ اتر جائے گا۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۹ جلد ۳]

قضاء نماز کس وقت پڑھنی ناجائز ہے؟

مسئلہ: تین اوقات ایسے ہیں کہ جن میں کوئی نماز بھی جائز نہیں، نہ قضاء نہ نفل۔

۱ سورج طلوع ہونے کے وقت، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے، اور دھوپ کی زردی جاتی رہے۔

۲ غروب سے پہلے جب سورج کی دھوپ زرد ہو جائے، اس وقت سے لے کر غروب آفتاب تک۔ (البتہ اگر اس دن عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت بھی پڑھ لینا ضروری ہے، نماز کا قضاء کر دینا اچھا نہیں)۔

۳ نصف النہار (زوال) کے وقت، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

ان تین اوقات میں کوئی نماز بھی جائز نہیں۔ ان کے علاوہ تین اوقات ہیں، جن میں نفل نماز جائز نہیں۔ قضاء نماز اور سجدہ تلاوت کی اجازت ہے۔

۱ صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے صرف سنت پڑھی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی نفل نماز اس وقت جائز نہیں۔

۲ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک۔

۳ عصر کی نماز کے بعد غروب (سے پہلے دھوپ زرد ہونے) تک۔

ان تین اوقات میں نوافل کی اجازت نہیں، نہ تحیۃ المسجد، نہ تحیۃ الوضوء نہ دوگانہ طواف۔ البتہ قضاء نماز ان اوقات میں جائز ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ان اوقات میں قضاء نماز لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، بلکہ تنہائی میں پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۴ جلد ۳]

مسئلہ: جس شخص کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں، اس کو نوافل کے بجائے قضاء نمازیں پڑھنی چاہئیں، خواہ جاگنے والی راتوں (شب برات و شب قدر) میں پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۶ جلد ۳]

میّت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا؟

مسئلہ: اگر میت کے وارثین اس کے حکم سے اس کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء کریں اس کی طرف سے درست نہیں ہوں گی، اس لیے کہ نماز عبادت بدنی ہے جس کے لیے ہر مکلّف کو حکم ہے کہ وہ خود ادا کرے، دوسرے کے ادا کرنے سے اس کی طرف سے ادا نہیں ہوتی ہے، برخلاف حج کے اس میں وہ نیابت کو قبول کرتا ہے یعنی اگر وارث میت کی طرف سے حج کر دے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا، اگر چہ میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو۔
[درمختار ص۶۷۳ جلد ۱، امداد الاحکام ص ۶۶۸ جلد ۱]

مرض الموت میں خود فدیہ دینا؟

مسئلہ: میت اگر اپنے مرض الموت میں خود اپنی نماز کا فدیہ دے گا تو یہ درست نہیں ہوگا، لہذا اس پر واجب یہ ہے کہ وہ وصیت کر جائے، البتہ روزہ کا فدیہ خود اپنی طرف سے اپنے مرض الموت میں دے دے گا تو یہ جائز ہوگا، مگر اس کی صحت اس کی موت کے بعد ثابت ہوگی۔
مسئلہ: نماز روزہ کے کفارہ میں کل فدیہ کی رقم ایک فقیر (حاجت مند، جو صاحب نصاب نہ ہو) کو دینا بھی درست ہے، اور کسی کو بھی دے سکتا ہے۔ [درمختار ص۶۷۴ جلد اول]

اگر مرتد پھر اسلام قبول کرلے تو وہ نمازیں کیسے پڑھے گا؟

مسئلہ: جو لوگ مرتد ہو گئے ہوں (اسلام سے پھر گئے ہوں) اور پھر اسلام قبول کر لیا ہو وہ زمانہ ردت کی ان نمازوں کی قضاء نہیں پڑھیں گے جو انہوں نے چھوڑ دی تھیں اور ان پر زمانہ ردت کے پہلے نمازوں کی قضاء نہیں ہے اس لیے کہ وہ مرتد ہونے کی وجہ سے اصلی کافر کی طرح ہو جاتا ہے، تو جس طرح کافر پر اصلی زمانہ کفر کے وقت کی نمازوں کی قضاء نہیں ہے، اسی طرح اس پر بھی نہیں ہے، البتہ حج کی قضاء کرے گا، یعنی اس کا لوٹانا ضروری ہوگا۔ [درمختار ص۶۷۵ جلد اول]

رات میں بالغ ہونے سے عشاء کی قضاء

مسئلہ: ایک نابالغ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد سویا، نیند میں اس کو احتلام ہوا، اب فجر کے بعد

وہ جاگا تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ عشاء کی نماز کی قضاء پڑھے اس لیے کہ وہ سونے سے پہلے نابالغ تھا، اور عشاء کی نماز اس حالت میں پڑھی تھی تو وہ نفل کے درجے میں ہوئی، اب جب رات کو احتلام ہوا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ رات ہی میں بالغ ہو گیا، لہٰذا عشاء کی نماز بلوغ کے بعد اس پر فرض ہوگی، گو وہ اس وقت سویا ہوا تھا، مگر سونا خطاب شرعی کے لیے مانع نہیں ہے، تو اب وہ فجر کے بعد جب جاگا ہے تو اس کے لیے فرض ہے کہ غسل کرنے کے بعد عشاء کی نماز کی قضاء پڑھے۔

مسئلہ: مریض نے بیماری میں تیمم کر کے اشاروں سے وہ نماز پڑھی جو اس کی صحت کے زمانہ میں فوت ہوگئی تھی تو اس سے اس کی یہ نماز درست ہوگی، تندرست ہونے کے بعد اس نماز کو دوبارہ نہیں پڑھے گا۔ [درمختار ص۶۷۶ ج۱]

کیا قضاء نمازیں چھپ کر ادا کی جائیں؟

مسئلہ: مناسب یہ ہے کہ جو شخص نمازوں کی قضاء پڑھے، اس پر دوسروں کو مطلع نہ ہونے دے یعنی قضاء نمازیں چھپ کر پوشیدہ طور پر پڑھے، اور یہ اس وجہ سے کہ نماز کو اس کے وقت سے ٹالنا معصیت ہے اور گناہ و معصیت کو ظاہر نہیں کر سکتا ہے، یہ بری بات ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے قضاء نماز علی الاعلان پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [درمختار ص۶۷۷ جلد اول]

مسئلہ: قضاء نماز، ادا نماز کے مشابہ ہے، سفر میں بھی اور اقامت میں بھی، اس وجہ سے کہ قضاء ہو جانے کے بعد وہ متغیر نہیں ہوتی ہے، یعنی اگر سفر میں نماز قضاء ہوگئی تھی اور حالت اقامت میں اس کو پڑھے گا تو قصر کرے گا اور اسی طرح جو نماز حالت اقامت میں قضاء ہوئی ہے اور اس نے اس کو حالت سفر میں ادا کی تو پوری نماز پڑھے گا اس لیے کہ نماز جس طرح واجب ہوتی ہے وقت کے بعد اسی طرح ادا کی جاتی ہے اس میں رد و بدل نہیں ہوا کرتا ہے، البتہ وقت کے اندر نیت کے بدل جانے سے نماز بدل جاتی ہے، مثلاً مسافر تھا، وقت کے اندر اقامت (ٹھہرنے) کی نیت کر لی تو اب پوری نماز پڑھے گا، اسی طرح مقیم تھا اور وقت کے اندر سفر کی نیت کر لی اور اپنی آبادی سے باہر نکل گیا تو قصر پڑھے گا، یا مسافر تھا، اس نے کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اب پوری نماز پڑھے گا۔ [درمختار ص۶۷۸ جلد ۱]

مسئلہ: اگر قصر پڑھتا رہا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہیں ہے تو ان نمازوں کی قضاء کرنا ضروری ہے، مثلاً جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی ان کو شمار کر کے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضاء کریں اور سنتوں کی قضاء نہیں ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۳۳۳ ج ۴]

(کیونکہ جب نماز ہی نہیں ہوئی تو قضاء کرنی ہوگی۔ (تفصیل دیکھئے، احقر کی مرتب کردہ کتاب ''مسائل سفر''۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

سنتوں اور نوافل کا بیان

دن رات میں پانچ نمازیں تو فرض کی گئی ہیں اور وہ گویا اسلام کا رکن رکین اور لازمہ ایمان ہیں، ان کے علاوہ ان کے آگے پیچھے اور دوسرے اوقات میں بھی کچھ رکعتیں پڑھنے کی ترغیب و تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، پھر ان میں سے جن کے لیے آپ ﷺ نے تاکیدی الفاظ فرمائے یا دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ جن کا آپ نے عملاً بہت زیادہ اہتمام فرمایا، ان کو عرف عام میں ''سنت'' کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ کو ''نوافل'' کہا جاتا ہے۔

نوافل کے اصل معنی زوائد کے ہیں اور حدیثوں میں فرض نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو نوافل کہا گیا ہے۔

پھر جن سنتوں یا نفلوں کو فرضوں سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، بظاہر ان کی خاص حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربار عالی کی خاص الخاص حضوری ہے اس میں مشغول رہنے سے پہلے انفرادی طور پر دو چار رکعتیں پڑھ کر دل کو اس دربار سے آشنا اور مانوس کر لیا جائے اور ملاء اعلیٰ سے ایک قرب و مناسبت پیدا کر لی جائے۔

اور جن سنتوں یا نفلوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے ان کی حکمت اور مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرضوں کی ادائیگی میں جو قصور رہ گیا ہو اس کا تدارک بعد والی ان سنتوں اور نفلوں سے ہو جائے۔

فرضوں کے آگے یا پیچھے والے سنن و نوافل کے علاوہ جن نوافل کی مستقل حیثیت ہے مثلاً دن میں چاشت اور رات میں تہجد یہ دراصل تقرب الی اللہ کے خاص طالبین کے لیے ترقی اور تخصص و مخصوص نصاب ہے۔ [معارف الحدیث ص ۳۲۰ جلد ۳ و مظاہر حق ص ۱۱۲ جلد ۲ و علم الفقہ ص ۲۰ جلد ۲]

نوافل کا ایک خاص فائدہ

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور اس کی نماز کی جانچ کی جائے گی، پس اگر وہ ٹھیک نکلی تو بندہ فلاح یاب اور کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام و نامراد ہو جائے گا، پھر اگر اس کے فرائض کے علاوہ کچھ نیکیاں (سنتیں یا نوافل) ہیں؟ تا کہ اس کے فرائض کی کمی و کسر کو پوری کر سکے۔ پھر نماز کے علاوہ باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ [معارف الحدیث ص ۳۷۴ جلد ۳]

سنت پڑھنے کا طریقہ اور تعداد: نفل نمازوں کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو فرض کا ہے، فرق صرف اس قدر ہے کہ فرائض کی صرف دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل اور سنتوں کی سب رکعتوں میں جو سورتیں پڑھی جائیں ان کا برابر نہ ہونا بھی خلاف سنت نہیں ہے۔

نوافل دن میں دو رکعت تک اور رات میں چار رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جا سکتی ہے مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنی چاہیے۔

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا وجوب منقول ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے کچل ڈالیں یعنی جان جانے کا خوف ہو جب بھی نہ چھوڑو اس سے صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ فجر کی سنتیں میرے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۳ جلد ۲ مسلم شریف ص ۲۵۱ جلد ۱ درمختار ص ۹۷ جلد ۱]

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ [مراقی الفلاح درمختار علم الفقہ ص ۴۳ جلد ۲ ہدایہ ص ۹۵ جلد ۱ شرح نقایہ ص ۱۰۰ جلد ۱ کبیری ص ۳۸۲]

جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں اور فرض کے بعد بھی چار رکعتیں ایک سلام سے۔ [مراقی الفلاح]

عصر کے وقت کوئی سنت مؤکدہ نہیں، ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب

ہیں۔ [مراقی الفلاح، علم الفقہ ص۴۲، ترمذی شریف ص۹۸، فتاویٰ رحیمیہ ص۲۵ ج۳]

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ [علم الفقہ ص۴۲، مسلم شریف ص۲۵۲ جلد اول]

عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں اور فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ [علم الفقہ ص۴۲ جلد۲، ہدایہ ص۹۵ جلد۱، شرح نقایہ ص۱۰ جلد۱، کبیری ص۳۸۴، ابوداؤد ص۱۸۵، فتاویٰ رحیمیہ ص۴۸ جلد۳، فتاوےٰ محمودیہ ص۲۰۳ جلد۲]

وتر کے بعد بھی دو رکعتیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں لہذا یہ دو رکعتیں وتر کے بعد مستحب ہیں۔ [علم الفقہ ص۴۲،ص۴۲ جلد۲، بخاری شریف ص۱۵۵ جلد۱، ابن ماجہ ص۸۳]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ [صحیح مسلم شریف]

احادیث میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اسی طرح منقول ہے۔ چار رکعت قبل ظہر اور دو رکعت اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو قبل فجر کے۔

[علم الفقہ ص۴۲ جلد۲، کتاب الفقہ ص۵۱۹ تا ص۵۲۱ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص۲۳۵ جلد۴]

احادیث میں پنج وقتی نمازوں سے پہلے یا بعد سنن و نوافل کا ذکر آتا ہے، یہ بہت اہم ہیں اور ان کی اہمیت کا اندازہ قیامت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرائض کی کمی کو نوافل وغیرہ سے پورا کریں گے۔ اس لیے ان کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: اگر صبح کی نماز شروع ہو چکی ہو، اور کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت آئے کہ اس نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھیں، اگر اس کو ایک رکعت مل جانے کا یقین ہو تو پھر وہ الگ جگہ پر سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

[ہدایہ ص۱۰۱ جلد اول، شرح نقایہ ص۱۰۸ جلد، فتاویٰ رحیمیہ ص۲۷ جلد۳، کتاب الفقہ ص۵۲۰ جلد۱، علم الفقہ ص۹۹ جلد۲]

مسئلہ: صبح کی سنتیں عین امام کے پیچھے ادا کرنا شدید مکروہ ہے۔

[نماز مسنون ص۵۳۶، جامع صغیر ص۱۲، ہدایہ ص۱۰۱ جلد۱، شرح نقایہ ص۱۰۸ جلد۱]

مسئلہ: فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکعتیں ہیں۔ یہ سب سے زیادہ ضروری سنتیں ہیں، ان کا بیٹھ کر (بغیر مجبوری کے) یا سواری کے اوپر بلا کسی عذر کے ادا کرنا جائز نہیں ہے، ان کا وقت وہی ہے جو نماز فجر کا وقت ہے، پس اگر دونوں کا وقت نکل جائے تو ان سنتوں کی قضا فرض کے ساتھ

پڑھی جائے، مثلاً کوئی سوتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو پہلے سنتوں کی قضاء پھر فرض کی قضاء پڑھی جائے اور قضاء پڑھنے کا وقت زوال آفتاب سے پہلے پہلے ہے۔

اور اگر ان میں سے صرف فجر کے فرض پڑھے، فرض سے پہلے سنتیں نہیں پڑھیں تو سنتوں کی قضاء نہ پڑھی جائے، صرف فرض پڑھے۔

[کتاب الفقہ ص ۵۲۰ جلد ۱، وفتاویٰ محمودیہ ص ۵۴ جلد ۳ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۲]

مسئلہ: فجر کی سنتوں کی مستقل قضاء نہیں ہے، البتہ اگر فجر کے فرض قضاء ہو گئے ہوں تو فجر کے فرض کے ساتھ زوال سے پہلے پہلے سنتوں کی قضاء ہے بعد میں نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۱۵ جلد ۴]

مسئلہ: صبح صادق کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے یا قضاء کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت فجر بھی جائز نہیں، اور نہ کوئی نوافل۔ اور عصر کی نماز کے بعد بھی کوئی نماز جائز نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۷۱ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۴۷ جلد اول غنیۃ المستملی ص ۲۳۷]

مسئلہ: اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت میں اگر نماز کے سنن اور مستحباب وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہیں ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیئے کہ صرف (نماز کے) فرائض اور واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑے۔ [علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

فجر وظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں؟

سوال: صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنت موکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء سورج نکلنے کے بعد پڑھے تو بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مواخذہ نہیں اور ظہر کی سنن اگر قضاء ہو جائیں تو فرض پڑھنے کے بعد ضروری ادا کرے۔ وجہ فرق کیا ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت سورج نکلنے کے بعد باقی نہیں رہتا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۷۲ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۳۱ جلد ۱]

جماعت کے لیے سنت پڑھنے والے کا انتظار کرنا؟

سوال: ظہر کی نماز دو بجے ہوتی ہے، ابھی دو بجنے میں تین منٹ باقی تھے کہ ایک شخص نے ظہر کی

سنتوں کی نیت باندھ لی، تیسری رکعت میں دو بج گئے۔ کیا امام کو اتنی تاخیر کی اجازت ہے کہ وہ شخص چار سنتوں کو پوری کرے؟

جواب: اجازت اس قدر کی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ٤٧ جلد ٣ بحوالہ عالمگیری ص ٥٣ جلد اول]

(تاخیر سے آنے والوں کو چاہیے کہ وہ وقت مقررہ کا خیال رکھتے ہوئے سنتیں پڑھیں یا الگ حصہ میں سنتیں ادا کی جائیں تا کہ کسی کو پریشانی نہ ہو، اور اچھا تو یہی ہے کہ سنن و نوافل گھروں پر پڑھیں۔ [محمد رفعت قاسمی]

فجر کی سنتیں جماعت کے وقت کیوں؟

مسئلہ: ایک شخص طعن کرتا ہے کہ فجر کی سنتیں باوجود جماعت قائم ہو جانے کے حنفی لوگ پڑھتے رہتے ہیں۔

جواب: امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق حدیث اور قرآن شریف دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ بعض احادیث میں چونکہ سنت فجر کی زیادہ تاکید آئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ایسا رہا ہے کہ فرضوں کے شروع ہونے کے بعد انہوں نے سنتیں صبح کی پڑھی ہیں اور سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ آثار کتب میں منقول ہیں۔ امام صاحب نے اس پر عمل فرمایا، پھر اعتراض اور طعن فضول اور غلطی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ٣٢٢ جلد ٤]

مسئلہ: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسا ثابت ہے کہ صبح کے فرض کی قراءت کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف ہو کر سنتیں پڑھتے تھے۔ اس لیے امام ابوحنیفہؒ نے ایسا حکم دیا ہے کہ علیحدہ ہو کر سنت کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت ہو جائے تا کہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ٢٠١ جلد ٤، بحوالہ ردالمختار ص ٦٧٩ جلد ١]

سنتوں کو فضیلت کس قاعدے سے؟

سوال: اگر کوئی مغرب یا فجر کے فرض الگ پڑھ رہا ہو، اگر دوسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو نماز توڑ کر جماعت میں مل جائے اب شبہ یہ ہے کہ جماعت سنت ہے اور اعمال کے باطل کرنے پر قرآن میں حکم ممانعت آیا ہے اور فجر کی سنت کے متعلق کہ جب تک قعدہ

اخیرہ ملنے کی امید ہے سنتیں نہ توڑے اور چار رکعت سنت کے بارے میں ہے کہ اگر تیسری رکعت میں جماعت قائم ہوئی ہے تو چار رکعت پوری کر کے شریک جماعت ہو۔ تو شبہ یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں پر فضیلت کس قاعدے سے حاصل ہے کہ فرض توڑے جائیں اور سنت نہ توڑی جائیں؟
جواب: یہ ابطالِ عمل چونکہ واسطے اکمال کے ہے اس لیے جائز ہے۔ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب کا کام ہے۔ اور فجر کی سنتوں میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ قعدہ اخیرہ کے ملنے تک کی امید ہو کہ سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو جائے تا کہ ثواب بھی مل جائے اور سنتیں بھی ادا ہو جائیں۔ غرض یہ کہ مسائل مذکورہ صحیح ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ٣١٦ جلد ۴، شرح وقایہ ص ٢٠٩ جلد اول]

(سوال میں جو اشکال سنت کے نہ توڑنے پر ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرض اگر پڑھ رہا ہے تو اس کو توڑ کر پھر اسے ہی امام کے ساتھ ادا کرے گا تو وہاں ابطال الاکمال ہے، بخلاف سنت کے کہ اسے ترک کر کے اسے نہ پڑھے گا بلکہ فرض پڑھے گا تو یہ ابطال الاکمال نہ ہوا، لہٰذا نہ توڑنے کی صورت میں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور فرض کی فضیلت بھی حاصل کر لے گا۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ حاشیہ فتاویٰ دار العلوم ص ٣١٦ جلد ۴]

سنتوں کے مسائل

مسئلہ: ایک رکعت پڑھ چکنے کے بعد ظہر کی نماز کی جماعت شروع ہوگئی تو دوسری رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ٣١٩ جلد ۴، رد المحتار ص ٦٦٨ ج ا]

مسئلہ: اگر کسی نے ظہر سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ کی نیت باندھی اور اتنے میں ظہر کی نماز باجماعت شروع ہوگئی اور اس نے دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیا تو اس کو فرضوں کے بعد پوری چار رکعت پڑھنی ہوں گی اور پہلے جو دو رکعت پڑھی تھیں وہ نفل ہو جائیں گی۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۵۹ بحوالہ شامی ص ٦٣٠ جلد او فتاویٰ رحیمیہ ص ٣١۴ ج ٣]

مسئلہ: اگر چار سنت نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ سنت شمار نہ ہوگی، بعد میں چار رکعت ایک سلام سے پڑھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ٢٩٢ جلد ٧]

مسئلہ: ظہر کے پہلے کی سنت جو شخص نہ پڑھ سکا اور جماعت میں شامل ہو گیا تو فرض کے بعد چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو، مگر فتح القدیر نے پہلے دو سنت پڑھنے کو ترجیح دی

ہے۔ پس اختیار ہے جو چاہے کرے درست ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۲۲ جلد۴، ردالمحتار ص۶۷۳ جلد اول وغنیہ ص۳۷۹ جلد۱]

(ویسے اچھا یہی ہے کہ پہلے فرض کے بعد دوسنت پڑھے اور پھر بعد میں چار سنتیں پہلے والی پڑھے کیونکہ دیکھنے والے کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ یہ فرض پڑھنے کے بعد پھر فرض لوٹا رہا ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: حدیث سے فجر اور عصر کے بعد سنن ونوافل کی ممانعت معلوم ہوئی اور ظہر کے بعد ممانعت نہیں آئی، للہذا ظہر کی سنتیں پہلے کی اگر رہ جائیں تو بعد فرضوں کے ان کو پڑھ لے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۲۰۵ جلد۴، ردالمحتار ص۶۷۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام کے ساتھ التحیات بھی مل سکے تو فجر کی سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہو مگر یہ ضروری ہے کہ جماعت کے برابر جس درجہ میں جماعت ہو رہی ہے اس میں سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور فقہائے حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد کے دروازہ کے پاس یا علیحدہ سے کوئی دری وغیرہ یا حجرہ ہو، اس میں سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو، امام اور جماعت کے پاس سنتیں نہ پڑھے۔ امام کی قراءت کی آواز آنا مانع سنتوں کے پڑھنے کو نہیں ہے۔ آواز آنے یا نہ آنے پر مدار سنتوں کے پڑھنے نہ پڑھنے کا نہیں رکھا۔ (یعنی آواز آنے میں کوئی حرج نہیں ہے) اور چونکہ صبح کی سنتوں کی تاکید زیادہ آئی ہے، اس لیے باوجود علیحدہ جگہ ہونے کے سنتوں کو چھوڑنا برا ہے۔ کیونکہ شریعت میں یہ ثابت ہے کہ جماعت ہوتے ہوئے سنتیں الگ پڑھنا ممنوع نہیں ہے تو بلا وجہ سنتوں کا چھوڑنا اچھا نہ ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص۳۲۵ جلد۴۔ درمختار ص۶۱۷ جلد اول]

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ سنت فجر کی علیحدہ جگہ میں مسجد سے خارج میں پڑھیں، اگر ایسا موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے درجہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں، اور اگر باہر جماعت ہو رہی ہو تو اندر پڑھیں، اور مجبوری میں ایسا بھی درست ہے کہ (اگر کوئی جگہ الگ نہ ہو تو) پیچھے کی صفوں میں سنت پڑھیں۔ بہرحال چھوڑنا سنت کا نہ چاہیے جب تک جماعت کا کوئی جز مل سکے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۲۳ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۶۷۲ جلد ا، علم الفقہ ص۹۹ جلد۲]

مسئلہ: سنت پڑھے بغیر جو جماعت میں شامل ہو گیا وہ بعد فرض کے اس وقت سنت نہ پڑھے

بلکہ بعد آفتاب طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے تو پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۲۳ جلد۴، ردالمختار ص۶۷۲ جلد اول]

(مطلب یہ ہے کہ سنت کی قضا نہیں ہے اگر چاہے تو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے اور اگر فجر کی نماز قضاء ہوگئی تو زوال سے پہلے اگر ادا کرے تو سنت بھی پڑھ لے اور زوال کے بعد سنت کی قضاء نہیں ہے بعد میں چاہے تو پڑھے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: طلوع آفتاب سے پہلے سنت کی قضاء پڑھنا مکروہ ہے۔[فتاویٰ محمودیہ ص۲۶۳ جلد۱]

مسئلہ: اگر کوئی شخص عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھی تو اس میں بھی شامل ہوگیا، اب وہ (اگر سنت، وتر پہلے پڑھ چکا تو سنت اور وتر نہ پڑھے (کیونکہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے۔ اور جماعت میں شامل ہونا اس کے لیے نفل کے حکم میں ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۲۰ جلد۴]

مسئلہ: امام نے مؤکدہ سنتیں نہ پڑھی ہوں تب بھی وہ جماعت کرا سکتا ہے۔ امام صاحب کو چاہیے کہ سنتوں سے پہلے فارغ ہونے کا اہتمام کیا کریں اور اگر کبھی امام پہلے فارغ نہ ہو سکے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کو سنتوں کا موقع دے دیا کریں۔ اگر وقت کم ہو تو امام فرض پڑھانے کے بعد سنت پڑھے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص۱۷۰ جلد۱، ترمذی شریف ص۵۷ جلد۱، آپ کے مسائل ص۲۴۸ جلد۳، فتاویٰ محمودیہ ص۴۰۲ جلد۲]

مسئلہ: فرض جہاں پر پڑھے ہوں، وہاں سے الگ (آگے یا پیچھے) ہوکر نفل و سنت پڑھنا مستحب ہے اور الگ گھر میں پڑھنے والے کے لیے بھی یہی بہتر ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص۲۳۰ جلد۴]

مسئلہ: سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے اور یہ حکم ہر دو سنن (فرض سے پہلے اور بعد والی) کے لیے ہے، لیکن اگر فرض کے بعد مکان پر جانے میں راستہ یا مکان جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دینوی میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لے، کیونکہ ایسا بھی ثابت ہے۔ اور جب تک وقت اس نماز کا ہے، ان نوافل و سنت کا بھی ہے (مگر متصلاً فوراً ہی پڑھنا اولیٰ ہے)[فتاویٰ دارالعلوم ص۲۰۷ جلد۴، فتاویٰ رحیمیہ ص۲۹ جلد۳، مشکوٰۃ شریف ص۱۸۶ جلد۱، محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: فجر کے فرض شروع کرنے کے بعد یاد آیا کہ سنت نہیں پڑھی ہے۔ ایسی حالت میں سنت کے لیے فرض نہ توڑے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص۱۸ جلد۳، بحر الرائق ص۴۸ جلد۲]

مسئلہ: سنن موکدہ پڑھنے کے بعد اگر جماعت میں دیر ہو تو نوافل پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ سوائے سنت فجر کے، اس کے بعد نوافل سورج بلند ہونے تک درست نہیں ہیں۔ دیگر اوقات میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ وقت نوافل کی کراہت کا نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۸ جلد ۴ ردالمحتار ص ۳۴۹ جلد ۱]

مسئلہ: دن کی نفلوں اور سنتوں میں قرأت آہستہ ہی پڑھنا چاہیے البتہ رات میں اختیار ہے خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۰ جلد ۴ ردالمحتار ص ۴۹۸ جلد ۱]

مسئلہ: نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے پس اگر کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اس نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۵ جلد ۴]

مسئلہ: سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں کرنے سے ثواب میں تو کمی آجاتی ہے لیکن سنتوں کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۱ جلد ۴، ردالمحتار ص ۶۳۶ جلد ۴]

مسئلہ: کوئی سنت ظہر پڑھ رہا تھا، ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے اور بعد فرض کے چار رکعت پھر سنت ظہر پڑھنی چاہیئے (دو رکعت جو پڑھی اس کے علاوہ چار پڑھنی چاہیئے) اور اس میں اختیار ہے چاہے چار سنت پہلے یا دو سنت پہلے اور نیت سنت ظہر کی کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۲ جلد ۴، ردالمحتار ص ۶۷۳ جلد ۱ فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۶ جلد ۴ وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۷ جلد ۲]

مسئلہ: جمعے کی سنت موکدہ کا حکم ظہر کی سنت کی طرح ہے کہ اگر شروع کر چکا اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو فرض کے بعد پڑھ لے۔

[علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

مسئلہ: سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں ہے۔ جمعہ اور ظہر اور عشاء اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جا سکتی ہیں۔ [کفایت المفتی ص ۲۶۷ جلد ۳] (بشرطیکہ نماز کا وقت ہو جائے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ])

مسئلہ: بغیر سنت (ظہر وغیرہ پڑھے فرض پڑھا دینے سے نماز ہو جاتی ہے۔

[کفایت المفتی ص ۲۷۰ جلد ۳]

مسئلہ: جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لیے اس جگہ سے ہٹنا ضروری نہیں ہے۔

[کفایت المفتی ص ۲۷۴ جلد ۳]

مسئلہ: تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد فجر یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ [کفایت المفتی ص ۲۷۴ جلد ۳]

مسئلہ: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسافر پر سنتیں نہیں ہیں، اس لیے (مسافر صرف فرض نماز پڑھتے ہیں اور) بلا عذر اور بلا مجبوری بھی سنتیں چھوڑ دیتے ہیں، یہ غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ سفر شرعی کے اندر اگر مشغول زیادہ ہو یا ریل میں کثرت سے بھیڑ ہو تو سوائے فجر کی سنتوں کے باقی وقتوں کی سنتیں چھوڑنے کی گنجائش ہے، مگر اطمینان کی حالت میں کبھی نہ چھوڑنا چاہیئے پس سخت مجبوری میں ایسا کرے۔ [اغلاط العوام ص ۶۳ تفصیل دیکھیئے مسائل سفر مکمل و مدلل میں]

کیا سنتوں کے بعد مزید دعا کریں؟

سوال: دعا مانگنے کے دو طریقے دیکھے، پہلا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر مانگتے ہیں (زیادہ طویل نہیں) اس کے بعد نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ فرائض کے بعد فقط ((اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَام الخ)) والی دعا مانگی جاتی ہے، پھر سنن وغیرہ پڑھ کر امام و مقتدی اکٹھے ہو کر فاتحہ کہہ کر مل کر دعاء کرتے ہیں، سنتوں کے بعد مل کر دعاء کو ضروری سمجھا جاتا ہے، بڑے اہتمام و التزام اور پابندی سے کیا جاتا ہے اور امام کے ساتھ بھی شرط کی جاتی ہے کہ اس طرح الفاتحہ پڑھنا ہوگا۔ کونسا طریقہ مسنون ہے؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ جس طرح فرض نماز جماعت سے پڑھی ہے دعا بھی جماعت کے ساتھ کی جائے یعنی امام اور مقتدی سب مل کر دعاء مانگیں اور جس طرح سنتیں اور نفلیں الگ الگ پڑھی ہیں دعاء بھی الگ الگ مانگیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں دونوں طریقوں میں سے پہلا طریقہ مسنون اور مطابق سنت ہے۔ دوسرا طریقہ خلاف سنت، بے اصل، من گھڑت اور بلا دلیل ہے۔ الگ الگ سنتیں اور نفل پڑھنے کے بعد سب کا اکٹھا جمع ہونا اور اکٹھے ہو کر دعا مانگنا نہ صرف آنحضرت ﷺ کے کسی عمل اور فرمان سے ثابت ہے نہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ اور ائمہ دین میں سے کسی کے قول و عمل سے ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کا طریقہ یہ تھا کہ فرض نماز جماعت سے ادا فرما کر دعا بھی جماعت کے ساتھ (امام و

مقتدی سب مل کر مانگا کرتے تھے، اور سنتیں اور نفلیں الگ الگ پڑھا کرتے تھے تو دعا بھی الگ الگ مانگا کرتے تھے، بہر حال جب یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر و بیشتر سنتیں گھر جا کر ادا فرماتے تھے تو امام و مقتدی کا مل کر باجماعت (سنتوں اور نفلوں کے بعد) دعا مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کیا سنتیں گھر میں پڑھ کر دوبارہ مسجد میں جمع ہوتے تھے؟

کبھی کسی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں سنتیں پڑھنے کا اتفاق ہوا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کے ساتھ مل کر دعا نہیں فرمائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتوں میں مشغول رہتے اور مقتدی اپنی اپنی نمازوں سے فارغ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراغت کا انتظار کیے بغیر ہی چلے جاتے تھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۶ جلد ۱ بحوالہ ابوداؤد ص ۱۹۱، فتاوی دارالعلوم ص ۲۱۲ جلد ۴ تفسیر کبیر ص ۲۴۳ جلد ۸، بحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲]

مسئلہ: امام کے ساتھ دعا مانگنا کوئی ضروری نہیں ہے، آپ نماز سے فارغ ہو کر (اگر جلدی ہو تو) اپنی دعاء کر کے جا سکتے ہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۲۷۳ جلد ۳]

مسئلہ: دعا کے وقت نماز استسقاء کے علاوہ ہاتھ کاندھوں سے اوپر نہ جائیں اور دعا میں عاجزی اور مسکنت کی کیفیت ہونی چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۷۵ جلد ۳]

مسئلہ: نمازوں کے بعد بغل گیر ہونا مصافحہ کرنا نہ سنت ہے نہ واجب بلکہ بدعت ہے۔ اگر کوئی شخص دور سے آیا ہوا اور نماز کے بعد ملے تو اس کا مصافحہ و معانقہ کرنا جائز ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۸۷ جلد ۳]

مسئلہ: دعاء مانگتے وقت جب ہاتھوں کو اٹھاؤ تو ان کو اس طرح رکھو کہ ہاتھوں کے اندر کا رخ یعنی ہتھیلیاں منہ کے سامنے رہیں جیسا کہ دعاء کے وقت کا معمول ہے۔ [مظاہر حق ص ۹۱ جلد ۳]

مسئلہ: احادیث سے معلوم ہوا کہ دعاء کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا اور پھر دعا کے بعد اٹھے ہوئے ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیرنا سنت ہے۔ [مظاہر حق ص ۹۱ جلد ۳]

مسئلہ: نماز ختم ہونے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعاء مانگے اور اگر امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لیے بھی۔ اور دعا مانگنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعاء سنائی دے تو خواہ سب آمین آمین کہتے رہیں۔ [بہشتی زیور ص ۳۲ جلد ۱۱ بحوالہ طحطاوی ص ۱۸۴ جلد ۱ کفایت المفتی ص ۳۰۷ جلد ۳]

اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتوں کا حکم

سوال: اگر امام سے جماعت کے دوران غلطی ہو جائے اور اس غلطی کا احساس اس وقت ہو، جب فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفلیں بھی پڑھی جا چکی ہیں تو دوبارہ فرض پڑھانے کے بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھنا پڑیں گی یا نہیں؟

جواب: بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، اگر سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز صحیح نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں۔ البتہ وتر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۴ جلد۳]

مسئلہ: عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر باوضو پڑھے تو وقت کے اندر یاد آ جائے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے، وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی مذہب حنفیہ میں یہ ہے کہ جب فرض عشاء کے نہ ہوئے تو فرض کے لوٹانے کے ساتھ سنتوں کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنت فرض کے تابع ہیں اور چونکہ وتر واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہذا اس کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور صاحبین رحمہما اللہ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لیے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں۔ اور صورت مسئولہ یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آ گیا اور وقت گزرنے کے بعد اگر یاد آیا تو صرف فرض عشاء کے پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۶۴ جلد۴ بحوالہ ہدایہ ص ۱۳۹ ج۱]

نماز وتر کا طریقہ

نماز وتر واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں۔ [ابوداؤد، مستدرک]

وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہے، اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فرض نمازوں کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے اور اس کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کر

جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں اٹھا کر پھر باندھے اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲]

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَانَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ))

مسئلہ: اگر کسی کو یہ دعائے قنوت یاد نہ ہو تو بجائے اس کے یہ دعاء پڑھے۔ ((رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) [پارہ ۲ سورۃ البقرۃ] اور اگر یہ بھی نہ یاد ہو تو دعائے قنوت کے یاد ہونے تک یہ دعاء پڑھ لے: ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ)) تین مرتبہ۔ یا یہ پڑھے ((یَا رَبِّ)) تین مرتبہ۔ [علم الفقہ ص ۴۰ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۴۰ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۵۴۴ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۴ جلد ۴، رد المختار ص ۶۲۴ جلد اول]

مسئلہ: وتر اور سنت موکدہ اور نوافل کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا ضروری ہے۔ [نماز مسنون ص ۳۹۳، کبیری ص ۳۳۳]

مسئلہ: ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ الخ پڑھنی جائز ہے مگر آہستہ آواز سے، بلند آواز سے نہ پڑھے۔ [کفایت المفتی ص ۳۱۱ جلد ۳]

وتر سے متعلق مسائل

مسئلہ: وتر کا وقت شفق کے غائب ہونے سے طلوع فجر تک ہے۔ اگر بھولے سے یا ارادۃً ترک ہوئے تو اس کی قضا واجب ہوگی، اگر چہ اس میں دیر ہو جائے۔

مسئلہ: وتر کو نماز عشاء کے بعد پڑھنا واجب ہے، کیونکہ اس میں یہ ترتیب لازمی ہے۔ تاہم اگر بھولے سے عشاء کی نماز سے پہلے پڑھ لیے گئے تو صحیح ہو گئے۔ اسی طرح اگر علی الترتیب دونوں یعنی نماز فرض اور وتر کو پڑھ لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز باطل ہوگئی لیکن وتر صحیح پڑھے گئے تو نماز وتر صحیح قرار دی جائے گی اور صرف عشاء کی نماز دوبارہ پڑھی جائے، کیونکہ اس قسم کی

معذوریوں میں ترتیب ساقط (ختم) ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور سنت یہ ہے کہ اس کو آہستہ پڑھا جائے خواہ کوئی امام ہو یا تنہا پڑھنے والا (اور رمضان المبارک میں وتر کی جماعت میں امام اور مقتدی دونوں حضرات قنوت آہستہ پڑھیں گے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: اگر کوئی شخص دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو رکوع کی حالت میں دعائے قنوت نہ پڑھی جائے اور نہ دوبارہ قنوت کے لیے کھڑا ہو بلکہ سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔ اور اگر کھڑے ہو کر رکوع سے قنوت پڑھ لی اور رکوع کا اعادہ (دوبارہ) نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر غلطی سے سورت اور قنوت پڑھنے سے پہلے رکوع کیا یعنی محض سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تو ضروری ہے کہ سورۃ فاتحہ اور قنوت پڑھنے کیلئے اٹھے اور دونوں چیزیں پڑھ کر دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ اگر سورۃ فاتحہ اور سورت اور قنوت تینوں کو بھول کر رکوع میں چلا گیا تو رکوع سے اٹھ کر فاتحہ، سورت اور قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کر لے، اور اگر رکوع دوبارہ نہ کیا تو تب بھی نماز ہو جائے گی، لیکن سجدہ سہو بہر حال کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: نماز وتر رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں جماعت کے ساتھ مشروع نہیں ہے، ماہ رمضان میں وتر کی جماعت مستحب ہے، اور رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت مکروہ ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۵۳۴ جلد اول]

مسئلہ: تہجد گذار کے لیے بھی افضل یہی ہے کہ رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹ جلد ۳، مراقی الفلاح ص ۴۷، نور الایضاح ص ۱۰۰]

مسئلہ: وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہیئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی، اور اگر واجب اللیل بھی کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۰ ج ۴ ور دالمختار ص ۳۸۹ ج ۱]

مسئلہ: وتر کو واجب کہنا چاہیئے، وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے، لہذا وتر کے ادا کرتے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جائے، تب بھی واجب ہے، وتر ادا ہو جائیں گے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۳ جلد ۴، رد المحتار ص ۳۸۸ جلد اول بحث نیت]

(اور اگر مطلق وتر کی نیت کر کے پڑھے جب بھی نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا، نماز وتر ہو جائے

گی ۔[رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: جس نے رمضان میں عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو وہ وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص۱۵۲ جلد۴]

مسئلہ: امام نے قنوت پڑھ کر رکوع کیا اور مقتدی کی دعائے قنوت پوری نہیں ہوئی، اگر تھوڑی باقی ہے کہ اس کو پورا کر کے امام کے رکوع میں شریک ہوسکتا ہے۔ تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص۱۵۴ جلد۴۔ عالمگیری ص۱۰۴ ج۱]

مسئلہ: اگر وتر کی تیسری رکعت میں شریک ہوا پس اگر اس نے تیسری رکعت پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ قنوت پڑھے، بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اسی طرح تیسری رکعت کے رکوع میں شریک ہوا جب بھی بعد میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔[مسائل سجدہ سہو ص ۹۶ بحوالہ مراقی الفلاح ص۲۲۵ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص۵۷ ج۱ عالمگیری ص۱۷۸ جلد اول]

مسئلہ: وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوہرا ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے میں' اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا' دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے' احادیث سے یہ ثابت ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص۲۳۱' ج۴' درمختار ص۶۵۲ ج۱]

مسئلہ: کیونکہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ نفلوں میں کھڑا ہونا فرض نہیں ہے' امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے' پس آپ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائیگی ہے جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص۲۴ جلد۳]

مریض کے احکام

مسئلہ: بعض مریض نماز کا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ ممکن ہے یہ زندگی کا آخری مرض ہو، کیونکہ ہر بیماری موت کی یاددہانی کراتی ہے۔ صحت میں فکر نہ کی تو اب غافل رہنا اور اہتمام نہ کرنا بڑے ہی اندیشہ اور خطرہ کی بات ہے۔

مسئلہ: بعض مریض تندرستی کے زمانہ میں تو نماز کے پابند ہوتے ہیں مگر بیماری میں نماز کا خیال نہیں رکھتے، اور خیال نہ رکھنے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بیماری یا وسوسہ کی وجہ کی بناء پر کپڑے یا

بدن ناپاک گندے ہیں، یا وضو اور غسل نہیں کر سکتے اور تیمم کو دل گوارا نہیں کرتا کہ اس سے طبیعت صاف نہیں ہوتی، اس لیے نماز قضاء کر دیتے ہیں، یہ سخت جہالت اور نادانی کی بات ہے، ایسے موقع پر اہل علم سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرنا چاہیئے اور شریعت کی عطا کردہ سہولتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ ان وجوہات کی بناء پر نماز قضاء کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: بعض مریض ڈاکٹر اور حکیم کے منع کر دینے کا عذر کرتے ہیں اور نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ جب تک اشارہ سے نماز پڑھنے پر قدرت ہو اشارہ سے نماز ادا کرنا لازم ہے، ہاں جب اشارہ پر بھی قدرت نہ رہے تو بے شک نماز مؤخر کرنا اور بعد میں قضاء کر لینا درست ہے، بیماری پیام موت ہے۔ اس سے انسان کو اور زیادہ ہوشیار اور فکر آخرت کی طرف اور زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے۔

مسئلہ: بعض مریض نماز کے پورے پابند ہوتے ہیں مگر بیماری کے غلبہ سے یا نماز کے وقت نیند کے غلبہ سے یا بہت زیادہ ضعف، کمزوری اور نقاہت سے آنکھیں بند ہو کر غفلت سی ہو جاتی ہے اور نماز کے اوقات وغیرہ کی پوری خبر نہیں ہوتی، یہاں تک نماز قضاء ہو جاتی ہے حالانکہ اگر نماز کی اطلاع کی جائے تو ہرگز کوتاہی نہ کریں، لیکن اوپر کے لوگ تیمارداری خدمت کرنے والے حضرات مریض کی راحت کا خیال کر کے نماز کی اطلاع نہیں کرتے اور اگر بیمار کو کسی طرح اطلاع بھی ہو جائے تو الٹا منع کر دیتے ہیں یا اس کی امداد نہیں کرتے مثلاً وضو، تیمم کپڑوں کی تبدیلی، قبلہ رخ کرنا وغیرہ کچھ نہیں کرتے جس سے خود بھی گنہگار ہوتے ہیں، ایسا کرنا نہ مریض کے ساتھ خیر خواہی ہے نہ اپنے ساتھ۔ (کیونکہ اگر مریض کا مرض میں انتقال ہو جائے تو وہاں کون ساتھ دے گا؟)

مسئلہ: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب مریض ہوش میں نہیں ہے تو نماز معاف ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ ہر بے ہوشی میں نماز معاف نہیں ہوتی، جس میں نماز معاف ہوتی ہے وہ بے ہوشی ہے جس پر خبردار کرنے سے بھی آگاہ (واقف) نہ ہو، اور متصل مسلسل چھ نمازیں (مکمل) بے ہوشی میں گزر جائیں، ایسی شکل میں نماز معاف ہے، قضاء بھی واجب نہیں اور اگر اس سے کم بے ہوشی ہو مثلاً چار یا پانچ نمازیں اس حالت میں گزر جائیں تو اس وقت تو مریض بے ہوشی کی بناء پر نمازیں ادا کرنے کا مکلّف نہیں۔ البتہ ہوش آنے پر ان کی قضا واجب ہے اور اگر قضاء میں سستی اور لاپرواہی کی مرنے سے پہلے ان نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: بعض بیمار کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتے ہیں مگر پھر بھی وہ بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں، حالانکہ جب تک کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی قدرت ہو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا بڑی احتیاط سے نماز ادا کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: بعض مریض نماز میں باوجود اس کے کہ کراہنے کو ضبط کر سکتے ہیں لیکن آہ آہ خوب صاف صاف لفظوں سے کہتے ہیں اور اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ نماز رہے گی یا جائے گی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قدرت ضبط ہوتے ہوئے نماز میں ہائے ہائے یا آہ آہ، اوئی وغیرہ کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ [اغلاط العوام از مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۸]

مسئلہ: بعض عوام ایسے مرض میں مبتلا ہو کر نماز چھوڑ دیتے ہیں جس میں بدن اور کپڑوں کا پاک رہنا مشکل ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ علماء سے مسائل معلوم کر کے نماز پڑھنا چاہیئے۔ ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو جاتی ہے، جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھ جانے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لیے کپڑے زیادہ نہ ہوں تو ایسی حالت میں نماز درست ہو جاتی ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۸]

مریض کے لیے تیمّم کا حکم

مسئلہ: بعض مریض یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وضو کچھ مضر نہیں پھر بھی تیمّم کر لیتے ہیں، بعض مرتبہ خدمت گزار (تیماردار) یا دوسرے خیر خواہ وضو سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میاں شریعت میں آسانی ہے تیمّم کر لو۔ یہ سخت نادانی ہے، جب تک وضو کرنا مضر نہ ہو، تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: بعض مریض یہ غلطی اور بے احتیاطی کرتے ہیں کہ خواہ ان پر کیسی ہی مصیبت گذرے، خواہ کیسا ہی مرض بڑھ جائے جان نکل جائے مگر تیمّم نہیں کرتے، مر جائیں گے مگر وضو ہی کریں گے، یہ غلو ہے، اور در پردہ حق تعالیٰ شانہ کی عطا کردہ سہولت کو قبول نہ کرنا ہے جو سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جس طرح وضو کرنا حق تعالیٰ کا حکم ہے تیمّم بھی اس کا ہی حکم ہے۔ بندہ کا کام ماننا ہے، نہ کہ دل کی چاہت اور صفائی دیکھنا، بندگی تو اسی کا نام ہے کہ جس وقت جو حکم ہو دل و جان سے اطاعت کرے۔ [اغلاط العوام ص ۱۹۶]

مسئلہ: اگر جنبی (جس کو غسل کی ضرورت ہو، غسل کرنے سے ہلاکت یا مرض کے بڑھ جانے کا غالب اندیشہ ہو، اور اگر پانی کا سامان بھی نہ ہو، یا استعمال نہ کرسکتا ہو تو ایسی صورت میں تیمم جائز ہے۔ [شامی ص ۱۵۶ جلد اول و ہدایہ ص ۵۲ جلد اول]

مریض اور معذور کی نماز

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور پر قادر نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔ اگر قیام پر قدرت نہ ہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کہیں سخت درد ہونے لگتا ہو تو اس پر قیام فرض نہیں اس کو چاہیئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے، اگر مسنون طریقے سے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقے سے التحیات پڑھنے کے لیے حالت صحت میں بیٹھنا چاہیئے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقے سے بیٹھنے میں اس کو آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ اور اگر تھوڑی دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہو جائے کھڑا رہے، بعد اس کے بیٹھ جائے حتیٰ کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اس کو چاہیئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے بعد اس کے بیٹھ جائے، اگر نہ کھڑا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواہ لکڑی کے یا تکیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیئے۔

[درمختار، ردالمختار وغیرہ، صغیری ص ۱۴۳، علم الفقہ ص ۱۲۷، ہدایہ ص ۱۰۸ ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۷ جلد ۱، کبیری ص ۲۱۶]

مسئلہ: اگر کسی شخص کے پاس کپڑا اس قدر ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اس کا جسم عورت نہ چھپ سکتا ہو، ہاں بیٹھنے کی حالت میں چھپ جاتا ہو تو اس صورت میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا بے طاقت یا تنفس میں مبتلا ہو جاتا ہو کہ قرأت نہ کرسکے تو اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیئے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

مسئلہ: اگر رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگر کھڑے ہونے کی طاقت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لیے رکوع کی بہ نسبت زیادہ سر جھکا دے۔ کسی چیز کا پیشانی کے برابر اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے،

ہاں اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھ دی جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے تو اس کو چاہیئے کہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے، لیٹنے کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے، پیر قبلے کی طرف ہوں اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ لے تا کہ منہ قبلے کے سامنے ہو جائے اگر پہلو لیٹے خواہ داہنے پر یا بائیں پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منہ قبلے کی طرف ہو اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہیئے، سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو، آنکھ یا ابرو وغیرہ کے اشارہ سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

اگر یہ بھی قدرت نہ ہو تو جیسے ممکن سہولت ہو پڑھے۔

[علم الفقہ ص ۱۲۷ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد اور مختار ص ۷۰۳ جلد ۱]

مسئلہ: اگر کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو مگر ہوش و حواس قائم ہوں تو اس کو چاہیئے کہ بہت جلد نماز پڑھ لے تاخیر نہ کرے مبادا انفاس میں مبتلا ہو جائے اور نماز قضاء ہو جائے ہاں اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت میں بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس کو صدمہ پہنچے گا تو بیٹھ کر پڑھے، اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آ گیا ہو مگر ابھی تک نفاس نہ ہوا ہو تو اس کو بھی نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین میں کوئی گڑھا کھود کر روئی وغیرہ بچھا کر بچے کا سر اس میں رکھ دے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ [خزانۃ الروایات وغیرہ]

اگر نہ پڑھے گی تو بعد میں اس نماز کی قضاء اس کے ذمہ ہوگی۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ: اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ نماز اس وقت نہ پڑھے بعد صحت کے اس کی قضاء پڑھ لے، پھر اگر یہی حالت اس کی پانچ نمازوں سے زیادہ تک رہے تو اس پر ان نمازوں کی قضاء بھی نہیں، جیسا کہ قضاء کے بیان میں گزر چکا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی مریض کو رکعتوں کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اس پر بھی اس وقت کی نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعد صحت کے ان کی قضا پڑھ لے ہاں اگر کوئی شخص اس کو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے۔ یہی حکم ہے اس شخص کا جو زیادہ بڑھاپے کے سبب سے مخبوط العقل ہو گیا ہو یعنی دوسرے شخص کے بتانے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اگر کوئی بتانے والا نہ ملے تو وہ

اپنے غالب رائے پرعمل کرے۔ [نفع المفتی]

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں بیمار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ سکتا ہو تمام کرلے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر پڑھے، رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو لیٹ کر۔

[علم الفقہ ص ۱۲۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۹ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۹، درمختار ص ۷۰۶ جلد ۱]

مسئلہ: اگر کوئی معذور حالت نماز میں قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھ کر رکوع سجدہ کرتا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہو گئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے اور اگر رکوع سجدے سے بھی معذور تھا اور اس نے اشارہ سے رکوع سجدہ کرنے کا ارادہ کر کے نیت باندھی تھی مگر ابھی تک کوئی رکوع سجدہ اشارے سے ادا نہیں کیا تھا اور اب اس کو رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ اپنی باقی نماز رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کر چکا ہو تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی اور پھر نئے سرے سے اس نماز کا پڑھنا اس پر لازم ہوگا۔

[علم الفقہ ص ۱۲۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۹ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۹]

مسئلہ: اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں، تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ [شامی وغیرہ] (ایسی نیند نہ آئے جس سے وضو جاتا رہے)۔

مسئلہ: نفل نماز میں جیسا کہ ابتداء میں بیٹھ کر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز میں بھی بیٹھ جانے کا اختیار ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ [درمختار وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۹ جلد ۲]

انسان معذور کب بنتا ہے؟

مسئلہ: کسی کو پیشاب کا قطرہ کم وبیش آتا رہتا ہے مگر نماز کا پورا وقت گھیرتا نہیں ہے، اتنا وقت مل جاتا ہے کہ پاکی کی حالت میں نماز ادا کر سکے تو وہ معذور نہیں ہے اس کو چاہیئے کہ قطرہ رک جانے کا انتظار کر کے پھر وضو کر کے نماز پڑھ لے، اگر نماز پڑھتے ہوئے قطرہ آنے کا شبہ ہو جائے

تو نماز توڑ کر وہ جگہ دیکھ لے، اگر واقعی قطرہ ہے تو شرمگاہ پانی سے دھولے وضو کر کے کپڑا بدل کے نماز پڑھے۔ اگر قطرہ نہ آیا ہو ویسے ہی شبہ ہوا ہو تو آئندہ اس قسم کے شبہ کی پروانہ کرے، بلکہ وضو کرنے کے بعد رومالی پر کچھ پانی چھڑک لے۔ شبہات سے بچنے کی یہ بھی ایک تدبیر اور علاج ہے۔ اور اگر قطرہ آتا رہتا ہے اور اتنا وقت بھی نہ ملے طہارت (پاکی) کے ساتھ اس وقت کی نماز ادا کر سکے تو وہ معذور ہے۔ ایسا معذور ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے پاک کپڑا پہن کر فرض، واجب، سنت، نفل جو چاہے پڑھ سکتا ہے، جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا قطرہ آنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں قطرہ کے علاوہ دوسرے نواقض سے وضو ٹوٹ جائے گا یعنی دوسری وضو توڑنے والی چیزوں سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

ایک وقت پورا ایسا گزر جانے کے بعد طہارت سے نماز ادا کرنے کا موقع نہ ملے اور معذور ہونے کا حکم لگ جائے، اس کے بعد دوسری نمازوں کے اوقات میں پورا وقت قطرہ جاری رہنا شرط نہیں ہے۔ کبھی کبھی قطرہ آجانا معذور بنے رہنے کے لیے کافی ہے۔ ہاں اگر نماز کا ایک وقت کامل (پورا) ایسا گزر جائے کہ ایک دفعہ بھی قطرہ نہ آئے تو اب وہ معذور نہ رہے گا۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۳ جلد ۴ بحوالہ نور الایضاح ص ۵۴ و امداد الاحکام ص ۲۷۳ جلد اول]

مسئلہ: چاہے نماز کی حالت میں پیشاب کا قطرہ ٹپک جائے، اور کپڑوں پر بھی لگ جائے معذور ہونے کی وجہ سے شرعاً معاف ہے۔ لہذا نماز نہ پڑھنے کا بہانہ غلط ہے نماز معاف نہیں ہے۔ [فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۲ جلد ۴ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۲۹]

مسئلہ: قطرہ نکلنے کے خوف سے عضو خاص (پیشاب گاہ) پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۱۲ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۱۳۹ جلد اول]

مسئلہ: اگر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کا مستحب اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ کو اتنی جھکائی جائے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔ سرین (کولھے) اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۲۹۹ جلد ۴، شامی ص ۴۲۶ جلد ۱]

مسئلہ: بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قراءت کے وقت نگاہ سجدہ کی جگہ کے بجائے گود میں مناسب ہے۔ [فتاوی محمودیہ ص ۱۵۷ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۳۲۱ جلد ۱]

مسئلہ: معذور کے لیے سجدہ کرنے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا

نہیں چاہیئے، جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے، تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [امداد الاحکام ص ۱۹۸ جلد ۱]

معذور سے متعلق مسائل

مسئلہ: جو شخص کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھ رہا ہو، اگر درمیان میں تھک جائے اور درماندہ ہو جائے تو لاٹھی، دیوار پر ٹیک لگا کر نماز پوری کر سکتا ہے یا بیٹھ جائے اور نماز پوری کر لے۔ یہ عذر ہے اس کے حق میں اگر بغیر عذر کے بیٹھے گا تو مکروہ ہوگا۔ [ہدایہ ص ۱۰۹، کبیری ص ۲۷۱]

کیونکہ نفل پڑھنے والا بلا کراہت ہر حال میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور جب بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو درمیان میں بھی بیٹھ سکتا ہے۔ [درمختار ص ۷۰۲ ج ۱]

مسئلہ: اگر ریل گاڑی وغیرہ میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

[درمختار ص ۷۰۶ جلد اول]

مسئلہ: معذور بیمار بیٹھ کر نماز پڑھنے والا قراءت اور رکوع کے وقت جس طرح چاہے بیٹھے اگرچہ بہتر صورت وہی ہے جیسے تشہد کے وقت بیٹھا جاتا ہے، سجدہ اور تشہد کی حالت میں اس طرح بیٹھنا چاہیئے جس طرح پہلے بتایا گیا ہے، لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج اور دشواری نہ ہو، بصورت دیگر وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جس میں زیادہ آسانی ہو۔

[کتاب الفقہ ص ۸۰۴ جلد ۱]

مسئلہ: لنگڑا جو کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا، اس کو جماعت میں صف اول میں (کنارہ پر) بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ [امداد الاحکام ص ۵۴۵ جلد اول]

مسئلہ: جو شخص بیٹھ کر بھی اشارہ سے نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سنت اور نفل کا ادا کرنا (مریض کے لیے) ضروری نہیں ہے اگر پڑھ سکے تو بہتر ہے نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۰ جلد ۴، رد المحتار ص ۷۱۲ جلد ۱]

مسئلہ: مرض کی وجہ سے شراب (یا نجس مرہم وغیرہ) کی پٹی باندھی گئی تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے، نماز اس کی درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴۰ جلد ۴، رد المحتار ص ۷۱۱ جلد اول]

مسئلہ: اگر ریاح کا مریض شرعی معذور ہو چکا ہے یعنی یہ مرض خروج ریح کا اس کو اس قدر زیادہ

ہے کہ کسی وقت اس کو ایسی نوبت آ چکی ہے کہ تمام وقت نماز میں اس قدر مہلت اس کو اس مرض نے نہیں دی کہ وضو کر کے فرض وقت میں بغیر اس عذر کے پڑھ سکا ہو تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ ایک دفعہ وضو کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے اگر چہ ریح نماز میں خارج ہوتی رہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۲ جلد ۴، ورد المختار ص ۲۸۰ جلد اول باب المعذور وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۳ جلد ۷]

(ایسا مریض ایک وضو سے وقت کے اندر اندر اس نماز کو ادا کر سکتا ہے چاہے نماز میں بھی ریاح نکلتی رہیں، لیکن اس وضو سے دوسرے وقت کی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے، ہر نماز کے لیے تازہ وضو یا ایک تیمم کی ضرورت ہو تو تازہ تیمم کرے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: جس قدر طاقت ہو اسی کے موافق نماز ادا ہو جائے گی۔ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ الغرض تکلیف بقدر وسعت ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۳۶ جلد ۴]

مسئلہ: اگر مرض کی وجہ سے رکوع و سجود کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر اشارہ سے نماز پڑھے اور رکوع کی نسبت سے سجدہ کا اشارہ ذرا پست کرے، لیکن کوئی چیز (تکیہ وغیرہ) اٹھا کر پیشانی کے سامنے کر کے اس پر سجدہ نہ کرے۔ [ہدایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۷ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲، فتاویٰ رحیمیہ ص ۵۶ جلد ۳]

مسئلہ: اگر ایسی کمزوری ہو کہ بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو پھر پشت پر (یعنی چت) لیٹ کر نماز پڑھے اور پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے۔ اور رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے۔ [ہدایہ ص ۱۰۹ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲]

مسئلہ: اگر پہلو پر لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۰ جلد اول]

مسئلہ: اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص نہ ہو اور خود مریض قبلہ کی طرف اپنا رخ نہیں کر سکتا تو جس طرف مریض کا رخ ہو اسی طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۲۴ جلد ۱]

مسئلہ: اگر کسی کو سلسل بول (پیشاب جاری ہونا) کا مرض لاحق ہو اور یہ اندیشہ ہے کہ نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پیشاب آ جائے گا اور بیٹھ کر پڑھے تو نہیں آئے گا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اس طرح ایک تندرست صحت مند آدمی کو اگر تجربہ وغیرہ سے یہ معلوم ہو کہ کھڑے ہونے سے بے ہوشی ہو جائے گی یا سر چکرانے لگے گا تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور ان تمام صورتوں میں رکوع اور سجود کے ساتھ معمولی طریقہ پر نماز کا ادا کرنا واجب ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۸۰۲ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۹۵ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی شخص بغیر سہارے کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہے لیکن کسی دیوار یا لکڑی وغیرہ کے سہارے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہ سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا پابند ہے، اس کو بیٹھ کر نماز جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: جتنی دیر بھی مریض کو بغیر سہارے کے بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن ہو اتنی دیر بغیر سہارے کے بیٹھنا چاہیئے، اگر بغیر سہارے کے نہ بیٹھا جا سکے تو سہارا لینا ہی پڑے گا، اس کے لیے لیٹ کر نماز جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی سہارا لے کر یا بغیر سہارے کے بیٹھ کر پڑھنے سے عاجز ہو تو کروٹ لے کر یا لیٹ کر نماز پڑھے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد ۱، امداد الفتاویٰ ص ۴۵۱ جلد اول و درمختار ص ۱۰۷ جلد اول]

(جس طرح بھی ممکن ہو سکے بغیر کسی پریشانی کے نماز پڑھے۔) [رفعت قاسمی]

مسئلہ: اگر کوئی شخص محض آنکھ، پلک یا دل سے اشارہ کر سکتا ہے تو اسی حالت میں وہ نماز سے بری الذمہ متصور ہوگا اور اس حالت میں نماز درست نہ ہوگی خواہ عقل قائم ہو یا نہ ہو۔ یا ایسا مرض ہے تو اس پر قضاء بھی واجب نہ ہوگی۔ بشرطیکہ فوت شدہ نمازوں کی تعداد پانچ سے زیادہ ہو جائیں، بصورت دیگر قضاء واجب ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر مریض کو سر کے ساتھ اشارہ کرنے کی طاقت بھی نہ رہے تو ایسی حالت میں نماز اس سے موخر ہوگی۔ آنکھ اور ابرو کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں نماز کو موخر کر دے۔ اگر تندرست ہو گیا تو نمازیں قضاء کرے گا۔ [ہدایہ ص ۱۰۹ جلد اول، شرح نقایہ ص ۱۱۸ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲]

مسئلہ: کوئی شخص قیام (کھڑے ہونے) پر قادر ہو لیکن رکوع اور سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام لازم نہ ہوگا، بلکہ وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔

[ہدایہ ص ۱۰۹ ج ۱، کبیری ص ۲۶۶ و کتاب الفقہ ص ۸۰۶ جلد اول]

رکوع و سجود سے معذوری کا حکم

مسئلہ: اگر کوئی شخص رکوع کرنے یا سجدہ کرنے سے یا ان میں سے کسی ایک کے ادا کرنے سے معذور ہو تو جس امر سے معذور ہو اس کو اشارہ سے ادا کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے، صرف رکوع نہیں کر سکتا تو اسے واجب ہے کہ نیت باندھے اور قرات کرنے کے لیے کھڑا ہو اور رکوع کا صرف اشارہ

کرے پھر سجدہ کرلے۔

مسئلہ: اگر قیام (کھڑا) تو کر سکتا ہو، لیکن رکوع اور سجود سے عاجز ہو تو تکبیر تحریمہ اور قرات کھڑے ہو کر کرے اور رکوع کے لیے کھڑے کھڑے اشارہ کرے پھر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۰۵ جلد اول]

مسئلہ: ایسا زخمی جس کو سجدہ کرنے سے خون بہہ پڑتا ہے، اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں خون نہیں بہتا، تو اس صورت میں اس کے لیے اچھی شکل یہ ہے کہ بیٹھ کر سر کے اشارہ سے نماز ادا کرے، اس لیے کہ اس صورت میں وضو باقی رہتا ہے صرف سجدہ چھوٹتا ہے اور سجدہ کے بغیر نماز شریعت میں موجود ہے۔ مثلاً سواری پر نماز جب عذر درپیش ہو تو سجدہ ترک کردے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

[درمختار ص ۶۵ جلد ۱، کتاب الصلوٰۃ]

مسئلہ: ایک بیمار جس کے جسم کے نیچے ناپاک کپڑے ہوں اور جب بھی اس کے نیچے کوئی چیز بچھائی جاتی ہے فوراً ناپاک ہو جاتی ہے تو وہ اسی حال میں نماز پڑھے گا، کیونکہ یہ اس کے لیے حکماً پاک قرار دیئے گئے ہیں۔ [درمختار ص ۷۰۹ جلد اول]

جس مریض کو رکعات وغیرہ یاد نہ رہیں؟

مسئلہ: اگر بیمار پر اونگھ کی بیماری کی وجہ سے رکعتوں کی تعداد مشتبہ ہو جائے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں یا سجدے مشتبہ ہو جائیں اور یاد نہ رہیں کہ اس نے کتنے سجدے کیے، تو اس صورت میں اس پر نماز کا ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر وہ نمازوں کو دوسرے کے سکھانے اور بتانے سے ادا کرے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (نماز ہو جائے گی)۔ [درمختار ص ۷۰۴ جلد اول]

آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھنا؟

مسئلہ: مجبور آدمی سر کے اشارہ سے بلا شبہ نماز ادا کر سکتا ہے، مگر اپنی آنکھ، اپنے دل اور اپنے ابرو کے اشارہ سے نماز ادا نہیں کر سکتا ہے۔ [درمختار ص ۷۰۴ جلد اول]

مسئلہ: جس مریض کو چت لیٹنے کا حکم دے دیا گیا ہو تو ایسا شخص اشارہ سے نماز پڑھے گا اس لیے کہ اعضائے انسانی کی حرمت جان کی حرمت کے برابر ہے یعنی جس طرح جان کا بچانا فرض

ہے، اعضاء کا بچانا بھی فرض ہے۔[درمختار ص ۷۰۸ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی کے دونوں ہاتھ کہنی سے اور پاؤں ٹخنے سے کٹے ہوئے ہوں اور اس کے چہرے پر زخم ہو تو ایسا شخص بغیر وضو اور بغیر تیمم نماز پڑھے گا اور پھر ان نمازوں کو لوٹائے گا بھی نہیں۔

[درمختار ص ۷۰۸ جلد اول]

(اگر ہاتھ کہنی سے کم کٹا ہوا ہو تو کوئی وضو کرانے والا ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر موجود نہ ہو تو ضروری نہیں ہے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

پاگل اور بے ہوش کا حکم

مسئلہ: جو شخص پاگل ہو جائے یا اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے پورے چوبیس گھنٹے یہ ہی حال رہے تو بے ہوشی کے ختم ہونے کے بعد ان پانچ وقتوں کی قضاء کرے گا اور اگر اس کا جنون اور بے ہوشی چھٹی نماز کے وقت بڑھ جائے تو پھر وہ ان نمازوں کی قضاء نہیں کرے گا۔[درمختار ص ۷۰۷ جلد اول و کتاب الفقہ ۔ ۷۸۸ جلد اول]

بھنگ و شراب سے عقل جانے پر نماز کا حکم

مسئلہ: نمازی کی عقل اگر بھنگ یا شراب یا کسی اور دوا کے استعمال سے زائل ہوئی ہے تو اس پر بے عقلی کے زمانہ کی نمازوں کی قضاء لازم ہے، اگرچہ عقل کے زائل ہونے کی مدت لمبی ہو، اس لیے کہ یہ عقل کا زائل ہونا خود بندہ کے فعل سے لاحق ہوا ہے جیسے کوئی سو رہا ہے تو سونے کے زمانے کی نمازوں کی قضاء لازم ہے، ساقط نہیں ہوتی، اسی طرح خود کچھ کھا کر بے ہوش ہوا ہے تو اس کی وجہ سے بھی نماز ساقط نہیں ہوتی ہے۔[درمختار ۷۰۸ جلد اول]

نماز کی حالت میں پیٹ میں قراقر ہونا؟

مسئلہ: بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے پیٹ میں قراقر ہو کر ایسا شبہ ہوتا ہے کہ شاید ریح نکل گئی ہو، ایسی شک کی حالت میں نماز نہ توڑے، جب تک آواز یا بدبو نہ آ جائے نماز سے نہ پھرے۔

[فتاوی محمدیہ میاں صاحبؒ ص ٦٨]

(مقصد یہ کہ شک وشبہ نہ کیا جائے جب تک آواز سن کر یا بد بو سونگھ کر ریح نکلنے کا یقین نہ ہو جائے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

ریاح روک کر نماز پڑھنا

مسئلہ: ریاح روک کر نماز ادا کرنے کی صورت میں نماز ہوگئی، البتہ اس میں کراہت ہے (جب کہ) اگر قلب اس کا اس میں زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہوگی ورنہ تنزیہی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۵ جلد ۴ ردالمختار ص ۶۱۲ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۰ جلد ۲]

مسئلہ: پیشاب روک کر جماعت میں شرکت کرنے میں نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب و پاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۶ جلد ۴ ردالمختار ص ۶۰۰ جلد اول]

نماز میں کھجانا؟

مسئلہ: نماز میں کھجلاہٹ خارش جتنی مرتبہ بھی ہو کھجانا درست ہے، مفسد نماز نہیں ہے، خارش اگر کافی مرتبہ ہو تو وہ عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے۔

مسئلہ: ناک سے میل (چونہے) نکالنا یہ برا ہے، اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی، مگر یہ مکروہ ہے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۵ جلد ۴ وفتاویٰ محمودیہ ص ۶۰ ج ۱۳]

صحت کے زمانے کی نماز حالت بیماری میں پڑھنا

مسئلہ: مریض اپنی صحت کی حالت میں قضاء شدہ نماز کو اپنے مرض میں جس طرح پڑھنے پر قدرت رکھتا ہوگا اسی طرح ادا کرے گا مثلاً حالت صحت کی نماز قضاء ہوئی تھی اب اگر اس نماز کو بیماری کے زمانے میں بیٹھ کر پڑھے گا تو عذر کی وجہ سے اس کی یہ نماز جائز ہوگی لیکن اگر حالت بیماری کی قضاء شدہ نماز حالت صحت میں بیٹھ کر پڑھے گا تو درست نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت اس کو کوئی عذر نہیں ہے۔[درمختار ص ۷۴۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

مریض اور معذور کا قبلہ؟

مسئلہ: اس شخص کا قبلہ جو اپنے مرض کی وجہ سے قبلہ رخ ہونے سے مجبور ہو، اور ایسا ہی ہر وہ شخص

جس سے نماز کے ارکان ساقط ہو چکے ہوں، ان سب کا قبلہ ان کی قدرت والی جہت ہے یعنی جس طرف وہ رخ کر کے مجبوری میں نماز پڑھ سکتا ہو نماز پڑھے گا۔ نماز جائز ہوگی، ان مجبوروں کے لیے قبلہ رخ ہونا لازم نہیں ہے، اگر چہ بیمار جو خود قبلہ رخ نہیں ہوسکتا لیکن اس کے پاس ایسا آدمی (تیماردار) ہے جو اس کو قبلہ رخ کر سکتا ہے تب بھی قبلہ رخ ہونا (بیمار و مجبور کے لیے) لازم نہیں ہے۔ [درمختار ص ۷۸ جلد اول و عالمگیری ص ۵۶ جلد ۳]

(استقبال قبلہ بھی شرط ہے مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاجز کے لیے جہت پر قدرت ہو کافی ہے۔)

مسئلہ: مریض کے نیچے ناپاک کپڑے ہیں اور یہ صورت ہے کہ جو کپڑا بچھاتے ہیں فوراً ناپاک ہو جاتا ہے تو اسی حالت میں نماز پڑھے، اور اگر دوسرا بستر ناپاک نہیں ہوتا لیکن بستر (کپڑے وغیرہ) بدلنے میں مریض کو تکلیف ہوتی ہے تو بستر نہ بدلیں۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۵۶ جلد ۳]

مسئلہ: مریض کا مجبوری کی حالت میں کپڑا پاک نہ ہو سکے اور نہ پاک رہ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے (اسی حالت میں) اور اگر کپڑا پاک بدل سکتا تھا اور نہ بدلا تو قضاء لازم ہوگی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۳۳ جلد ۴، ردالمحتار ص ۲۸۱ جلد ۱، باب احکام المعذور]

مسئلہ: مریض سردی وغیرہ کی وجہ سے اپنے تمام بدن اور منہ کو چادر وغیرہ میں چھپا کر نماز پڑھے تو نماز اس مریض کی صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۳۳ جلد چہارم، ردالمحتار ص ۲۸۰ جلد اول باب شروط الصلوٰۃ]

بے نمازی کی طرف سے فدیہ دیں تو وہ بری ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ: بلا وصیت میت کے اور بلا مال چھوڑنے کے ورثاء کے ذمہ کوئی کفارہ (مرنے والے کی طرف سے) واجب نہیں ہے، اگر تبرعاً کفارہ اس کی نمازوں کا ادا کریں تو درست ہے اور بہت اچھا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرمادے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اگر چہ یہ یقین نہیں ہے کہ میت بری ہو جائے گی مگر کچھ امید برات کی ہے اور یہ فدیہ کا دینا نماز چھوڑنے پر دلیر نہیں بنا سکتا۔ (مالداروں کو) کیونکہ اول تو تارک نماز کو کیا یقین ہے کہ اس کے ورثاء فدیہ ادا کریں گے یا نہیں، دوسرے بغیر وصیت بغیر مال کے چھوڑے، وارثوں کے تبرع (محض اپنی

طرف) سے فدیہ ادا کرنے سے برات یقینی نہیں ہے۔ بہر حال فریضہ کا چھوڑنا معصیت کبیرہ ہے، اس کا سوال ضرور ہوگا، فدیہ ادا نہ کیا، باقی معافی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ﴿وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [پارہ ۵ سورۃ النساء]

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۵ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۸۵ ج ۱ باب قضاء الفوائت]

وصیت کے باوجود فدیہ نہ دیا تو؟

مسئلہ: میت کے ورثاء میت کے وصیت کر جانے اور مال کے چھوڑ جانے کے باوجود اگر وصیت کو ثلث مال میں سے پورا نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور میت بھی مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمادیں۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۸ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۸۵ جلد اول باب قضاء الفوائت و فتاویٰ محمودیہ ص ۹۸ جلد ۷]

نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟

مسئلہ: کفارہ نمازوں کا مرنے کے بعد ورثاء کو دینا چاہیے۔ زندگی میں کفارہ کا حکم نہیں ہے، اور کفارہ نماز کا پونے دو سیر گندم ہیں (یعنی ایک کلو ۶۳۳ گرام) دن رات میں چھ نمازیں لینی چاہئیں یعنی مع وتر کے۔ پس ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ۹ کلو ۷۹۸ گرام گیہوں ہوئے۔ اختیار ہے کہ خواہ گندم دے یا نقد۔ نقد روپیہ بہتر ہے کہ اس میں سب حوائج پوری ہوسکتی ہیں۔ اور اگر دینی کتب خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتابیں (ضرورت مند غریب) طلباء کو تقسیم کر دی جائیں اور ان کی ملک کر دی جائیں۔ مدارس اسلامیہ میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریقہ سے جائز نہیں ہے۔ اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (مالک بنانا ضروری ہے)۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۶۲ جلد ۴، فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ جلد ۱۳]

مسئلہ: اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کا مصرف ہے اور زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجتمند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور اگر مدرسہ میں طلبہ کے واسطے بھیجا جائے تو یہ بھی اچھا مصرف ہے، لیکن فیس منی آرڈر ڈرافٹ وغیرہ اس میں محسوب (حساب میں شمار) نہ ہوگا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۲۹ جلد ۴]

مریض کا زندگی میں نمازوں کا فدیہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ: شیخ فانی کو (بڑھاپے وزندگی کی آخری اسٹیج پر) روزہ کا فدیہ دینا درست ہے لیکن نماز کا فدیہ (بدلہ) خود اس کو (اپنی زندگی میں) دینا درست نہیں ہے اور نمازیں اس فدیہ سے ساقط (معاف) نہ ہوں گی کیونکہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع وسجود کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو اشارہ سے پڑھے، البتہ اس کے مرنے کے بعد جو نمازیں اس کے ذمہ رہ جائیں یا روزے رہ جائیں اور وصیت فدیہ دینے کی کرے اور مال بھی چھوڑے تو اس کے وارثوں کے ذمہ فدیہ ادا کرنا ضروری ہے اور حکم اس کا زکوٰۃ کا سا ہے کہ تملیک فقیر (ضرورت مند) اس میں ضروری ہے۔ اگر مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لیے دیا جائے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ علم دین کے لیے طلبہ کی امداد ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۳۸ جلد ۴ بحوالہ ہدایہ ص ۲۰۴ جلد ۱ کتاب الصوم]

مسئلہ: توبہ سے یا حج سے صرف گناہ معاف ہوتے ہیں، فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو اس کے ذمہ قرض داروں کا قرض ایسا ہی واجب ہے جیسے حج کرنے سے پہلے تھا، اسی طرح حقوق اللہ کا بھی جو قرض ہے (نماز وغیرہ) وہ ادا کرنے سے ہی ادا ہوگا، توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہوگی اور فوراً ادا کرنا جو لازم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر پھر قضاء کرنے میں تاخیر کی تو ازسرنو گنہگار ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۷ جلد ۴، شامی ص ۶۷۲ جلد ۱]

مسئلہ: قضاء شدہ نمازوں کا کفارہ ان کا ادا کرنا ہے اور حق تعالیٰ شانہ، سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ کرنا ہے، صدقہ دینا نہیں ہے۔ ہاں اگر صدقہ دے تو چونکہ صدقہ سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کا جو غصہ سبب ترک نماز کے تھا وہ نہ رہے اور کسی غریب کی حاجت براری سے رحمت الٰہی متوجہ ہو جائے۔ باقی اصل ادا کرنا نماز کا ہے، صدقہ دینے سے نماز (زندگی میں) ساقط نہ ہوگی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۴ ج ۴]

مسئلہ: قضاء نماز وروزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ قضاء ان کی لازم ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۳ جلد ۴، ردالمحتار ص ۶۸۰ جلد اول]

حیلۂ اسقاط

سوال: اسقاط یعنی حیلہ جوئی کو جنازہ کی نماز سے قبل یا بعد اس طرح دیا جاتا ہے کہ گیہوں ایک من نقد کم از کم سوا روپیہ اور قرآن مجید۔ اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضاء شدہ نماز روزہ حج وغیرہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں اور ایک بڑی سی دعا بھی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔

جواب: حیلہ اسقاط مذکورہ وارثان میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص۳۳۰ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۶۷۹ ج۱]

متفرق مسائل

جس ملک میں رات مختصر ہو وہاں پر نماز کا حکم

سوال: حاصل سوال یہ ہے کہ برطانیہ میں عموماً شمالی حصہ میں اکثر گرمی کے موسم میں عشاء کا وقت گیارہ بج کر تین منٹ پر شروع ہوتا ہے اور صبح صادق ایک بج کر چھیالیس منٹ پر ہو جاتی ہے۔ گویا رات کی مقدار دو گھنٹہ تینتالیس منٹ تک ہو جاتی ہے۔ امسال رمضان المبارک میں ایسا ہی ہوگا۔ اب اگر وقت شروع ہوتے ہی اذان دے کر بارہ چودہ منٹ پر بھی نماز شروع کر دی جائے تو فرض وتراویح سے فراغت تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں ہوگی اور اس طرح اب رات کا حصہ کم وبیش صرف ایک گھنٹہ بچے گا، اس مختصر وقت میں سحری کھانا پینا اور دوسری ضروریات پوری کرنا اور مسجد جانا وغیرہ سب کچھ کرنا بہت مشکل ودشوار ہوگا تو عمل کی کیا صورت ہوگی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عزیمت تو یہی ہے کہ سنت کے مطابق پورے ایک ختم قرآن پاک کے ساتھ پوری تراویح پڑھ کر پورا ماہ مبارک مجاہدہ میں گزاردیں ورنہ اگر معذوری ہو، مثلاً کمزوری ہو یا مریض ہو یا ملازمت کی مجبوری ہو تو ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الفیل] سے بیس رکعات تراویح پوری کرلیں اور اگر اس کی بھی طاقت یا موقع نہ ہو تو فرض اور وتر کے درمیان محض

آٹھ رکعت تراویح کی نیت سے پڑھ لیا کریں۔

(ب) اسکاٹ لینڈ یا جہاں بھی ایسا ہو کہ کسی مہینہ میں مثلاً مئی جون اور وسط جولائی تک پوری رات شفق ابیض بعد مغرب قائم رہتی ہے اور صبح صادق ہونے پر بیاض (سفید) پھیلا کر مکمل روشنی مہیا کر دیتی ہے تو ایسے مقام میں عشاء کا وقت اور سحر کے آخری وقت کا تعین کس طرح کیا جائے اور نماز کس طرح اور کس وقت پڑھی جائے؟

تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگرچہ اکثر فقہائے احناف رحمہم اللہ نے شفق ابیض کے بعد ہی شروع وقت عشاء بیان کیا ہے، لیکن بعض محققین فقہاء شفق احمر کے غروب کے بعد سے ہی وقت عشاء کی ابتداء بیان کرتے ہیں۔

اس لیے مذکورہ حالت میں شفق احمر کے غروب ہوتے ہی عشاء کا وقت تسلیم کر کے نماز عشاء صبح صادق کا بیاض شروع ہونے سے قبل قبل ادا کر لی جائے۔ اور رمضان المبارک میں بھی عشاء کے فرض اور وتر کے درمیان صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہونے سے پہلے تراویح بھی پڑھ لینے کی کوشش کی جائے۔

اگر بیس رکعات کا موقع الم ترکیف پڑھ کر بھی نہ ملے تو آٹھ رکعت ہی پڑھ لیا کریں، ہاں جہاں اس کا بھی موقع نہ ہو تو صرف عشاء کے فرض اور وتر ہی پڑھ لیا کریں، اور ادا کی نیت سے پڑھیں جیسا کہ مقیمین بلغار کے لیے نماز عشاء کی ادائیگی کی بحث میں فقہاء رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے، کہ اگر شفق ختم ہونے سے قبل ہی صبح صادق شروع ہو جائے اور عشاء کا وقت نہ ملے جب بھی مغرب کی نماز اور فجر کے درمیان مغرب کے بعد کچھ وقفہ دے کر عشاء کے فرض اور وتر بہ نیت ادا پڑھ لینا راجح ہے۔ [نظام الفتاوے ص ۴۷ بحوالہ شامی ص ۲۷۵]

جہاں عشاء کا وقت نہ ملے تو نماز عشاء کا حکم

سوال: لندن میں بائیس مئی سے اکیس جولائی تک ان دو ماہ کی راتیں صرف ساڑھے چار گھنٹے فی رات کی ہے۔ ان ایام میں غروب شفق نہیں ہوتا۔ اب اس حال میں نماز عشاء کے متعلق کیا حکم ہے؟ کہ عشاء کا وقت غروب شفق کے بعد ہے؟ لہٰذا مذکورہ ذیل باتوں کی تفصیل فرمائیں۔

① جہاں وقت عشاء نہ ہو وہاں عشاء فرض ہے؟

۲ اگر وہ فرض ہوتی ہے تو کب پڑھی جائے؟

۳ کیا طلوع آفتاب کے بعد قضاء کرے، اگر قضاء ہو تو اس کا وقت مقرر کر کے اذان و جماعت کے ساتھ؟

جواب: (اس مسئلہ میں کافی تفصیل واختلاف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ) اگرچہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا، لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہیے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کے برابر ہوگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کا اندازہ کر کے پڑھو، یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں ادا کرو۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۹۱ جلد۲، درمختار ص۲۰ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

(۲) جب عشاء کا وقت ملتا تھا اور نماز عشاء پڑھی جاتی تھی، مغرب بعد اتنے فاصلہ پر عشاء پڑھی جائے یا گرد و نواح میں جہاں عشاء کا وقت ہوتا ہے اور نماز عشاء اس کے وقت پر ادا ہوتی ہے تو اس حساب سے پڑھی جائے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ صبح صادق کے بعد عشاء اور وتر ادا کی جائیں پھر فجر کے وقت میں نماز فجر پڑھی جائے۔ (کیونکہ) درمختار میں ہے کہ جس کو عشاء کا وقت نہ ملے وہ بھی عشاء اور وتر کا مکلف ہے یعنی عشاء اور وتر کی ادائیگی اس پر ضروری ہے وہ ان دونوں نمازوں کا اندازہ کر کے پڑھے یعنی جس موسم میں عشاء کا وقت ہوتا تھا اس وقت مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی تھی اتنے فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے اور عشاء اور وتر میں قضاء کی نیت نہ کی جائے۔ (کیونکہ) قضاء وہ ہے جس کا وقت ملے اور فوت ہو جائے، یہاں تو عشاء کا وقت ہی نہیں تو پھر قضاء کا مسئلہ کہاں رہا۔ [درمختار مع شامی ص۳۳۵، جلد اول]

(۳) طلوع آفتاب کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں مگر نماز فجر اور عشاء میں ترتیب مشکل ہے۔ لہٰذا صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے عشاء کے فرض اذان، تکبیر اور جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ: لیکن وتر باجماعت صرف رمضان المبارک میں ہی ادا کیے جاتے ہیں۔ [جوہرہ نیرہ ص۴۴ جلد اول، بالتفصیل کفایت فتاویٰ رحیمیہ ص۲ ۹۵ جلد ۱ و فتاویٰ محمودیہ ص۹۳ جلد ۷ و نظام الفتاویٰ ص۵۹ جلد ۱ و فتاویٰ دار العلوم

ص ۴۴ جلد ۲]

جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو نماز کیسے پڑھیں؟

مسئلہ: جس مقام پر سورج چھ مہینے مسلسل غروب رہتا ہے اور چھ مہینے مسلسل طلوع رہتا ہے اس مقام پر انسانی آبادی مشکل ہے۔ بہر حال وہاں جو لوگ آباد ہیں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ جس وقت آفتاب غروب ہو، اس وقت سے ہر چوبیس گھنٹہ کو گھڑی دیکھ کر ان کو دن اور رات کا مجموعہ قرار دے کر پانچوں نمازیں جس فصل و انداز سے پڑھتے ہیں پڑھتے رہیں۔ حدیث دجال سے بھی اس طرف روشنی ملتی ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس طرح جب چھ ماہ مسلسل طلوع رہے، اس وقت بھی وہی سابقہ حساب کے اعتبار سے ہر چوبیس گھنٹہ میں شب و روز کی نمازیں اندازہ کے لحاظ سے پڑھتے رہیں اور اس طرح حساب سے جب رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو اس میں روزہ بھی رکھیں، (اسی اعتبار سے) اور جس طرح دنیا کا اپنا ہر کام (سونا، جاگنا، کام کرنا، ڈیوٹی دینا وغیرہ) وقت کے حساب سے کریں گے۔ اسی طرح نماز روزہ بھی حساب کر کے ادا کریں گے۔

جب ایک مرتبہ کوئی نماز پڑھ لی گئی تو پھر اگر اسی نماز کا دوبارہ وقت آئے گا تو دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی، وہی ایک بار کی ایک دن میں پڑھی ہوئی کافی ہوگی۔ یعنی کوئی شخص برق رفتار جہاز سے ظہر کی نماز پڑھ کر مشرق سے مغرب کی طرف سفر کرتا ہے اور منزل پر پہنچنے کے بعد یہاں ظہر کا وقت ہوتا ہے تو اب اس کو نماز ظہر نہیں پڑھنی چاہیئے، کیونکہ جو پڑھ کر آیا تھا وہ کافی ہے۔ [نظام الفتاوی ص ۲۷ جلد اول بحوالہ مسلم شریف ص ۴۰۱ جلد اول وفتاوی دارالعلوم ص ۳۰ جلد ۲]

نمازوں میں فصل کرنے کا طریقہ

مسئلہ: جہاں مسلسل کئی دن یا کئی ہفتہ یا کئی ماہ آفتاب غروب نہیں ہوتا یا طلوع نہیں ہوتا تو وہاں بھی چوبیس گھنٹہ کا ایک دورہ یومی ولیلی (دن ورات کا ایک چکر) متعین کر کے اس کے اجزاء میں پانچوں نمازیں ادا کریں گے اور نمازوں کے درمیان فصل و فاصلہ کا وہی تناسب رکھیں گے جو

یہاں معتدل دن کے ملکوں میں ہوتا ہے۔اور چوبیس گھنٹہ کا ایک دورہ یومی ولیلی معلوم کرنے کے لیے کہ اس کی ابتداء کب سے اور کس طرح کریں تو اس کا آسان اور سہل طریقہ یہی ہے جس دن آفتاب غروب ہوکر طلوع نہ ہونا شروع ہو جائے بلکہ مسلسل غروب ہی رہے، اس دن کے غروب سے چوبیس گھنٹہ کی مقدار کو پورے ایک دن ایک رات کی مقدار شمار کر کے اس میں حسب تصریح بالا پانچوں نمازیں ادا کریں اور پھر چوبیس گھنٹہ کے نصف اول کو رات قرار دے کر اس میں رات کی نماز اور نصف ثانی کو دن قرار دے کر دن کی نمازیں پڑھے چلے جائیں اور دن بڑا ہوتے ہی جس دن آفتاب طلوع ہوکر مسلسل طلوع رہے غروب نہ ہو تو اس میں پہلا دورہ مکمل کرنے کے لیے صرف بارہ گھنٹہ کی مقدار پر ایک دورہ یومی ولیلی (دن ورات) مکمل قرار دیں اور اس بارہ گھنٹہ میں دن کی نمازیں ادا کریں۔اس بارہ گھنٹہ کا دورہ ختم ہونے کے بعد پھر چوبیس چوبیس گھنٹہ کی مقدار کا دورہ لیلی و یومی (رات ودن کا مجموعہ مقرر کرتے جائیں اور اس کے نصف اول میں رات کی نمازیں (مغرب وعشاء وفجر) پڑھتے جائیں اور نصف ثانی میں دن کی نمازیں (ظہر وعصر) پڑھتے جائیں۔[نظام الفتاویٰ ص ۵۹ جلد اول وامداد الاحکام ص ۴۰۴ جلد اول]

چاند ومریخ پر نماز کا حکم اور طریقہ

سوال: حالات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ آج کل لوگ چاند پر اترنے کی باتیں کرتے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے؟

اگر چاند پر سکونت اختیار کرلیں تو کیا وہاں پر نماز پڑھنا صحیح ہوگا اور کس طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے؟

جواب: اگر جگہ مل جائے تو جماعت بھی کر سکتے ہیں ورنہ تنہا پڑھ لیں قضاء نہ کریں۔قبلہ نما رکھ کر قبلہ معلوم کر سکتے ہیں، ورنہ تحری (اندازہ اور غور فکر) کر کے سمت قبلہ متعین کر لیں، اگر تحری میں غلطی بھی واقع ہو جائے اور تحری کر کے سمت قبلہ متعین کر لیں تو نماز (پھر بھی) ادا ہو جائے گی۔

نماز اگر (جہاز کی) سیٹ سے علیحدہ ہوکر کسی خالی جگہ قیام در کوع سجدہ کے ساتھ نہ پڑھی جائے تو سیٹ ہی پر بیٹھے بیٹھے اشارہ سے رکوع وسجدہ کر کے پڑھ لیں، پھر (چاند ومریخ یا دنیا کی (زمین پر اتر کر فرض کا اعادہ کرلیں، چاند کیا بلکہ زہرہ ومریخ وغیرہ پر بھی جانا اور رہنا ممکن ہے

اس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے اور وہاں نماز پڑھنا بھی صحیح ہوگا، بلکہ وہاں بھی نماز پڑھنے کا حکم اور وجوب اسی طرح باقی رہے گا اور نماز قبلہ رخ ہی پڑھنی ہوگی، قبلہ نما رکھ کر یا کسی اور ذریعہ سے، ورنہ تحری کر کے قبلہ متعین کریں گے اور جس طرح یہاں (روئے زمین پر) نماز فرض ہے اسی طرح وہاں بھی فرض رہے گی۔ [نظام الفتاویٰ ص ۷۶ ج ۱]

اولاد کو نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرنا

مسئلہ: بچے جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو والدین کو چاہیئے کہ ان بچوں کو نماز پڑھنے کی تاکید شروع کر دیں تا کہ انہیں نماز کی عادت پڑ جائے اور جب وہ بالغ ہونے کے قریب ہوں یعنی دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت نماز پڑھنے پر مجبور کرنے کے لیے تاکیداً ان کی پٹائی بھی کریں، پس بچوں کو شروع ہی سے نہ صرف یہ کہ تاکید کرنی چاہیئے، بلکہ نماز کے ارکان وشرائط اور نماز سے متعلق ضروری احکام ومسائل بھی ان کو بتلاتے اور سکھلاتے رہنا چاہیئے۔

[مظاہر حق ص ۵۰۷ جلد اول، درمختار ص ۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگرانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے، یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد مبارک ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم دے۔ [فضائل نماز از شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۵]

نماز کے لیے جگانا کیسا ہے؟

مسئلہ: بلاشبہ صبح کا وقت غفلت کا وقت ہے، غافلوں کو بیدار کرنے اور نماز باجماعت کا عادی بنانے کے لیے باہمت لوگ نکلتے ہوں تو ان کو روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تک ضرورت ہو یہ جگانے کا عمل جاری رکھا جا سکتا ہے، مگر کام سلیقہ سے ہونا چاہیئے تماشہ نہ بنالیا جائے اور باعث ایذائے مسلمین نہ ہو۔ مستورات اور معذورین مکانوں میں نماز اور ذکر اللہ میں مشغول ہوں تو ان کا لحاظ رکھا جائے۔ اور لوگوں کو چاہیئے کہ غافلین میں اپنا شمار نہ کرائیں (خود ہی نماز کے لیے اٹھ جائیں اور لوگوں کو جگانے کی زحمت سے بچائیں۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۱ جلد ۴، بحوالہ کبیری ص ۳۶۱، شامی ص ۳۶۱ جلد اول]

مسئلہ: سوئے ہوئے آدمی کو مستحب یہ ہے کہ جماعت سے پہلے بیدار کر دیا جائے تاکہ جماعت سے محروم نہ رہے۔ [درمختار ص۲۱ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

مسئلہ: اگر کسی کو نماز کے لیے اٹھانے میں ناگواری ہو اور اس نے نیند کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نہیں جاؤں گا تو اس صورت میں تجدید ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ توبہ واستغفار کرتا رہے، کیونکہ اس کا مقصد نماز کی فرضیت سے انکار نہیں، بلکہ اٹھنے سے انکار ہے۔ یعنی کچھ دیر میں نیند پوری ہونے پر پڑھوں گا۔ [فتاویٰ محمودیہ ص۵۹ ج ۱۲]

ایک سانس میں سورۂ فاتحہ پڑھنا؟

مسئلہ: فرض نمازوں میں امام کا ایک سانس میں الحمد شریف پڑھنا کوئی کمال اور خوبی کی بات نہیں ہے، اور اس کی عادت کر لینا ناپسندیدہ ہے اور کراہت تنزیہی سے خالی نہیں۔ ترتیلاً اور معانی میں تدبر کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیئے، اس کی تائید حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔

الحاصل نماز میں ایک سانس میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی عادت قابل ترک ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۵ جلد ۷ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۰ جلد اول]

فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن پڑھنا؟

مسئلہ: کسی نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن کریم تین چار ماہ میں پڑھا۔ آخر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورت اور آخر رکعت میں کسی قدر الٓمّٓ سے مفلحون تک پڑھا تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً ﴿ قل اعوذ برب الناس ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الناس] پڑھی تو دوسری رکعت میں سورۂ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں۔ لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۰ جلد ۲]

نماز کی حالت میں لکھی ہوئی چیز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: قصداً وارادۃً دل سے پڑھنا اور سمجھنا مکروہ ہے البتہ نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر پڑھنے میں زبان کو حرکت ہوئی تو یہ تلفظ ہوا، اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد وارادہ اتفاقاً نظر پڑ

جائے تو معاف ہے مکروہ نہیں ہے مگر نظر جمائے نہ رکھے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۸۹، جلد ۷، شامی ص ۵۹۳ جلد ۱، مراقی الفلاح ص ۱۸۷، آپ کے مسائل ص ۳۱۳ جلد ۳]

وقت کی تنگی کے وقت تیمّم سے نماز پڑھنا؟

مسئلہ: کوئی صحت مند ہے مگر وقت نماز کا تنگ ہے، غسل کے بعد نماز کا وقت نہیں رہتا تو تنگی وقت کی وجہ سے غسل کی جگہ تیمّم کرنا جائز نہیں ہے، اگر پڑھ لی تو وہ نماز صحیح نہیں ہوئی، اس کا دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۴ جلد ۱۰]

نماز فجر کے بعد کتاب سنانا کیسا ہے؟

سوال: صبح کی نماز کے بعد دعا سے قبل یا بعد مصلے پر بیٹھ کر روزانہ کوئی دینی کتاب نمازیوں کو سنانا جب کہ تلاوت قرآن اور وظیفہ پڑھنے والوں اور مسبوق ولاحق کو پریشانی ہو، شرعاً کیسا ہے؟

جواب: حامداً ومصلیاً۔ مسلمانوں میں عامۃ دین سے بے رغبتی اور بے عملی ہے اس کے دور کرنے کے لیے دینی معتبر کتاب کا سنانا بہت مفید ہے، اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ سب لوگ جماعت سے نماز پڑھیں، اگر کسی کی رکعت رہ جائے تو وہ اپنی نماز پوری کرے۔ اس کے بعد کتاب سنائی جائے، جن کو قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہو وہ دوسرے وقت بھی کر سکتے ہیں، لیکن نمازیوں کا مجمع پھر بغیر نماز کے جمع نہیں ہوگا، اور اگر دوسرے وقت تلاوت نہ کر سکتا ہو تو دوسری جگہ یا ایک طرف کو آہستہ بھی تلاوت کر سکتے ہیں۔ اس طرح سب کے اتفاق کے ساتھ مشورہ سے کام ہو جائے گا اور انشاء اللہ خیر و برکت بھی ہوگی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۷ ص ۲۶۷ ج ۱۰]

نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا؟

مسئلہ: نصف شب کے بعد عشاء کی نماز درست تو ہے اور وہ ادا صحیح ہو جاتی ہے مگر بلا عذر اتنی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۰۷ جلد اول]

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم

مسئلہ: امام اور منفرد (تنہا پڑھنے والا) ہر رکعت کے آغاز میں یعنی ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ))

کے بعد ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری (ہلکی آواز والی ہو یا بلند آواز والی نماز ہو) مقتدی تو قدرتی طور پر بسم اللہ الخ نہ کہے گا، کیونکہ حالت اقتداء میں (امام کے پیچھے) اسے قرآن کریم پڑھنا جائز ہی نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰه اور اَعُوْذُ بِاللّٰه ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ کے بعد پڑھنی چاہئے، اگر اعوذ باللہ یاد نہیں رہی اور بسم اللہ الخ پڑھ لی تو لازم ہے کہ تعوذ کے بعد پھر پڑھے لیکن اگر بسم اللہ پڑھنا یاد نہیں رہا اور سورۃ فاتحہ شروع کر دی تو اس کو جاری رکھے پھر سے بسم اللہ نہ کہے اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنے کے وقت (نماز میں) بسم اللہ الخ پڑھنا مکروہ تو نہیں ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ نہ کہی جائے (نہ پڑھی جائے) نماز خواہ سری ہو یا جہری سب کا یہی حکم ہے۔

یاد رہے کہ بسم اللہ الخ نہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے اور نہ کسی بھی سورت کا جز ہے، البتہ یہ قرآن کریم کا جز ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۰۷ جلد اول]

نماز میں قرأت کتنی اور کیسے؟

مسئلہ: نماز میں لمبی قراءت جب ہی مسنون ہے کہ امام جانتا ہو کہ مقتدیوں کو گرانی نہ ہوگی، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ ان کو گرانی ہوگی تو لمبی قراءت مکروہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار فجر کی نماز میں معوذتین ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الفلق] اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الناس] کی سورتوں سے نماز ادا فرمائی۔ بعد میں لوگوں نے تعجب سے سوال کیا کہ آپ نے نماز بہت مختصر کر دی آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا اس کی ماں آزمائش میں پڑ جائے"۔

اس حدیث کے مفہوم میں کمزور، مریض اور اہل حاجت سب شامل ہیں۔

[کتاب الفقہ ص ۴۱۰ جلد اول]

مسئلہ: امام کا تکبیروں میں اتنا ہی آواز بلند کرنا جتنا ضروری ہو، سنت ہے ضرورت سے بہت زیادہ اونچی آواز نکالنا مکروہ ہے، اس میں تکبیر تحریمہ اور دوسری تکبیروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۰۲ جلد ۱]

مسئلہ: نماز میں طوال مفصل (یعنی لمبی سورتیں) [illegible] سورۃ البروج تک ہیں۔

اور درمیانی درجہ کی سورتیں سورہ بروج سے لم یکن تک ہیں اور چھوٹی لم یکن سے سورۃ الناس تک، لمبی سورتیں فجر اور ظہر میں پڑھی جائیں (جب کہ مقتدیوں کو گرانی نہ ہو) لیکن ظہر کی سورتیں فجر کی سورتوں سے چھوٹی ہوں، اور درمیانی درجہ کی سورتیں عصر اور عشاء میں اور چھوٹی سورتیں مغرب میں پڑھی جائیں۔[کتاب الفقہ ص ۴۰۸ جلد اول]

امام کے لیے بلند آواز کا درجہ کیا ہے؟

سوال: ہمارے امام صاحب بہت پست آواز سے قراءت کرتے ہیں کہ پہلی صف والے بھی بہت غور سے سنیں تب بھی ان کو سنائی نہیں دیتا؟

جواب: امام بلند آواز، خوش الحان، تجوید کے مطابق صحیح صحیح قراءت کرنے والا ہونا چاہیئے، جو اس قدر بلند آواز سے پڑھے کہ تمام مصلی یا جماعت کا اکثر حصہ اس کی آواز سن سکیں اور اگر امام صاحب کی آواز اتنی پست ہو کہ تمام یا اکثر مصلی ان کی آوز نہ سن سکیں تو کم از کم اگر پہلی صف کے آس پاس کے مصلی ان کی آواز سن سکتے ہوں تو نماز ہو جائے گی مگر ایسے پست آواز والے کو امام بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔[فتاوی محمودیہ ص ۲۳۶ جلد ۷، درمختار ص ۴۹۸ جلد اول، فتاوی دار العلوم ص ۱۷۹ جلد ۲]

تنہا نماز پڑھنے والا کتنی آواز سے قرأت کرے؟

سوال: سری نماز میں قراءت کس طرح پڑھنی چاہیے۔ تصحیح حروف کافی ہے یا کسی قدر آواز ہونا ضروری ہے؟۔

مسئلہ: احوط قول یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ اپنی آواز خود سن سکے۔[فتاوی محمودیہ ص ۲۳۷ جلد ۷]

جہر و سر کی تشریح

سوال: اگر نماز میں قراءت اتنی آواز سے ہو کہ قریبی شخص کو آواز بھن بھن کی سنائی دے تو اس سے نماز میں کوئی حرج تو نہیں اور کس قدر آواز سے جہر قرار پائے گا؟

جواب: حامداً ومصلیاً۔ اگر ایک دو آدمی کو اس طرح سنائی دے تو نماز میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ سر ہی ہے۔ امام کی آواز کو پہلی صف عموماً سن لے تو یہ جہر ہے۔[فتاوی محمودیہ ص ۲۰۲ جلد ۲]

ضَآلِّیْن کو دوآلّین پڑھنا؟

سوال: ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: عرب کے قراء وعلماء بھی ضالین کو ایسی صورت میں ادا کرتے ہیں کہ دال مفخم کی آواز نکلتی ہے، اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب کی نماز نہیں ہوتی حالانکہ وہ جاننے والے اصوات (آواز) ومخارج حروف کے ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ٣٧ جلد چہارم]

مسئلہ: جو شخص ضاد کو صحیح ادا کرنے پر قادر ہو کر اس جگہ دال پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ١٨٦ جلد ٢]

مسئلہ: نماز میں ض کو ظ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس مسئلہ کے متعلق یہ ضروری ہے کہ قصداً ظاء پڑھنے سے احتراز کیا جائے کیونکہ اس میں نماز کے فاسد ہونے کی روایت موجود ہے بلکہ شرح فقہ اکبر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ تعمد (ہمیشہ عمل، پڑھنا جان بوجھ کر) کفر ہے۔ باوجود ارادہ ادائے ضاد از مخرج اگر مشابہت ظاء یا دال کے ساتھ ہو جائے تو نماز صحیح ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ٧ ٤ جلد ٤ بحوالہ شرح فقہ اکبر ص ٢٠٥، ردالمحتار ص ٥٩٢ جلد ١، زلۃ القاری]

مسئلہ: ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیے، نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ٩١ جلد ٤ وفتاویٰ محمودیہ ص ١٣٥ ج ٢ ردالمحتار ص ٥٩١ ج ١]

ہونٹ بند کر کے قراءت کرنا؟

مسئلہ: بعض لوگ نماز میں اس طرح قراءت کرتے ہیں کہ چپ چاپ اپنے ہونٹ بند کیے رہتے ہیں اور دل میں سوچتے اور تصور کرتے ہیں، اس طرح پڑھنے سے (دل دل میں) قراءت کا رکن ادا نہیں ہوتا ہے۔ قراءت کا رکن ادا ہونے کے لیے کم سے کم درجہ یہ ہے کہ حروف صحیح طور پر نکلیں اور اس کے پاس والا یا خود اپنی قراءت کی آواز سن سکے۔ [صغیری ص ١٥٠]

مسئلہ: قراءت بغیر حرکت لب (ہونٹ) معتبر نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ٢٤٠ جلد ٢ بحوالہ ردالمحتار ص ٤٩٨ جلد اول]

مسئلہ: زیادہ معتبر اور صحیح یہ ہے کہ نماز میں الحمد شریف اور سورت اس طرح پڑھے کہ اگر کوئی

مانع نہ ہوتو اپنے کان میں آواز آجائے، اگر نہ آئے تب بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۲ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۹۸ جلد اول باب فی القراءت وفتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۷ جلد ۲]

(لیکن ہونٹ بند کر کے دل ہی دل میں نہ پڑھے، اور نہ ہی اتنی آواز سے پڑھے کہ قریب میں نماز پڑھنے والے کو خلل ہو۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: نماز میں قراءت اس طرح کرنا چاہیئے کہ زبان سے صحیح صحیح حروف ادا ہوں اور آواز دوسروں کو نہ سنائی دے (تاکہ خلل نہ ہو) دن کی نمازوں میں (بلند آواز سے) اس طرح قراءت کرنا کہ دوسروں کو سنائی دے مکروہ ہے اور اگر اس طرح دل ہی دل میں پڑھے کہ زبان کو حرکت نہ ہو اور حروف بھی ادا نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوگی! (کیونکہ) دل ہی دل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، زبان سے الفاظ کا ادا کرنا ضروری ہے، اپنے آپ کو سنائی دینا شرط نہیں ہے، بلکہ زبان سے صحیح الفاظ کا ادا ہونا شرط ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۰۶ جلد ۳]

مسئلہ: نماز میں قراءت الفاظ میں پڑھنا ضروری ہے، محض خیال سے قراءت کرنے سے نماز نہ ہوگی، جب تک زبان کو حرکت نہ دی جائے۔ نیز اس طرح نماز میں قرآن کریم کے بجائے کسی آیت کا ترجمہ پڑھنا روا نہیں ہے۔ [ہدایہ ص ۷۴ جلد اول، شرح نقایہ ص ۸۲ جلد اول، شرح وقایہ ص ۱۴۹ جلد اول]

خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کہ کعبہ شریف کے باہر اس کی محاذات پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرح پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے۔ جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے۔ مگر ہاں جب ایک طرف منہ کر کے نماز شروع کی جائے تو پھر حالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ [ردالمحتار]

مسئلہ: کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کی محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے۔ سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں پر منحصر نہیں، اس لیے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں

کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور اس سے نبی ﷺ نے منع بھی فرمایا ہے، اس لیے مکروہ تحریمی ہوگی۔

مسئلہ: کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی، اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو، اس لیے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ بڑھ کر کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے۔ اس لیے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی، اس لیے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ ہوگی۔ [درمختار وغیرہ]

مسئلہ: اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی۔ لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہو گی اس لیے کہ اس صورت میں امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔

[ردالمحتار ص ۱۵۸ و ص ۱۵۹ جلد دوم ص ۲]

کیا صرف فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے؟

سوال: کیا نمازوں میں صرف فرض ادا کرنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ جب کہ سنت، نفل، وتر واجب نہ پڑھے جائیں؟ کیونکہ ہمارے ایک عزیز کا کہنا ہے کہ آج کے مشینی دور میں کسی کو اتنی فرصت نہیں کہ سنت و نفل پڑھے۔ بعض حضرات غیر ممالک میں صرف فرض پڑھ کر نماز ختم کرتے ہیں۔ اگر ان کو منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ انسان کی نیت درست ہونی چاہیے اور بالکل ہی نماز چھوڑ دینے سے تو بہتر ہے کہ صرف فرض پڑھ لیے جائیں۔ کیا نماز پڑھنے کا یہ طریقہ درست ہے؟

جواب: فرض تو فرض ہے اور وتر کی نماز واجب ہے۔ گویا عملاً وہ بھی فرض ہے۔ اس کا چھوڑنا گناہ ہے۔

اگر وقت پر نہ پڑھ سکے تو قضاء لازم ہے سنت مؤکدہ کا چھوڑنا برا ہے۔ اور اس کے چھوڑنے کی عادت بنا لینا بھی گناہ ہے۔ سنت غیر مؤکدہ اور نوافل میں اختیار ہے خواہ پڑھے یا چھوڑ دے۔

آج کے مشینی دور کی مصروفیات کے باوجود خرافات کے لیے "گپ شپ" کے لیے اور تفریح کے لیے اور نہ معلوم کن کن چیزوں کے لیے وقت نکالا جاتا ہے، تو مشینی دور کی عدیم الفرصتی کا نزلہ نماز پر ہی کیوں گرایا جائے۔

رہا یہ کہ "آدمی کی نیت درست ہونی چاہیئے؟" بالکل بجا ہے، لیکن اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آدمی کا عمل خراب ہونا چاہیئے؟ نیت کے ساتھ عمل کا درست ہونا بھی تو ضروری ہے۔ ورنہ نری نیت سے کیا ہوگا۔ [آپ کے مسائل ص ۳۳۸ جلد ۲]

زیر ناف کے بال نہ مونڈنے والے کی نماز کا حکم؟

مسئلہ: جو شخص زیر ناف کے بال نہ مونڈے اس کی نماز صحیح ہے، لیکن یہ فعل برا ہے اور چالیس دن سے زیادہ موئے زیر ناف کو باقی رکھنا مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۰ ج ۴ عالمگیری مصری ص ۳۶۸ ج ۵]

کیا سنکھ بجنے سے نماز میں خرابی آتی ہے؟

مسئلہ: نماز کے وقت ضد میں سنکھ بجایا جائے اور شور وغل کیا جائے، اگر بذریعہ حکام اس کا انسداد ہو سکے تو انسداد ضروری ہے، کیونکہ اگرچہ نماز میں کسی کے شور وغل اور سنکھ بجانے سے فساد نہیں ہوتا، لیکن نمازیوں کو تشویش و پراگندگی کی خاطر اور عدم خشوع وخضوع اس کی وجہ سے ضرور ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حکام کے ذریعہ سے ان کو نماز کے وقت بجانے سے روکا جائے کیونکہ فقہاء نے نماز کے وقت زور سے ذکر کو منع کیا ہے کہ اس سے نماز میں پراگندگی خاطر ہوگی اور ممکن ہے کہ نماز، قرات وغیرہ بھول جائے۔ پس جب کہ ذکر جہر کو بوقت نماز منع کیا جاتا ہے تو باجہ اور سنگھ بجانا نماز کے وقت ظاہر ہے کہ نہایت برا ہے، لیکن چونکہ مسلمانوں کو قدرت نہیں ہے کہ از خود اس کو روکیں، لہذا حکام کے ذریعہ اگر انسداد ہو سکے تو کرایا جائے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۴ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۱۸ جلد ۱]

نماز کی حالت میں نابینا کا رخ صحیح کرنا؟

مسئلہ: نابینا اگر بے رخ نماز پڑھ رہا ہو اس کو ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان

سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آئے گا۔ [فتاوی دار العلوم ص۱۰۳ جلد۴]
(یعنی غلط رخ پڑھنے والے کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوگا اور سیدھا کرنے والا فرد نماز میں ہے تو اس کو ایک ہاتھ کے اشارہ سے (عمل قلیل سے) صحیح رخ کر دینا چاہیئے اور اگر نماز پڑھنے والا زبان سے بولے گا تو بولنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے نماز کے اندر قریب میں کھڑے ہوئے نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر (زیادہ کام) ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ اور بہتر یہی ہے کہ اگر قریب میں کھڑے ہوئے نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کر لے، تو پھر از سر نو نیت باندھے، اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔
[فتاوی دار العلوم ص۹۸ جلد۴، رد المختار ص۵۸۳ جلد اول]

مسئلہ: نماز کی حالت میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو نماز توڑ دے۔

[فتاوی دار العلوم ص۹۹ جلد۴ ورد المختار ص۵۷۸ جلد اول]

نمازی کو پنکھا کرنا؟

مسئلہ: نمازی کو اگر کوئی شخص لوجہ اللہ پنکھا کرے اور نمازی کو اس سے راحت ہو اور وہ باطمینان نماز پوری کرے تو اس سے نماز میں کچھ فساد اور خلل اور کراہت نہ ہوگی۔ نماز پڑھنے والا اگر اس سے خوش ہو، تب بھی اس کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہ آئے گی اور مساجد میں جو پنکھے لگے ہوئے ہیں ان سے کسی کی نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی۔ البتہ نماز پڑھنے والے کو خود یہ حکم کسی کو نہ کرنا چاہیئے کہ وہ اس کو پنکھا کرے، نماز پڑھتے ہوئے کہ یہ امر خلاف ادب کے ہے، اگر چہ نماز میں اس سے بھی کچھ کراہت نہ آئے گی۔ [فتاوی دار العلوم ص۱۰۱ جلد۴]

مسئلہ: نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جائے تو نماز میں نہ پونچھے، اگر نماز کے بعد صاف کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پونچھے۔

[فتاوی دار العلوم ص۱۰۲ جلد۴ غنیۃ المستملی ص۳۴۵]

نماز میں وسوسوں کا آنا اور اس کا علاج

مسئلہ: نماز میں دنیوی خیالات اور وساوس کے پیدا ہونے سے نماز میں فساد نہیں ہوتا، حتیٰ الوسع وسوسوں اور خیالات کو دفع کریں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۵۶ جلد ۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸ جلد اول]

مسئلہ: نماز میں وساوس وشکوک واوہام کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر اس کی طرف التفات نہ کریں اور اس پر عمل نہ کریں اور نماز پوری کرے۔ احادیث میں اس کا یہی علاج وارد ہوا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۷ جلد ۴، مشکوٰۃ شریف ص ۱۹ جلد اول]

مسئلہ: محض خیالات آنے یا دل سے دعا نکلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا۔ خداوند تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصور کر کے نماز پڑھے کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور ہر رکن کے آداب کی رعایت رکھی جائے تو انشاء اللہ نماز کا حظ حاصل ہوگا اور خیالات بھی پریشان نہیں کریں گے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۹ ج ۲]

احادیث سے ثابت شدہ کلمات آخر سورت میں جماعت کی نماز میں نہ کہے جائیں!

مسئلہ: علاوہ آخر سورۃ فاتحہ میں آمین ہلکی آواز سے کہنے کے، سورہ بقرہ کے ختم پر آمین۔ بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر، سورہ ملک کے آخر میں ((اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ الْعَالَمِیْنَ)) سورہ القیٰمۃ ومرسلات ووالتین کے آخر میں کلمات مشہورہ ومسنونہ۔ سورہ والضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورت کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت (دیکھ کر پڑھنے میں) کہے جائیں جیسے سورہ طٰہٰ میں ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ((اَللّٰھُمَّ زِدْنِی عِلْمًا وَّ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا)) فرمایا کرتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ اذکار حنفیہؒ کے نزدیک نوافل (بغیر جماعت) یا منفرداً خارج عن الصلوٰۃ (تنہا دیکھ کر تلاوت کرنے والے) پر محمول ہیں، فرائض اور نوافل کی جماعت (تراویح وغیرہ میں درست نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۲۲۵ ج ۲]

(یعنی سورۂ فاتحہ کے ختم پر ہلکی آواز سے آمین کہنے کے علاوہ جماعت کی نماز میں الفاظ مسنونہ نہ کہے جائیں۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: آیات کا جواب نماز کی جماعت میں دینا جائز نہیں ہے، جواب نہ دینا چاہیے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ سے اکثر یہ جوابات نماز سے خارج میں ہی منقول ہیں۔ نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لیے ہے، یا ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب تک نماز میں زیادہ قیود نہ تھیں۔ مثلاً باتیں کر لیتے تھے، اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام کے ساتھ مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہوگئے۔[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۵ جلد۲ بحوالہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ ص ۵۳۶ جلد اول باب القراءۃ]

نماز فجر میں قراءت کی مقدار

مسئلہ: نماز صبح میں امام کو اتنی مختصر قراءت ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ ' وَالتِّیْنِ﴾ وغیرہ کی عادت بنالینا خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے، کوئی خاص عذر نہ ہو تو امام اور ایسے ہی منفرد (تنہا پڑھنے والے کے لیے) نماز فجر میں سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک کی سورتوں میں سے ایک ایک سورت ایک ایک رکعت میں پڑھے۔ یہ مسنون اور مستحب ہے یا کسی جگہ سے درمیانی درجہ کی کم سے کم چالیس آیتیں یہ کم سے کم ہے، متوسط درجہ یہ ہے کہ پچاس آیتوں سے ساٹھ آیتوں تک اور اس سے بہتر یہ ہے کہ سو آیتوں تک پڑھیں۔ اس سلسلہ میں امام اور مقتدیوں کی ہمت اور شوق کا لحاظ رکھنا چاہیے، البتہ اگر وقت کی تنگی، یا کسی اور ضرورت یا عذر کی بناء پر قراءت مختصر کرنی پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جائز ہے۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۵ جلد اول، کبیری ص ۳۰۳، شامی ص ۵۰۴]

مسئلہ: رمضان المبارک میں فجر کی نماز (عام دنوں سے) وقت سے پہلے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اولیٰ ہے کہ سب لوگ شرکت کر سکیں گے اور جماعت بڑی ہوگی۔[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۲ جلد اول](نماز کا وقت ہونے پر پڑھیں)۔

رکعت حاصل کرنے کے لیے دوڑنا

سوال: امام صاحب رکوع کریں اس وقت لوگ رکوع کی شرکت کے لیے دوڑتے ہیں جس سے

دوسرے نمازیوں کو بھی خلل ہوتا ہے، تو اس طرح دوڑنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں دوڑتے ہیں، دوڑنا منع ہے خواہ رکوع نہ ملے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، اطمینان کے ساتھ چل کر آؤ، رکعت نکل جائے تو اسکو بعد میں ادا کرلو۔ [مسلم شریف ص ۲۲۰ جلد اول]

اس کے علاوہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد میں دوڑنا مسجد کے احترام کے خلاف ہے خصوصاً جب کہ نمازیوں کو بھی تشویش ہو، جس سے اجتناب ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے جب تم اقامت سنو تو نماز کے لیے اطمینان اور وقار سے چلو، دوڑو مت۔

[بخاری ص ۸۸ پارہ نمبر ۲، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۸ جلد اول]

نماز کب توڑی جائے؟

مسئلہ: نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے کبھی مستحب، کبھی مباح اور کبھی واجب، اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز توڑنا حرام ہوگا، اور جماعت ملنے کے لیے توڑنا مستحب ہے۔ اور مال ضائع ہو رہا ہو تو نماز کی نیت توڑنا مباح ہے اور جان بچانے کے لیے نماز کی نیت توڑنا واجب ہے۔ [درمختار ص ۶۴۹ جلد اول]

مسئلہ: نماز کا شروع کر کے قطع کر دینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور اگر مال کے خوف سے قطع کر دی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اس کا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لیے جاتا ہے، اور اگر نماز کی تکمیل کے لیے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت میں شریک ہونے کی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس فرض کو توڑ دے اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کے لیے قطع کرنا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت میں فریادرسی کے لیے بلائے تو ایسی حالت میں بھی توڑ دینا فرض ہے، اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس پر کون سی مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ میں اس کی مدد کرسکوں گا۔

مسئلہ: اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت میں اس کے ماں باپ پکاریں تو اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے اور نفل ہو اور وہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو بھی نہ توڑنا بہتر ہے اور توڑ دے تو کچھ مضائقہ نہیں، اور اگر وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش

نہ ہو جائیں۔ [شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۶ جلد ۲]

مسئلہ: جن حالتوں میں نماز کی نیت توڑنے کا حکم ہے یا اس کی اجازت ہے ان حالتوں میں نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں نیت توڑے گا، اس لیے کہ نماز میں بیٹھنا اس وقت ہے جب حلال ہونے کے لیے ہو اور یہاں نماز کو قطع کرنا اور توڑنا ہے، حلال کرنا نہیں ہے، لہذا نماز کی نیت توڑنے میں صرف ایک سلام پر اکتفاء کرے زیادہ صحیح یہی ہے اور اقتداء امام کے پیچھے کرے (یعنی اپنی نماز کو کھڑے ہونے کی حالت میں ایک سلام سے توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں مل جائے)۔ [درمختار ص ۶۴۹ ج ۱]

اگر فرض نماز پڑھ رہا تھا اور پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہوگئی تو؟

مسئلہ: یہ نماز کا توڑنا اور امام کے ساتھ جماعت میں ملنا اس صورت میں ہے جب کہ اس نے پہلی رکعت کا سجدہ ابھی نہ کیا ہو، یا سجدہ کیا ہو مگر وہ نماز دو رکعت والی ہو جیسے فجر یا تین رکعت والی ہو جیسے مغرب اور اگر چار رکعت والی میں سجدہ کیا ہو تو اس میں دوسری رکعت بطور وجوب کے ملا لے تو گنہگار نہیں ہوگا، پھر امام کی اقتداء کرے تا کہ جماعت بھی مل جائے۔ اور نفل کا ثواب بھی مل جائے۔ [درمختار ص ۶۴۵ جلد اول]

(مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ کوئی شخص فرض نماز تنہا شروع کر چکا تھا، پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی تو اگر اس نے اب تک پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تھا تو اس کو چاہیئے کہ نیت توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تب جماعت شروع ہوئی اور یہ فجر کی نماز تھی یا مغرب کی نماز جس کو اس نے تنہا شروع کیا تھا تو بھی نیت توڑ کر جماعت کے ساتھ مل جائے اور اگر وہ ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز تھی اور پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا اس کے بعد جماعت شروع ہوئی تھی تو اب اس پر واجب یہ ہے کہ اپنی اس نماز میں ایک رکعت اور ملا لے تا کہ یہ دو رکعت نفل ہو جائے اور دو رکعت پر اس کو ختم کر کے جماعت میں مل کر فرض ادا کر لے، اس طرح دونوں نمازوں کا ثواب مل جائے گا' اور اگر فجر یا مغرب کی نماز میں جس کو اس نے تنہا پڑھنا شروع کیا تھا اس کی دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تب جماعت شروع ہوئی تھی، تو اب وہ اپنی اس نماز کو پوری کر لے، نیت توڑ کر جماعت میں شامل نہ ہو۔ اور اگر وہ چار رکعتوں والی نماز میں سے تین رکعت پڑھ چکا

تھا تب جماعت شروع ہوئی تو اب وہ نیت نہیں توڑے گا بلکہ وہ اس کو تنہا پوری کرے گا، پھر نفل کی نیت سے امام کی اقتداء کرنا چاہے تو کرے تاکہ جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے، البتہ عصر و فجر کی نماز ہوگی تو وہ نفل کی نیت سے جماعت میں شریک نہ ہوگا کیونکہ عصر و فجر کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور تین رکعت پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا پھر جماعت کھڑی ہوئی۔ [محمد رفعت]

نماز میں قبلہ سے سینہ پھر جانا؟

مسئلہ: اگر نماز میں سینہ قبلہ کی جانب سے ہٹ جائے تو دیکھنا چاہیئے کہ ایسا مجبوری سے ہوا یا اپنے ارادہ سے ہوا؟ اگر مجبوری سے ہوا تو نماز باطل نہ ہوگی۔ البتہ اگر کوئی اسی حالت (قبلہ سے سینہ پھرا رہنے) میں اتنی دیر رہے کہ نماز کا کوئی رکن ادا کیا جاسکے تو نماز باطل ہو جائے گی، لیکن اگر نمازی نے اپنے اختیار سے ایسا کیا، اور بلا کسی سبب کے تو نماز باطل ہو جائے گی، ورنہ نہیں یعنی کسی سبب سے ایسا کیا تو نماز باطل نہ ہوگی، خواہ یہ قبلہ سے پھرنا تھوڑا ہو یا بہت۔

[کتاب الفقہ ص ۴۸۹ جلد اول]

امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا؟

مسئلہ: اگر مقتدی نے کسی رکن کی ادائیگی میں امام پر سبقت (پہل) کی (مثلاً رکوع میں جاکر امام کے اٹھنے سے پہلے ہی اٹھ جائے) اور پھر امام کے ساتھ یا اس کے بعد اس رکن کو نہ دہرایا اور امام کے ساتھ سلام نہ پھیرا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، خواہ یہ سبقت (پہل کرنا) ارادۃً ہو یا بھولے سے ہوئی، لیکن اگر اسی رکن کو امام کے ساتھ یا اس کے بعد دہرالیا۔ اور اس نماز میں امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا تو نماز باطل نہ ہوگی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۹۲ جلد اول]

مسئلہ: نماز ختم ہونے سے پہلے ہی مقتدی کے قصداً سلام پھیر دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کہ نماز جو وہ (امام کے ساتھ) پڑھ رہا ہے پوری ہو چکی ہے اور اس بھلاوے میں سلام پھیر دیا تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی جب تک کہ سلام کے بعد عمل کثیر نہ کیا ہو اور کچھ بولا نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۹۵ جلد اول]

امام کا کسی کی رعایت سے قراءت لمبی کرنا؟

مسئلہ: نماز میں شامل ہونے والے (آنے والے) کی رعایت سے امام کا قراءت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے یعنی اگر اس کو پہچانتا ہو، ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۵ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۴۶۲ جلد ۱]

نماز کے دوران آنکھیں بند کر لینا؟

مسئلہ: نماز میں آنکھیں بند کرنا بھی مکروہ ہے، ہاں کسی مصلحت سے ایسا ہو سکتا ہے مثلاً ایسی چیز کے دیکھنے سے آنکھیں بند کر لینا جو انسان کو محو یا غافل کر دے۔ اسی طرح نماز کے دوران آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ نماز کی حالت میں جو لوگ آنکھیں اونچی کر کے آسمان کی طرف دیکھتے ہیں ان کی بصارت (نگاہ) جاتی رہے گی یا آنکھ چوندھی ہو جائے گی۔ [بروایت بخاری شریف۔ کتاب الفقہ ص ۴۳۷ جلد اول؛ آپ کے مسائل ص ۳۱۷ جلد ۳]

مسئلہ: خشوع حاصل کرنے کے لیے آنکھیں بند کر لینا اولیٰ ہے، بلا کراہت درست ہے۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۹ جلد ۴ ورد المختار ص ۶۰۵ جلد ۱ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۸ ج ۷]

مسئلہ: آنکھ کے آپریشن کے بعد اگر واقعی رکوع وسجدہ کرنے میں آنکھوں میں ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو یا آنکھوں کو نقصان ہوتا ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز ادا کر سکتے ہیں، رکوع وسجدہ سر کے اشارہ سے کریں، اور سجدہ کا اشارہ رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکا ہوا ہونا چاہیے۔
[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۱ جلد ۷]

آتش دان اور تصویر والے گھر میں نماز پڑھنا

مسئلہ: تنور یا آتشدان (آگ) کے سامنے، جس میں انگارے روشن ہوں، نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوسیوں کی عبادت سے مشابہ ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۸ جلد اول]

اگر کوئی اور جگہ ہی نہ ہو تو مجبوری ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: کسی جاندار کی تصویر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ اس کی طرف توجہ جاتی ہو یا نہ جاتی ہو۔ یہ تصویر خواہ نمازی کے سر کے اوپر یا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں یا برابر میں ہو، نہایت

شدید کراہت اس میں ہے کہ تصویر نمازی کے آگے ہو۔ اس سے کم کراہت یہ ہے کہ وہ تصویر سر کے اوپر ہو، پھر دائیں جانب اس کے بعد بائیں جانب، اور پھر پیچھے ہونا ہے، ہاں اگر تصویر چھوٹی سی ہو کہ غور سے دیکھے بغیر نظر نہ آئے، جیسے کہ سکہ پر ہوتی ہے (تو وہ مکروہ نہیں ہے) چنانچہ اگر نمازی کے پاس سکے (روپے کرنسی وغیرہ) ہوں تو نماز مکروہ نہیں ہے۔ اور اگر بڑی تصویر سر کٹی ہوئی ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ درخت کی تصویر سامنے ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی خواہ وہ تصویر جاذب نظر و جاذب توجہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۹ ج ۱]

قبر کے سامنے نماز پڑھنا

مسئلہ: اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے، قبر کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ (نظر جھکائے ہوئے) نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑتی ہو، اگر قبر پیچھے کی جانب ہو، یا اوپر ہو، یا جہاں نماز پڑھی جا رہی ہو، اس کے نیچے ہو تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ کوئی کراہت نہیں ہے۔ واضح رہے کہ کراہت اسی صورت میں ہے جب کہ قبرستان میں نماز کے لیے کوئی مخصوص جگہ ایسی نہ مہیا ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک ہو۔ اگر ایسا ہو تو نماز مکروہ نہیں ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے مقبرے اس سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ وہاں پر (قبر سامنے ہو تب بھی) نماز مکروہ نہیں ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۹۳ جلد ۴، رد المحتار ص ۳۵۲ جلد اول]

نماز میں کھنکارنا یا گلا صاف کرنا؟

مسئلہ: نماز میں گلا صاف کرنے یا کھنکارنے سے نماز جاتی رہتی ہے، جب کہ اس میں کم از کم دو حروف کی آواز پیدا ہو جائے، البتہ اگر بلا ضرورت ایسا کیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی، ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً آواز ٹھیک ہو جائے تا کہ قراءت میں حروف اپنے مخارج سے پوری طرح ادا کیے جا سکیں (آواز صحیح ہو جائے) یا امام کو غلطی پر لقمہ دیا جا سکے وغیرہ تو نماز باطل نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اس صورت میں جب کہ طبعی طور پر کھانسی آ جائے اور جب تک ایسی ضرورت رہے یعنی بیماری کی وجہ سے ہو تو نماز باطل نہ ہوگی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۷۸ جلد اول، ہدایہ ص ۸۷ ج اوکبیری ص ۴۴۹]

مسئلہ: صرف حسن آواز کے لیے کھانسنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اگرچہ تین بار یا کم وبیش ہو۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۷۸ جلد۱]

مسئلہ: نماز میں جسم کو مختلف انداز سے (بلا عذر) حرکت دینا صحیح نہیں ہے مثلاً رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہ ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہ بیٹھنا ترک واجب ہے۔ اور ایسی نماز کو لوٹانا واجب ہے، ہاتھوں کو غیر ضروری حرکت دینا اور سجدے کو جاتے ہوئے درمیان میں غیر ضروری توقف کرنا مکروہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۴ جلد۳]

نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا؟

مسئلہ: اگر کسی نماز پڑھنے والے کو نماز کی حالت میں حدث لاحق ہو جائے یعنی نماز کے اندر ہی بے وضو ہو جائے تو ایسے شخص کو بلا توقف فوراً ہی وضو کر کے پہلی نماز پر ہی اپنی نماز کی بناء کرنا چاہیے، خواہ یہ بات تشہد کے بعد ہی واقع ہوئی ہو، نیز فقہائے کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ نئے سرے سے نماز پڑھنا افضل ہے۔ [نماز مسنون ص ۵۴۱ وہدایہ ص ۸۲ جلد اول، شرح نقایہ ص ۹۰ جلد اول وکبیری ص ۴۵۲]

مسئلہ: اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر وضو کرنے کے لیے نکل آئے۔ اور اگر امام کو ایسی حالت پیش آ جائے یعنی حدث لاحق ہو تو وہ اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کر دے۔ [ہدایہ ص ۸۲ جلد او شرح نقایہ ص ۹۰ ج ۱، کبیری ص ۴۵۳]

مسئلہ: اگر کسی شخص کے پیچھے نابالغ بچہ یا عورت ہے اور اس شخص کو نماز میں حدث ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ بچہ اور عورت خلیفہ (قائم مقام) یا نائب بنانے کے اہل نہیں ہیں۔ [شرح وقایہ ص ۱۶۲ جلد اول]

نماز میں قہقہہ کا حکم

مسئلہ: بالغ نمازی کے نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے (رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ ساتھ والا آدمی سن لے، نماز اور وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]۔ [ہدایہ ص ۱۴۱ جلد اول وشرح نقایہ ص ۱۲ جلد اول ونماز مسنون ص ۴۸۶ فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ جلد۴]

مسئلہ: نماز میں ضحک (ہنسنے) سے (ایسی ہنسی جس کو خود سن لے) صرف نماز فاسد ہوتی ہے، اور تبسم (مسکرانے) سے نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضو۔

[شرح نقایہ ص۱۲ جلد اول، کبیری ص۱۴۲، ۱۴۱، درمختار ص ۵۷۶ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۱۹ ج ۳]

(تبسم یعنی صرف مسکرانے سے جس میں ہنسنے کی آواز پیدا نہ ہو، اس سے نہ نماز ٹوٹتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز میں ستر کا کھل جانا؟

مسئلہ: نماز کے دوران ستر یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے، بغیر ذاتی عمل کے ایک چوتھائی کھل جائے، مثلاً ہوا کے جھونکے سے کپڑا ہٹ گیا اور اتنی دیر تک کھلا رہا کہ نماز کا ایک رکن ادا کیا جا سکے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن اتنا ہی حصہ یا اس سے کم خود نماز پڑھنے والے کے عمل سے کھل گیا تو نماز معاً (فوراً) فاسد ہو جائے گی اگر چہ ایک رکن ادا کرنے کی مدت سے کم عرصہ تک کھلا رہا ہو۔

مسئلہ: اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی ستر کا حصہ کھلا ہوا ہو اور اس حالت میں نماز شروع کر دی تو نماز کی نیت ہی نہ بندھے گی یعنی صحیح نہ ہوگی۔[کتاب الفقہ ص۳۰۲ جلد ۱]

مسئلہ: اگر نماز میں ستر (ناف سے گھٹنوں تک) کھل جائے اور فوراً چھپالے، ڈھانپ لے، تاخیر نہ ہو، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔[فتاویٰ دار العلوم ص۳۵ ج ۴ و غنیۃ المستملی ص۲۱۳]

مسئلہ: اس میں کوئی حرج نہیں ہے (مردوں کے لیے) کہ کپڑا جسم سے اس قدر چسپاں (چپکا ہوا) ہو کہ ستر کی حدود کا امتیاز ہو سکے۔[کتاب الفقہ ص۳۰۳ جلد ۱]

مسئلہ: ستر کا خود اپنے سے ڈھانکنا (چھپانا) ضروری نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی نماز کے دوران خود اپنا ستر (وہ حصہ جس کا چھپانا دوسروں سے ضروری ہے) دیکھ لیا تو نماز باطل نہ ہوگی، اگر چہ یہ فعل مکروہ ہے۔[کتاب الفقہ ص۳۰۴ جلد اول]

مسئلہ: کم عمر بچوں کے لیے کوئی ستر نہیں ہے۔ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔ اور کم عمر بچے کی تعریف چار سال یا اس سے کم عمر کا بچہ ہے۔ لہٰذا ایسے بچے کے جسم کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا مباح ہے۔ اس عمر سے آگے جب تک کہ دیکھنے سے برا خیال نہ پیدا ہو، تب تک بچے کا ستر صرف اس کی آگے اور

پیچھے کی شرمگاہ ہے لیکن اگر وہ اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے دیکھنے سے برا خیال پیدا ہو تو اس کا ستر بالغ مرد یا عورت کے ستر کی مانند ہے، نماز کی حالت میں بھی اور نماز سے باہر بھی۔
[کتاب الفقہ ص ۳۰۸ جلد اول]

چراغ سامنے رکھ کر نماز کا حکم

مسئلہ: نماز کی جماعت کے وقت اگر سامنے ہو جیسا کہ عامۃً مساجد میں جوار غربی میں چراغ رکھا ہوتا ہے، تو اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ اگر دائیں یا بائیں یا پیچھے چراغ رکھا ہو تو کسی کو اعتراض کا موقع بھی نہیں۔ [فتاوی محمودیہ ص ۲۵۲ جلد ۱۰، درمختار ص ۴۳۸ جلد اول]

مسئلہ: اگر قبلہ کا رخ صحیح ہو تو اندھیرے میں نماز پڑھنا منع نہیں ہے۔ [فتاوی محمودیہ ص ۲۵۷ جلد نمبر ۱۰]

مسئلہ: سانپ، بچھو وغیرہ جانوروں کو نماز کی حالت میں قتل کرنا مارنا جائز ہے۔
[شرح نقایہ ص ۹۶ جلد اول، کبیری ص ۳۵۴]

اگر صبح کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا؟

مسئلہ: فجر کی نماز میں نیت باندھنے کے بعد یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہو گیا تو ایسی حالت میں نماز ادا نہیں ہوگی۔ (نیز) اگر سب کی نماز فوت ہوگئی تو جماعت سے پڑھیں۔

[فتاوی محمودیہ ص ۲۷۴ ج ۱۰]

مسئلہ: طلوع آفتاب کے وقت نماز ناجائز ہے، اگر عین نماز میں آفتاب طلوع ہو جائے تو اس نماز کو وہیں ختم کر دے اور آفتاب بلند ہونے پر قضاء پڑھیں اور جب وقت تنگ ہو جائے تو اپنی نماز تنہا پڑھے، جماعت کا انتظار نہ کرے۔ [فتاوی محمودیہ ص ۲۶۱ جلد ۱۰]

سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد نماز پڑھیں؟

مسئلہ: جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے تو دو منٹ چھبیس سیکنڈ میں پورا نکل آتا ہے۔ پھر جب اس کی طرف نظر کی جاسکے (یعنی نگاہ سورج پر نہ ٹھہر سکے) اور بالکل سفید ہو جائے، تب اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے، عامۃً بیس منٹ کے بعد بالکل سفید ہو جاتا ہے۔

[فتاوی محمودیہ ص ۲۵۸ جلد نمبر ۱۰]

(اس کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: عین زوال کے وقت یا یوں کہیں کہ استواء اور دوپہر کے وقت قرآن کریم کی تلاوت درست ہے اور نوافل (وغیرہ) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز ہیں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۷ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۲۴۳ جلد اول]

مغرب کی نماز کب تک ادا کی جاسکتی ہے؟

مسئلہ: غروب کے بعد افق پر جو سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں۔ جب تک افق پر سرخی موجود ہو (اور یہ وقت تقریباً ایک گھنٹہ تو ہوتا ہے اور کم وبیش بھی ہوسکتا ہے) تب تک مغرب کی نماز ہوسکتی ہے۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے، ذرا سا اندھیرا ہوجائے تو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت ختم ہوگیا، اب عشاء کے ساتھ پڑھ لینا، یہ غلط ہے۔ مغرب کی نماز میں قصداً تاخیر مکروہ ہے، لیکن اگر کسی مجبوری سے تاخیر ہوجائے تو شفق غروب ہونے سے قبل ضرور پڑھ لینی چاہیئے، ورنہ نماز قضاء ہوجائے گی۔ اور نماز کا قصداً قضاء کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص۱۰۸ جلد۳]

بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز پڑھنا؟

مسئلہ: نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر ناخنوں کے اندر کوئی ایسی چیز جم جائے جس کی وجہ سے پانی اندر نہ پہنچ سکے تو نہ وضو ہوگا اور نہ نماز ہوگی۔ اور اگر ناخن اندر سے بالکل صاف ہوں تو نماز صحیح ہوتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص۱۸۲ جلد۳]

ٹی وی والے کمرہ میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ: جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں، اس وقت ٹیلی ویژن بند ہے تو اس کمرہ میں نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ اور اگر ٹیلی ویژن چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور جو جگہ لہو ولعب کے لیے مخصوص ہو اس میں بھی نماز مکروہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص۱۸۴ جلد۳]

غیر مسلم کے گھر میں نماز پڑھنا؟

مسئلہ: زمین خشک ہونے کے بعد نماز کے لیے پاک ہوجاتی ہے اور اگر جگہ پاک ہو تو وہاں

نماز پڑھ سکتے ہیں، اس لیے غیر مسلم کے گھر کے خالی فرش پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر کپڑا بچھالیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۵ ج ۳]

رشوت خور کی نماز کا حکم

مسئلہ: جو شخص تنخواہ کے علاوہ رشوت لیتا ہے اس کی نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب بھی حاصل ہو گا لیکن رشوت کا گناہ ہوگا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷ جلد ۲]

گونگے کی نماز کا حکم؟

مسئلہ: مادرزاد گونگا، بہرا، جب کہ قراءت پر قادر نہیں تو قراءت اس پر فرض نہیں، باقی جن ارکان میں قیام و قعود پر قادر ہے، ان کو سب لوگوں کی طرح ادا کرتا رہے۔ اگر اس کو اتنی سمجھ ہے کہ نماز فرض ہے اور پھر نماز کو بقدر طاقت ادا نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۳۶۳ جلد اول]

نمازی کے سامنے روضۂ مبارک ﷺ کی تصویر کا ہونا؟

سوال: مدینہ منورہ کا نقشہ جس میں رسول اللہ ﷺ کے مزار کا قبہ (گنبد) بھی ہے، اگر نماز میں سامنے لٹکا ہو تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہوگی؟

جواب: درمختار ص ۹۴۵ جلد اول سے معلوم ہوا کہ اگرچہ قبر کا نماز کے سامنے ہونا مکروہ ہے، لیکن قبر کے نقشہ کا سامنے ہونا کچھ حرج نہیں، کیونکہ نقشہ قبر کی کوئی پرستش نہیں کرتا، البتہ اگر کسی قوم کی یہ رسم بھی ثابت ہو جائے تو پھر اس میں بھی کراہت ہو جائے گی۔ [امداد الفتاویٰ ص ۴۴۰ جلد اول]

نماز میں نام مبارک ﷺ سن کر درود پڑھنا؟

سوال: اگر امام نے نماز میں آیت ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ﴾ [پارہ ۴ سورۂ آل عمران] پڑھی اور کسی مقتدی نے یہ سوچ کر کہ آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہیئے، اس نے پڑھ دیا تو؟

جواب: اس کا خیال صحیح ہے کہ نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ احادیث میں اس کی

بہت تاکید آئی ہے، لیکن یہ حکم خارج نماز کا ہے۔ نماز میں یہ حکم نہیں ہے۔ پس اگر نماز میں درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے کہ کسی نے امام سے اللہ تعالیٰ کا نام سن کر۔ جل جلالہ کہہ دیا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ پاک کا نام سن کر تعظیمی لفظ کہنا چاہیئے۔ یا امام سے کسی آیت کو سن کر ﴿صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ کہہ دیا، ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں قصد جواب ملحوظ ہے۔ اگر بغیر قصد جواب کے درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی، کیونکہ درود شریف ایسی چیز نہیں جس کے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے، بلکہ نماز میں اس کو مستقلاً پڑھا جاتا ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۷ جلد ۲ و آپ کے مسائل ص ۳۲۰ ج ۳]

فجر کی نماز پڑھ کر کپڑوں پر منی دیکھی؟

مسئلہ: اگر کسی کو احتلام ہو جائے اور اسے صبح کو یاد نہ رہے اور اس نے فجر کی نماز ادا کی، پھر دوپہر کو اس نے نجاست دیکھی تو اگر فجر کے بعد نہیں سویا تو نماز فجر کا لوٹانا لازم ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۶ جلد ۲]

نماز کے بعد صف سے کچھ پیچھے ہو جانا؟

سوال: بسا اوقات بعض جگہ طلبہ و اساتذہ جماعت میں شریک رہتے ہیں، جب امام سلام پھیرتا ہے تو جو طالب علم اپنے استاد کے پاس ہوتا ہے وہ پیچھے کھسک جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: حامداً و مصلیاً: برابر بیٹھے رہنا بھی درست ہے، پیچھے کھسک کر بیٹھنا بھی ادباً درست ہے۔ یہ نہ اصرار کی چیز ہے نہ انکار کی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ ج ۲]

مسئلہ: جماعت کے اختتام پر بعض مقتدی صف سے ذرا سرک کر قبلہ رو بیٹھ کر تسبیح پوری کر کے امام کے ساتھ دعا میں شرکت کر کے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایسا کرنے سے وہ منافق بھی نہیں اور گنہگار بھی نہیں۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۲]

چوبیس گھنٹے کی نمازیں ایک نظر میں

فرض نمازیں: فرض نمازیں دن رات میں جمعے کے دن پندرہ اور دوسرے دنوں میں سترہ رکعات ہیں۔ دو رکعت فجر کے وقت، چار رکعت ظہر کے وقت، اور جمعے کے دن بجائے چار رکعت

کے دو رکعت ۔ چار عصر کے وقت، تین مغرب کے وقت، چار عشاء کے وقت ۔ یہ نمازیں فرض عین ہیں ۔ اور جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے ۔

واجب نمازیں: شریعت کی طرف سے تین نمازیں واجب ہیں وتر اور عیدین، وتر تین رکعت ہر روز عشاء کے بعد اور عیدین دو دو رکعت سال بھر کے بعد، ان کے علاوہ جو نماز نذر کی جائے وہ بھی واجب ہے اور ہر نفل بعد شروع کر دینے کے واجب ہو جاتی ہے ۔ یعنی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے میں اس کی قضاء ضروری ہے ۔

مسنون نمازیں: فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت، ظہر کے وقت چھ رکعت، چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد، مغرب کے وقت دو رکعت، فرض کے بعد عشاء کے وقت دو رکعت فرض کے بعد، نماز تہجد، تحیۃ المسجد، نماز تراویح بیس رکعت، نماز احرام، نماز کسوف دو رکعت، نماز خسوف دو رکعت ۔

مستحب نمازیں: وتر کے بعد دو رکعت ۔ سنت وضو دو رکعت ۔ نماز سفر دو رکعت ۔ نماز استخارہ دو رکعت ۔ نماز حاجت دو رکعت ۔ صلوٰۃ الاوابین چھ رکعت ۔ صلوٰۃ التسبیح چار رکعت ۔ نماز توبہ دو رکعت نماز قتل دو رکعت ۔

نمازِ تہجد: نماز تہجد سنت ہے نبی کریم ﷺ ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے پڑھنے کی بہت ترغیب دیتے تھے ۔ اس کے فضائل بہت احادیث میں وارد ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ’’بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے ۔‘‘ [مسلم]

بعض فقہاء نے اس نماز کو مستحب لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے ۔

حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجہ ولایت کو نہیں پہنچتا، اس میں شک نہیں کہ یہ نماز تمام صلحائے امت کا معمول ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگلی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے ۔

نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے ۔ سنت یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو رہے اس کے بعد اٹھ کر نماز تہجد پڑھے ۔ [شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۴۳ جلد ۲]

مسئلہ: تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے ۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۴ جلد ۴ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۰۵ جلد اول]

بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد بعد نصف شب کے پڑھے۔ کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت منقول ہے اور اکثر معمول نبی ﷺ کا آٹھ رکعت پر تھا، ایک سلام سے دو دو رکعتیں۔

بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں انتہائی تعداد لکھی ہے، مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رکعت بھی حضور ﷺ نے پڑھی ہیں۔ شرح سفر السعادت میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس کو بہت عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے۔ ((نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلٰوةَ التَّهَجُّدِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) نبی ﷺ کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی اس کے بعد تہجد کے لیے اٹھتے تو اس دعاء کو جو بیداری کے وقت آپ کا معمول تھی، پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے۔

وہ دعا یہ ہے۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ))

ترجمہ: ”اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے“۔

اس کے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ [سفر السعادت]

اس کے بعد مسواک فرماتے، مسواک میں مبالغہ کرنا حضرت ﷺ کی عادت تھی۔ بعد مسواک کے وضو فرماتے۔ بعض روایات میں ہے کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہے کہ اس سے پہلے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں جن کی ابتداء ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ [پارہ۴ سورۂ آل عمران] سے ہے تلاوت فرماتے اور بعض روایات میں ہے ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ سے ﴿لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ [پارہ۴ سورۂ آل عمران] تک پڑھتے، اس کے بعد نماز شروع کرتے، نماز پڑھنے میں آپ کی عادت مختلف تھی، کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے، سو اٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسواک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے، اکثر عادت آپ ﷺ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی، اس واسطے فقہاء نے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں، وتر کی نماز حضرت ﷺ تہجد کے

بعد پڑھتے تھے، اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو اس کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے۔ اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے۔

[علم الفقہ ص ۴۴ جلد، قرآن کریم المزمل پ ۲۹، بخاری ص ۱۵۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۵۳۱ جلد اول]

سوال: جو نمازی تہجد گذار ہیں، وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ اگر وتر پہلے ہی عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں؟ کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نفل نہیں ہوتی ہے؟

جواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر عشاء کے بعد پڑھ لیں۔ بلکہ یہ احوط ہے، پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔ یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں نہ پڑھی جائیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۱۶۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۴۴۲ ج ۱]

مسئلہ: تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۴ ج ۴]

مسئلہ: تہجد اور تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت تہجد مع وتر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، یعنی اکثر یہ عادت مبارکہ تھی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۳ جلد ۴]

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اکثر آٹھ رکعت تہجد پڑھی ہیں، اور تین رکعت وتر، اس لیے فقہائے حنفیہؒ نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو مستحب فرمایا ہے اور اگر گنجائش نہ ہو تو دو یا چار رکعت بھی کافی ہیں۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۴ ج ۴ و شامی ص ۶۴۱ جلد اول]

مسئلہ: جو شخص پچھلی رات میں تہجد پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے یا وتر کے بعد تہجد کی نیت سے پڑھ لے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۲ جلد ۴]

نیز تہجد کی نفلوں میں قراءت بلند آواز سے مستحب ہے۔

[بحوالہ رد المحتار ص ۴۹۸ جلد اول فصل فی القراءت]

مسئلہ: نماز تہجد کی قضاء نہیں ہے، لیکن دوپہر سے پہلے پڑھ لینا اچھا ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۱ جلد ۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۰ جلد اول]

یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مستقل بارہ مہینے تہجد پڑھتے ہیں، اگر کسی وجہ سے آنکھ نہ کھل سکی تو وہ افسوس نہ کریں کہ تہجد کی نماز نہیں پڑھی، اگر دوپہر سے پہلے پہلے پڑھ لیں تو امید ہے کہ ثواب

سے محروم نہیں رہیں گے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز تہجد پڑھ کر سونا نہ چاہیئے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے، سو اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تہجد کی نماز پڑھ کر سو رہنا درست ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۷]

(ہاں اس کا خیال رہے کہ فجر کی نماز قضاء نہ ہو جائے۔) [محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ: صلوٰۃ الاوابین واشراق وچاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے، کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا کچھ ضروری نہیں ہے۔ (اگر لے لے تو بہتر ہے)۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۹ جلد ۳]

شکرانے کی نماز کا طریقہ

مسئلہ: جس وقت کوئی بڑی نعمت حاصل ہو یا کوئی مصیبت زائل ہو تو بہتر ہے کہ شکریہ کے لیے دو رکعت نماز کم از کم ادا کرے اگر یہ نہ ہو تو سجدہ شکر بھی مستحب ہے، لیکن نماز کے بعد سجدہ شکر کرنا مکروہ و ممنوع ہے کیونکہ ناواقف لوگ اس کو مسنون یا واجب اعتقاد کریں گے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۵ جلد ۷]

مسئلہ: شکرانے کی نماز کا نہ وقت مقرر ہے نہ تعداد، البتہ مکروہ وقت نہیں ہونا چاہیئے اور تعداد دو سے کم نہ ہونی چاہیے۔

مسئلہ: نیز دلہن (بیوی) کے آنچل پر نماز شکرانہ پڑھنا محض رسم ہے۔ شکرانے کی نماز عام معمول کے مطابق پڑھی جاسکتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۸۰ جلد ۳]

مسئلہ: نماز اوابین واشراق وچاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے، کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔ عوام کو لمبی لمبی نیت بتلا کر پریشان کرنا جہالت ہے اور جو بھی سورۃ چاہے پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۹ ج ۴ بحوالہ کبیری ص ۲۲۵]

نماز چاشت کے وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد سے زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ [مراقی الفلاح]۔ نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جائے۔

((نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ صَلٰوۃِ الضُّحٰی سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ))

''میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت نبی ﷺ کی سنت پڑھوں''۔

یہاں تک جو نمازیں مذکور ہوئیں وہ تھیں جن کو نبی ﷺ ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ ﷺ پڑھتے تھے ان کے لیے کوئی خاص سبب ہوتا تھا مثلاً تحیۃ المسجد، مسجد میں جانے کے لیے پڑھتے تھے۔ نماز خسوف وکسوف، چاند گرہن، سورج گرہن کے سبب سے وعلیٰ ہذا القیاس۔

طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیئے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے۔ اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ دن رات میں فرائض وغیرہ ملا کر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ سترہ رکعتیں فرض، تین رکعت وتر، بارہ رکعتیں موکدہ سنتیں جو پنج وقتی نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، آٹھ رکعت نماز تہجد، چار رکعت نماز چاشت۔

مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض ہی کا ادا ہونا دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ﴾

[پارہ ۱ سورۃ البقرۃ]

''بے شک نماز کا پڑھنا دشوار ہے مگر ان لوگوں کو جنھیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے''۔

پس اصلی وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی یہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب وعذاب کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے۔ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَاكَرِهَ اللّٰهُ)) بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو ہر شب و روز اتنے مرتبہ کریم کا دروازہ طلب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بے شک اس پر سعادت و رحمت کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

[علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۵۳۶ جلد اول]

مسئلہ: نماز اشراق کی پوری فضیلت اور مکمل ثواب کا مستحق وہ شخص ہے جو نماز فجر با جماعت ادا کرے، یا بوجہ معذوری گھر میں پڑھے اور اسی جگہ بیٹھا رہے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر مکروہ وقت نکل جانے کے بعد دو رکعت یا چار رکعت ادا کرے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷ جلد ۳]

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو [درمختار وغیرہ] اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوا کرتی ہے، پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ [درمختار، بحرالرائق، شامی وغیرہ]

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے۔ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے۔ [درمختار، مراقی الفلاح]

اس نماز کی نیت یہ ہے۔ ((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ)) میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں، اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں، اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی، یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ [درمختار مراقی الفلاح، شامی وغیرہ]

اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ [درمختار وغیرہ]

نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے، نہ بیٹھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا آخر میں۔ [درمختار، شامی، علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۲۷ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۶ جلد ۴، ردالمختار ص ۶۳۵ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۶ جلد اول]

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے۔ [درمختار مراقی الفلاح]

اگر چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی جائیں، تب بھی کافی ہے، ثواب مل جائے گا۔ [مراقی الفلاح، علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲]

مسئلہ: عورتیں بھی تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۸۱ جلد ۳]

مسئلہ: مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے والا شخص بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے، اولاً بیٹھ جانا مسنون نہیں ہے بلکہ خلاف سنت ہے، ہاں کسی عذر کی وجہ سے بیٹھے تو حرج نہیں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۹ جلد اول]

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ [صحیح مسلم]

نبی ﷺ نے شب معراج میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی، صبح کو ان سے دریافت فرمایا کہ تم کون سا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمھارے چلنے کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہوں۔ [صحیح بخاری]

غسل کے بعد یہ دو رکعتیں مستحب ہیں اس لیے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے۔ [ردالمحتار، علم الفقہ ص ۴۶ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۳۰ جلد ۱]

نمازِ سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ [درمختار وغیرہ]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ [طبرانی]

نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔ [صحیح مسلم]

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو

تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔
[شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۴۶، کتاب الفقہ ص ۵۳۰ جلد اول، مسائل سفر میں تفصیل دیکھیے مرتب احقر]

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہوا اور اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کہ وہ کام کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نہ کرنے میں تردد کیسا، ہاں اس میں تردد ہو سکتا ہے کہ سفر حج آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت میں مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے۔ [درمختار، مراقی الفلاح]

نبی اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا۔ [بخاری، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ]

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے :((نَوَیۡتُ اَنۡ اُصَلِّیَ رَکۡعَتَیۡ صَلٰوةِ الۡاِسۡتِخَارَةِ)) میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھوں پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھی جائے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُكَ بِعِلۡمِكَ وَاَسۡتَقۡدِرُكَ بِقُدۡرَتِكَ وَاَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّكَ تَقۡدِرُ وَلَآ اَقۡدِرُ وَتَعۡلَمُ وَلَآ اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اَللّٰهُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ هٰذَا الۡاَمۡرَ خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقۡدِرۡهُ لِیۡ وَیَسِّرۡهُ لِیۡ ثُمَّ بَارِكۡ لِیۡ فِیۡهِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ هٰذَا الۡاَمۡرَ شَرٌّلِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصۡرِفۡهُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡهُ وَاقۡدِرۡ لِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ اَرۡضِنِیۡ بِهٖ))

اور لفظ امر کی جگہ اپنی حاجت ذکر کرے، مثلاً سفر کے لیے استخارہ کرنا ہو تو ((هٰذَا السَّفَرَ)) کہے اور نکاح کے لیے استخارہ کرنا ہو تو ((هٰذَا النِّکَاحَ)) کہے، کسی چیز کی خرید وفروخت کے لیے کرنا ہو تو ((هٰذَا الۡبَیۡعَ)) کہے، وعلیٰ ہذا القیاس۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس

دعاء کے پڑھنے کے باوضو قبلہ رو ہو کر سو جائے، اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام اچھا ہے، کرنا چاہیئے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہیئے۔ [شامی]

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض ونفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھ کر کام شروع کرے۔ [طحطاوی وغیرہ]

مستحب ہے کہ دعاء سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

[علم الفقہ ص ۴۷، حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۹، بخاری ص ۱۵۵، ترمذی ص ۹۰، کتاب الفقہ ص ۵۳۱ جلد اول]

(اگر ایک دن میں معلوم نہ ہو سکے تو تین دن یا سات دن تک یہ عمل کرے، ان شاء اللہ معلوم ہو جائے گا۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے سے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو، مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے اس دعاء کو پڑھے۔

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا حَاجَةً لَّكَ فِيْهَا رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ))

اس دعاء کے بعد جو حاجت اس کو درپیش ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے، یہ نماز حاجت روائی کے لیے مجرب ہے، بعض بزرگوں نے اپنی ضرورتوں میں اس طریقہ سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی ان کا کام پورا ہو گیا۔ [شامی]

ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ میرے لیے

دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرمائے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہوگا، اگر کہو تو میں دعاء کروں، انہوں نے خواہش کی کہ آپ دعا فرمائیے، اس وقت آپ نے ان کو یہ نماز تعلیم فرمائی۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۴۲ جلد اول]

صلوٰۃ الاوابین

نماز اوابین مستحب ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے۔ نماز اوابین چھ رکعت پڑھنی چاہیئے، تین سلام سے نماز مغرب کے بعد۔

[مراقی الفلاح، علم الفقہ ص ۴۸ جلد ۲، ترمذی ص ۸۹، ابن ماجہ ص ۹۸]

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح مستحب ہے، ثواب اس کا احادیث میں بے شمار ہے۔ یہ نماز نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے، نئے پرانے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز اس کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، ورنہ ہفتے میں ایک بار، ورنہ مہینہ میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار۔

[ترمذی]

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا۔ [شامی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے لیے کوئی خاص سورت بھی تم کو یاد ہے انہوں نے کہا: ہاں ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۔ وَالْعَصْرِ۔ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔﴾ [پارہ ۳۰]

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، بہتر ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں۔ اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیئے، پوری نماز میں تین سو مرتبہ۔

نماز صلوٰۃ التسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے نیت کرے۔ ﴿نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتِ صَلٰوةَ التَّسْبِيْحِ﴾ ترجمہ:۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صلوٰۃ التسبیح

پڑھوں، تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ)) پڑھ کر پندرہ مرتبہ کہے۔ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) پھر ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ)) اور ((بِسْمِ اللّٰهِ)) پڑھ کر ((اَلْحَمْدُ)) اور سورت پڑھے، اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح رکوع میں پڑھے پھر رکوع سے اٹھ کر ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دونوں سجدوں میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى)) کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ اور رکوع اور قومے اور دونوں سجدوں اور ان کے درمیان میں دس دس دفعہ اس تسبیح کو پڑھے۔ اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ)) کے بعد اس تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر دس مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ اور بعد التحیات کے دس مرتبہ پھر اسی طرح تیسری رکعت میں بھی، اور چوتھی رکعت میں بعد درود شریف کے دس مرتبہ اور باقی تسبیحیں بدستور پڑھے، یہ دونوں طریقے ترمذی شریف میں مذکور ہیں، اختیار ہے کہ ان دونوں روایتوں میں سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل کرے اور کبھی اس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ [شامی]

اس کی تسبیحیں چونکہ ایک خاص عدد کے لحاظ سے پڑھی جاتی ہیں یعنی حالت قیام میں پچیس یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتوں میں دس دس مرتبہ اس لیے کہ اس کی تسبیحوں کے گننے کی ضرورت ہو گی اور اگر خیال ان کی گنتی کی طرف رہے گا تو نماز میں خشوع نہ ہوگا، لہٰذا فقہاء نے لکھا ہے کہ ان کے گننے کے لیے کوئی علامت مقرر کر دے مثلاً جب ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو دباوے، پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچویں کو جب چھٹا عدد پورا ہو جائے تو دوسرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں یکے بعد دیگرے اسی طرح دباوے، اس طرح پورے دس عدد ہو جائیں گے۔ اور اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں ڈھیلی کر کے پھر دباوے، پندرہ عدد پورے ہو جائیں گے، انگلیوں کے پوروں پر نہیں گننا چاہیے۔ [شامی]

اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال میں عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے۔[شامی]

اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحیں چھوٹ جائیں تو ان کو اس دوسرے مقام میں ادا کر لے جو پہلے مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس میں دوگنی تسبیحیں پڑھنے سے اس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قومے کا رکوع سے بڑھا دینا منع ہے۔ پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیریں قومے میں نہ ادا کی جائیں بلکہ پہلے سجدے میں اور اسی طرح دونوں سجدوں کی درمیان نشست کا سجدوں سے بڑھا دینا منع ہے، لہٰذا پہلے سجدے کی چھٹی ہوئی تکبیریں درمیان میں نہ ادا کی جائیں بلکہ دوسرے سجدے میں۔

[شامی، علم الفقہ ص ۵۰ جلد ۲، ابن ماجہ ص ۹۹، ترمذی ص ۹۵، تفصیل دیکھئے مسائل شب برات وشب قدر]

نماز توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اس گناہ کے معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔[طحطاوی، شامی وغیرہ]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور اس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور سند اس آیت کی تلاوت فرمائی:۔

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾ [پارہ ۴ سورۃ النساء]

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہے، اس لیے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہے۔

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی

مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تا کہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔

[طحطاوی، مراقی الفلاح وغیرہ]

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے کہیں بھیجا تھا، اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انہیں گرفتار کیا، سوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا۔ جب یہ شہید ہونے لگے تو انہوں نے ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔ [مشکوٰۃ، علم الفقہ ص ۵۱ جلد ۲، بخاری ص ۴۲۸ جلد اول وطحطاوی ص ۲۱۹]

نمازِ تراویح

نماز تراویح رمضان میں سنت موکدہ ہے، مردوں کے لیے بھی اور عورتوں کے لیے بھی۔

[درمختار]

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے۔ اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دی جائے۔

نماز تراویح روزہ کی تابع نہیں ہے، جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ [مراقی الفلاح]

مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو، اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورتیں اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائیں اور اسی طرح وہ کافر جو اس وقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے، اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔ [مراقی الفلاح]

نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشاء کے شروع ہوتا ہے۔ اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائیں تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز [illegible]، جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے۔ [درمختار وغیرہ]

[illegible] تراویح کے پڑھنا بہتر ہے، اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ [درمختار وغیرہ]

نماز تراویح کے بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔ اور نصف شب کے بعد خلاف اولیٰ ہے۔ [طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح]

نماز تراویح کی بیس رکعت باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ہیں، ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے۔ [درمختار، بحرالرائق وغیرہ]

نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے، ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے، چاہے چپ بیٹھا رہے، مکہ معظمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں، مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں، بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔

((سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ)) [شامی]

اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لیے کہ تراویح عشاء کی تابع ہے، ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہیں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائے گا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لیے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا، جن کی جماعت درست ہے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو گئی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ کر پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے۔ [درمختار]

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ لوگوں کی

کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہو گا تو بہت ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے، اسی قدر پڑھا جائے باقی ﴿الم تر کیف﴾ سے آخر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں، ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔[درمختار، مراقی الفلاح، بحرالرائق، شامی وغیرہ]

ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گزرے، اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیئے اس لیے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورۃ کا جز نہیں ہے، پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی۔ قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہو گا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے، مثلاً پندرہ روز میں قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔ نماز تراویح اس نیت سے پڑھے۔

((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ))

''میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑھوں جو نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔''

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازوں میں بیان ہو چکا۔ نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہیں، رمضان المبارک کی راتوں میں جو عبادت کی جائے اس کا ثواب احادیث میں بہت وارد ہے۔ ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں

میں خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر عبادت کرے، اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
[علم الفقہ ص۵۴ جلد۲' کتاب الفقہ ص۵۴۴ جلد اول۔ تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب مکمل ومدلل مسائل تراویح]

نماز احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لیے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔[مراقی الفلاح۔طحطاوی وغیرہ]
اس نماز کی نیت یوں کی جائے۔((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْاَحْرَامِ سُنَّةَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)) (ترجمہ) میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پڑھوں۔

نماز کسوف وخسوف

(کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں، اس کی قرات آہستہ ہونی چاہیئے۔[فتاویٰ رحیمیہ جلد اول ص۲۲۶]
کسوف کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسوف، وخسوف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے، پس جب تم اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔
نماز کسوف وخسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے۔نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے، بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے۔[مراقی الفلاح وغیرہ]
نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں سوا خطبہ کے[طحطاوی مراقی الفلاح] نماز کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو پکار دیا جائے۔[مراقی الفلاح وغیرہ]
نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورہ بقرہ وغیرہ کا پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔

اور قرات آہستہ پڑھے۔ [بہشتی زیور ص ۳۷ جلد ۲ بحوالہ شرح التنویر ص ۱۱۷ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۶ جلد اول]

نماز کے بعد امام کو چاہیئے کہ دعاء میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے، دعاء میں مصروف رہنا چاہیئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعاء کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے، مگر اس میں جماعت مسنون نہیں، اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے۔ مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے، یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ [مراقی الفلاح وغیرہ]

جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں، ان کے علاوہ بھی جس قدر نوافل کی کثرت کی جائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی اکرم ﷺ نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے، ہم نے احادیث کے خیال سے ان کی تفصیل بیان نہیں کی۔

استسقاء کے سلسلہ میں سب سے بڑی چیز توبہ، استغفار، عجز و نیاز اور بارگاہ خداوندی میں بندوں کی گریہ وزاری ہے جو نماز کے علاوہ اور صورتوں سے بھی ہو سکتی ہے، لیکن اگر نماز پڑھنا ہی طے ہو جائے تو پھر ضروری ہے کہ بستی یا شہر کے تمام چھوٹے بڑے مسلمان شہر سے باہر عید گاہ یا کسی وسیع میدان میں جمع ہوں، پورے اخلاص اور دل کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ توبہ اور استغفار کرتے رہیں۔ جب اجتماع ہو جائے تو جماعت سے دو رکعت نماز پڑھی جائے، امام صاحب قرات جہر سے کریں، سلام پھیرنے کے بعد یہ خطبہ پڑھا جائے، اس کے بعد دوسرا خطبہ وہی پڑھا جائے جو جمعہ کے خطبہ اولیٰ کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ بھی کریں، پھر دعاء

مانگیں قلب رداء صرف امام صاحب کریں، مقتدی قلب رداء نہ کریں یعنی مقتدی حضرات چادر کو نہ پلٹیں۔ [ابوداؤد، زادالمعاد وحصن حصین]

نبی اکرم ﷺ سے استسقا کی جو دعائیں منقول ہیں منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلاً غَيْرَ اٰجِلٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّتًا وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ))

استسقاء کی دعا کا عربی زبان میں یا خاص انھیں الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہیں۔ [علم الفقہ ص ۵۷ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۲۱ جلد اول، کبیری ص ۴۲۷ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۹ جلد ۵، مشکوٰۃ ۱۳۲ جلد، تفصیل دیکھئے خطبات ماثورہ]

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ یا کوئی اژدھا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے کہ سواریوں پہ بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں، استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر ایک دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں، اس وقت نماز نہ پڑھیں، اطمینان کے بعد اس کی قضاء پڑھ لیں۔

اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں، اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنی چاہیے۔ اس قاعدے سے نماز پڑھیں۔ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیے جائیں، ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے۔ اور دوسرا حصہ نماز شروع کر دے، اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو، جیسے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں۔ تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا ظہر، عصر، عشاء کی

نماز قصر کی حالت میں، اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے۔ اور یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کر لیں، اس لیے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آ کر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرے اس لیے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لیے آتے وقت پا پیادہ چلنا چاہیئے، اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اسی قدر اجازت دی گئی ہے جس کی سخت ضرورت ہو، اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

[شامی]

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آ کر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آ کر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کر لے، تب دشمن کے مقابلے میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں۔ تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے، پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدہ سے نماز پڑھی، بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ شروع کی گئی ہے، بے ضرورت شدیدا اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً باغی

لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

نماز خلاف جہت قبلے کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے کہ فوراً قبلے کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اگر اطمینان سے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آ جائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا چاہیے۔ اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو، اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں، بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگر چہ ایک مقام کی متعدد مساجد میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی۔ اور اس کو جمعے کی نماز تمام کرنی چاہیے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اس کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ [بحر الرائق، درمختار علم الفقہ ص ۱۵۳ جلد ۲]

مسئلہ: شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ یہ دونوں اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں' ان دونوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے' جمعے کی نماز کے صحت و وجوب کے جو شرائط ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوا خطبے کے، جمعہ کی نماز میں خطبہ شرط ہے اور عیدین کی نماز میں شرط نہیں ہے۔ جمعہ کا خطبہ فرض ہے، عیدین کا خطبہ سنت، مگر عیدین کے خطبہ کا سننا بھی مثل جمعے کے واجب ہے، جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے، اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۵۴ جلد ۲] [تفصیل دیکھئے ''مسائل نماز جمعہ'' اور ''مسائل عیدین و قربانی'']

نماز عشق

مسئلہ: نماز عشق بعض حضرات جو کہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ قیام میں بیس دفعہ اللہ کا ذکر کرتے

ہیں اس کے بعد دس دس دفعہ قومہ، سجدہ اور جلسہ میں پڑھتے ہیں، اس کی شریعت میں کچھ اصل نہیں ہے اور طریقت میں بھی وہی عبادت معتبر ہے جو شریعت سے ثابت ہو اور شرعاً جائز ہو۔ یہ خلاف طریق سنت ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۳ جلد ۴]

سجدہ سہو کا بیان

نماز کے سنن و مستحبات اگر ترک ہو جائیں (یعنی چھوٹ جائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور نماز کے فرائض میں سے کوئی چیز اگر سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جس کا کوئی تدارک نہیں جس کی وجہ سے نماز کا لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز عمداً چھوڑ دی جائے تو اس کا تدارک نہیں ہوسکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز عمداً نہیں بلکہ سہواً چھوٹ جائے تو اس کا تدارک ہوسکتا ہے، اور وہ تدارک یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کر لیے جائیں اور سجدہ کے بعد پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور درود شریف اور دعا، حسب معمول پڑھ کر پھر سلام پھیرا جائے، ان سجدوں کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔

اتنی بات سمجھ لیجئے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے ان اقوال میں جو شرعی چیزوں کی خبر دینے اور دینی احکام کے بیان سے متعلق ہیں نہ کبھی سہو ہوا ہے، اور نہ یہ ممکن ہے۔ ہاں آپ ﷺ کے افعال میں سہو ہوتا تھا، وہ بھی اس حکمت و مصلحت کے پیش نظر تا کہ امت کے لوگ اس طرح سہو کے مسائل سیکھ لیں۔ [مظاہر حق ص ۲۱ جلد ۲]

سجدہ سہو کے اصول

مسئلہ: سجدہ سہو حسب ذیل وجہوں سے واجب ہوتا ہے۔

1. نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کر دے (چھوڑ دے)
2. کسی واجب کو اس کے محل سے موخر کر دے
3. کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کر دے

۴ کسی واجب کو دو مرتبہ ادا کرے۔
۵ کسی واجب کو متغیر کر دے جیسے جہری (بلند آواز والی) نماز میں آہستہ اور آہستہ نماز میں بلند آواز سے قرات کر دے۔
۶ نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے موخر کر دے
۷ کسی فرض کو اس کے محل (جگہ) سے مقدم کر دے
۸ کسی فرض کو مکرر (یعنی دو مرتبہ بھولے سے ادا کر لے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۶۲ و در مختار ص ۶۷۸ جلد اول]

مسئلہ: سہو (بھول) کی وجہ سے اگر نماز میں کوئی ایسی خرابی ہو گئی ہے، مثلاً کسی رکن کو مقدم یا موخر کر دیا یا رکوع قرأت سے پہلے کر دیا، یا سجدہ رکوع سے پہلے کر دیا، یا ایک رکن کو مکرر کر دیا تو دو سجدے سہو کے واجب ہوں گے۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۱ جلد ۱ کبیری ص ۴۵۵ نماز مسنون ص ۵۱۳]

مسئلہ: دراصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم ہوتا ہے مگر چونکہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم آتا ہے، اس لیے تاخیر واجب سے بھی سہو لازم آتا ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۵ جلد ۴]

مسئلہ: نماز کے سنن اور مستحباب کے ترک سے نماز میں کچھ خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے، ہاں جن سنن کے چھوڑ دینے سے نماز میں کراہت تحریمہ آ جاتی ہے ان کے ترک سے البتہ نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے اس نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ [شامی]

مسئلہ: سجدہ سہو کر لینے سے وہ خرابی جو واجب کے چھوٹ جانے سے پیش آئی تھی وہ دور ہو جاتی ہے خواہ جس قدر بھی واجب چھوٹ گئے ہوں دو سجدے سہو کے کافی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی سے نماز کے تمام واجبات چھوٹ گئے ہوں، اس کو بھی دو ہی سجدے کرنے چاہئیں، دو سے زیادہ سجدہ سہو مشروع نہیں ہے۔

مسئلہ: سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۷ جلد ۲، در مختار ص ۶۸۱ جلد اول]

سجدہ سہو کا طریقہ

مسئلہ: سجدہ سہو کسی نقصان کی وجہ سے ہو یا کسی زیادتی کی وجہ سے اس کے ادا کرنے کا طریقہ

احنافؒ کے نزدیک یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد (التحیات) پڑھنے کے بعد پہلے داہنی طرف (ایک ہی) سلام پھیرے اس کے بعد دو سجدے کرے پھر تشہد (التحیات) درود شریف اور دعاء بدستور پڑھ کر نماز سے نکلنے کے لیے (دونوں طرف) سلام پھیرے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۶۷ ہدایہ ص ۱۰۴ جلد اول کبیری ص ۴۷۱ شرح نقایہ ص ۱۱۰ جلد اول]

مسئلہ: افضل یہ ہی ہے کہ داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد یہ سجدے کیے جائیں اگر بغیر سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہہ کر سجدے کر لیے جائیں تب بھی جائز ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۷ جلد ۲]

مسئلہ: سجدہ سہو کرنا تھا، لیکن دونوں طرف سلام پھیر دیا، تب بھی کچھ حرج نہیں پھر بھی سجدہ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کر لے۔ (اگر بولا نہ ہو)

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۶ جلد ۴ بحوالہ درمختار ص ۵۷۵ ج اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۶ جلد ۷]

مسئلہ: اگر کسی نے پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا، اس کے بعد سجدہ سہو کیا تو اس پر (مزید) سجدہ سہو کے لئے دو سجدے واجب نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد ۱]

مسئلہ: سجدہ سہو کے لئے دو سجدے واجب ہیں، اگر سجدہ سہو میں بجائے دو سجدوں کے ایک ہی سجدہ کیا تو یہ کافی نہیں، لہذا نماز قابل اعادہ ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶ جلد ۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۳۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام نے سجدہ سہو کیا اس کے بعد کسی شخص نے آ کر جماعت میں شرکت کی تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسی نیت اور اسی تحریمہ سے اپنی نماز پوری کر لے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۳ جلد ۲ طحطاوی ص ۲۵۶ جلد اول]

مسئلہ: مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) سجدہ سہو میں تو امام کی متابعت کرے گا مگر اس کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا، اگر مقتدی نے یہ بات یاد ہوتے ہوئے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھولے سے سلام پھیر دیا ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی اور سجدہ سہو بھی لازم نہ ہو گا کیونکہ وہ اس وقت مقتدی ہے اور مقتدی پر اس کی غلطی سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۹ جلد ۳، کبیری ص ۴۶۵ فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳ جلد ۵ بحوالہ بدائع الصنائع ص ۱۷۶ جلد اول فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۰ جلد ۱۰]

مسئلہ: جب امام دوسری طرف کا سلام شروع کرے تو مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) کھڑا ہو جائے ایک طرف سلام پھیرنے پر کھڑا نہ ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام کے ذمہ سجدہ سہو ہو۔ [آپ

کے مسائل ص ۲۹۳ جلد ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۰ جلد ۱۰ اور ردالمختار ص ۵۵۹ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۴ جلد ۳] (یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سجدہ سہو میں امام کے ساتھ لوٹنا پڑ جائے۔ [رفعت قاسمی]

مسئلہ: اگر کسی نے بجائے داہنی جانب کے بائیں جانب سلام پھیر دیا تو فقط داہنی جانب سلام پھیر لے، بائیں جانب سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کی ضرورت ہے، نماز صحیح ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۴۷ جلد اول جوہرہ نیرہ ص ۵۵]

(دوبارہ بائیں جانب سلام پھیرنا اس پر لازم نہیں ہے۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

امام کو غلطی بتانے کا حکم

مسئلہ: اگر امام نماز میں کوئی آیت بھول جائے مثلاً پڑھتے پڑھتے اٹک گیا یا پس و پیش میں پڑ گیا۔ تو مقتدی کے لیے جو اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے جائز ہے کہ بتا دے، لیکن صرف غلطی بتانا مقصود ہو، اپنی قرات مقصود نہ ہو کیونکہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

واضح ہو کہ مقتدی کے لیے امام کو لقمہ دینے (غلطی بتانے) میں پیش دستی مکروہ ہے، یعنی جلدی نہیں کرنی چاہیے، اور اسی طرح امام کے لیے بھی مکروہ ہے کہ مقتدی کی رہنمائی کا متوقع ہو۔ اسے چاہیے کہ کسی اور سورت میں سے ضروری قرأت پڑھ لے، یا کوئی اور سورت پڑھ لے، یا پھر رکوع میں چلا جائے، بشرطیکہ مقدار فرض یا واجب قرأت پوری ہو چکی ہو۔

مقتدی کا امام کے سوا کسی اور کو غلطی بتانا، مثلاً اپنے جیسے کسی دوسرے مقتدی کو یا کسی اور امام کو جو اس کا امام نہیں ہے، یا تنہا نماز پڑھنے والے کو یا کسی شخص کو جو نماز میں نہیں ہے، جائز نہیں ہے، اس سے نماز باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر تلاوت کے ارادہ سے نہ کہ بتانے کی غرض سے کچھ پڑھا تو نماز باطل نہیں ہوگی، تاہم ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح کوئی نمازی دوسرے کے بتانے پر عمل کرے تو نماز جاتی رہے گی، ہاں امام اپنے مقتدی کا لقمہ (غلطی) لے سکتا ہے، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی پس امام یا منفرد (تنہا پڑھنے والا) کوئی آیت بھول جائے اور کوئی دوسرا جو نماز میں شامل نہ ہو نماز کے باہر سے بتا دے اور اس کے بتائے پر عمل کرے تو نماز باطل ہو جائے گی، ہاں اگر خود ہی اس کو بھولی ہوئی آیت وغیرہ یاد آ جائے تو اس پر عمل کرنے سے نماز باطل نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر امام لقمہ (غلطی) نہ لے تو لقمہ دینے والے اور امام کی نماز فاسد نہ ہوگی نماز صحیح ہوگی، سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہے، اگر غلطی سے سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز صحیح ہوگی۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۸ جلد ۴]

مسئلہ: واضح ہو کہ جس طرح قرأت میں کسی دوسرے کے بتائے ہوئے پر عمل کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے، اسی طرح کسی اور کی (جو نماز میں شامل نہیں ہے) بتائی ہوئی کسی بات پر بھی عمل کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ مثلاً صف میں کوئی جگہ خالی ہے اور کسی نے (باہر سے) نمازی سے کہا کہ اس جگہ کو پر کر لو، اور نمازی نے اس کا کہنا مان لیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر ایسی صورت ہو تو چاہیے کہ قدرے توقف کرے اور پھر بخوشی خود یعنی کسی کے کہنے کی بنا پر نہیں بلکہ خود وہ کام کر لے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۱ جلد ۱۔ ہدایہ ص ۹۷ جلد اول، شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول، کبیری ص ۴۴۰، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۴ جلد ۴]

مسئلہ: اگر امام بقدر تین آیت کے بعد سورۃ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو لقمہ دینے (بتانے) کا انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہیے، اور اگر تین آیت سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کرے، اگر ایسا نہ کیا، دوسری جگہ سے پڑھنا شروع نہیں کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یاد نہیں آ رہا ہے۔ تو لقمہ دے دے، بغیر مہلت کے لقمہ دینا مکروہ ہے، نماز بہرحال صحیح ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۰۶ جلد ۴، بحوالہ شامی ۶۵۰ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۵ جلد ۱ فتاویٰ عالمگیری ص ۹۹ جلد ۱]

مسئلہ: نماز میں اگر امام کو حدث (وضو ٹوٹ جائے) ہو جائے تو خلیفہ بنانا درست ہے، ضروری نہیں، اگر عوام مسائل سے ناواقف ہیں تو ایسی حالت میں استیناف (نماز کا توڑنا) افضل ہے۔ پس پہلے نماز کو قطع کر دے، اور کوئی عمل منافی کر لے، پھر وضو کے بعد از سر نو نماز شروع کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۱ جلد ۳ و رد المحتار ص ۵۶۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام سجدہ کی حالت میں فوت ہو جائے تو وہ نماز فاسد ہوگئی پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہیئے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۷۰ جلد ۴، رد المحتار ص ۵۵۳ جلد ۱]

مسئلہ: اگر امام نے ناپاکی کی حالت میں، یا بغیر وضو نماز پڑھا دی تو امام کو چاہیے کہ حتی الوسع جو جو مقتدیوں میں سے یاد آ جائیں ان کو اطلاع کر دے، کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ کر لیں، کیونکہ

وہ نماز نہیں ہوئی تھی اور جو یاد نہ آئیں ان کی نماز ہوگئی۔ ان کو اطلاع نہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے، اگر کبھی یاد آجائیں تو ان کو بھی اطلاع کر دی جائے، اور خود امام کو بھی اس نماز کا اعادہ کرنا چاہیے اور اس گناہ سے توبہ واستغفار کرے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۷۷ جلد ۳ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶۴ جلد ۴ شامی ص ۵۵۳ جلد اول و در مختار ص ۵۲۵ جلد اول]

نماز میں قراءت کی غلطی کا قاعدہ کلیہ

مسئلہ: نماز کی قراءت میں غلطی واقع ہونے کے سلسلہ میں فقہاء نے یہ قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ وہ غلطی جس سے معنی میں ایسا زبردست تغیر ہو گیا ہو کہ اس کے اعتقاد سے کفر لازم آتا ہو تو نماز ہر جگہ فاسد ہو جائے گی، خواہ تین آیت کے پہلے ایسی غلطی ہوئی ہو یا تین آیت کے بعد اور وہ غلطی جس سے حرف کی ہیئت میں فرق آگیا ہو، مثلاً زیر زبر، پیش بدل جائے یا تشدید تخفیف یا مد وقصر میں فرق ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ اگر بہت تغیر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اسی طرح کسی حرف میں تغیر ہو جائے جس کے سبب مراد سے بہت دور معنی بن جائیں، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں، خواہ تغیر ایک حرف میں ہو یا زیادہ میں۔ اسی طرح ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا اور معنی بدل گیا، پس اگر ان دونوں حرفوں میں کسی مشقت کے بغیر فرق کر سکتا تھا، اگر نہیں کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا دشوار رہا جیسے سین اور صاد میں اور ظاء اور ضاد میں اور طاء اور تاء میں پس اگر کسی نے قصداً ایسا پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر بلا قصد اس طرح زبان سے نکل گیا یا ایسا ناواقف اور جاہل ہے کہ ان دونوں میں فرق کو نہیں جانتا تھا تو نماز ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے کوئی لفظ زیادہ کر کے پڑھ دیا اور معنیٰ میں تغیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، خواہ وہ زائد لفظ قرآن شریف میں کسی جگہ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ اور اگر اس لفظ کے زیادہ کرنے سے معنیٰ میں تغیر نہیں ہوا، لیکن قرآن شریف میں کہیں وہ لفظ موجود ہے تو نماز بالاتفاق درست ہے، اور اگر وہ لفظ قرآن کریم میں کسی جگہ نہیں آیا تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور دوسرے ائمہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔

بہرحال مذکورہ بالا صورتوں میں علماء متاخرین اکثر جگہ گنجائش پیدا کرتے ہیں اور آسانی کا لحاظ کرتے ہیں اور نماز کے درست ہونے کا حکم دیتے ہیں اور متقدمین حضرات نماز کو لوٹانے کو کہتے ہیں اور نماز جیسی اہم عبادت میں احتیاط کا لحاظ کرتے ہیں۔

لہٰذا نماز پڑھنے والوں کو ان مسائل میں احتیاط سے کام لینا بہتر ہے، اور ضرورت کے وقت اپنے مقامی علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

[مسائل سجدہ سہو ص۴۲ بحوالہ شامی ص۴۴۴ فتاویٰ دار العلوم ص۲۷ وص۸ ۷ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۵۹۲ جلد اول]

مسئلہ: نماز کی قراءت میں ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز کا فاسد ہونا لازم آتا ہو لیکن پھر اس کی تصحیح کرلی تو نماز صحیح ہوگئی، اگر غلطی کی اصلاح نہیں ہوگی تو نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص۳۰۸ جلد۴]

مسئلہ: لفظ انا ضمیر متکلم جو کہ قرآن شریف میں برسم خط باثبات الف ہے تو ''انا'' کو باثبات الف پڑھنے سے اگرچہ نماز ہوجائے گی لیکن یہ لحن (غلطی) فی القراءت ہوگا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۷۳ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۵۸۹ جلد اول]

مسئلہ: جن موقعوں میں راء اور لام کو پر کرکے پڑھنا چاہیے وہاں پر باریک پڑھنے سے نماز صحیح ہے، نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

مسئلہ: جس جگہ میم اور نون غنہ کرکے پڑھا جاتا ہے اس جگہ میم اور نون کو ظاہر کرکے پڑھے تو یہ ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ تجوید اس جگہ مد نہیں ہے لہٰذا یہ لحن ہے اور خطا ہے مگر نماز ہوجاتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص۸۰ جلد۴ بحوالہ ردالمحتار ص۵۹۲ جلد اول]

(خواص کو اس مسئلہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیے، کیونکہ جان بوجھ کر اس طرح پڑھنے سے نماز میں خلل واقع ہوگا۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا؟

مسئلہ: کسی نے دوسری رکعت میں خلاف ترتیب پہلے کی سورت پڑھ دی مثلاً پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ الخ پڑھی اور دوسری رکعت میں ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ الخ﴾ پڑھی، پس اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو نماز بلا کراہت درست ہے، اور اگر قصداً خلاف ترتیب پڑھا تو نماز مکروہ

ہوئی اور اگر سہواً ہو جائے تو کچھ حرج نہیں اور دونوں صورتوں میں سے کسی میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور نماز بہر حال صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۰ جلد ۴، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۹ ج ۴، شامی ص ۵۱۰ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ جلد ۱۰]

مسئلہ: ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا فرائض میں نامناسب ہے، نوافل میں مضائقہ نہیں۔ [طحطاوی ص ۱۹۴ جلد ۱ فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۶ جلد ۲، فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی نے دوسری رکعت میں بھول کر خلاف ترتیب شروع کی اور شروع کرتے ہی یاد آ گیا پھر اس نے اسے چھوڑ کر دوسری سورت ترتیب کی رعایت سے پڑھی تو اس کی نماز درست ہے مگر مکروہ ہوئی (تنزیہی) اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔ البتہ اس کے لیے وہ سورت چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا بہتر نہیں۔ [شامی ص ۵۱۰ جلد اول]

مسئلہ: درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑ دی مثلاً پہلی رکعت میں ﴿اَرَأَیْتَ الَّذِیْ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ الخ﴾ پڑھی یعنی درمیان میں ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنَا﴾ کی سورت چھوڑ دی تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، سجدہ کرنا واجب نہیں ہے۔ [شامی ص ۴۲۵]

مسئلہ: نماز میں قراءت کرتے ہوئے بھولے سے کسی لفظ کا ترجمہ پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور سجدہ سہو سے وہ نماز صحیح نہ ہوگی، اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ [شامی ص ۳۴۰ جلد اول]

تجوید کی رعایت کے بغیر پڑھنا؟

مسئلہ: اگر کسی نے بلند آواز میں تجوید کی رعایت کیے بغیر قرآن مجید پڑھا تو اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا، البتہ اگر کوئی ایسی غلطی کی ہے جس سے نماز میں فساد آتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۹ جلد ۴، عالمگیری ص ۶۶ جلد اول، ردالمختار ص ۹۰ جلد اول]

ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا؟

مسئلہ: اگر کسی نے دو رکعتوں میں ایک ہی سورۃ دوبارہ پڑھ لی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۳۲ و شامی ص ۵۱۰ جلد اول]

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری پوری (چھوٹی) سورت پڑھے۔ اگر ایک رکعت میں

کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن بلاضرورت یہ افضل نہیں ہے۔

[عالمگیری ص۴۰ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص۱۷۷ جلد اول]

مسئلہ: ایک ہی رکوع کو مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھنے سے نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۲۰۵ و فتاویٰ محمودیہ ص۹۵ ج ۷]

مسئلہ: جو لوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری رکعت میں سورت جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی، پڑھتے ہیں، اس میں کچھ کراہت نہیں ہے، البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعتوں میں پوری سورت پڑھی جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۲۳۵ ج ۲ بحوالہ ردالمختار ص۵۱۰ جلد اول]

مسئلہ: ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے، مگر نماز ہو جاتی ہے، اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۲۵۵ ج ۲ بحوالہ فتح القدیر ص۲۹۹ جلد اول]

مسئلہ: وقت کی تنگی کے وقت فجر کی نماز میں چھوٹی سورتیں درست ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ میں عجلت ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۲۳۷ جلد ۲ بحوالہ ردالمختار ص۵۰۵ جلد ۱]

رموز واوقاف پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی بحث

سوال: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ (۳) عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ نِ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ ﴾

آیت "لا" پر اگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور آخر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے؟ نیز تیسری مثال میں اگر وقف کر لیا ہو تو آگے ﴿اَلَّذِيْ﴾ کہہ کر پڑھا جائے یا ﴿نِ الَّذِيْ﴾ کہہ کر؟

الجواب: آیت "لا" پر بضرورت وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ (اگر دہرا لیا تو) اور تیسری مثال میں ﴿اَلَّذِيْ﴾ اور ﴿نِ الَّذِيْ﴾ پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔ مگر وقف میں ﴿اَلَّذِيْ﴾ پڑھنا چاہیئے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص۲۲۷ جلد ۲]

بعض لفظوں میں دو قر أتیں

سوال: قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوئے ہوتے ہیں مثلاً ﴿بَصۜطَةً هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ ان میں سے کون سا حروف دومرتبہ پڑھا جائے؟

الجواب: لفظ ﴿يَبْصُۜطُ﴾ اور ﴿هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ﴾ اور ﴿عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ کے اوپر س لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ سین پڑھے خواہ صاد، نماز صحیح ہے، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دو دفعہ پڑھے، بلکہ جس قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۴ جلد۲ بحوالہ جلالین سورہ غاشیہ ص ۴۹۸]

صیغہ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا؟

مسئلہ: نماز میں بوقت قرات واحد کو بصیغہ جمع اور جمع کو بصیغہ واحد پڑھنا مثلاً آیت کو آیات پڑھنا غلطی ہے، عمداً ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۷ جلد۲ بحوالہ ردالمختار ص ۵۹۱ جلد اول وزلتہ القاری]

قراءت میں سہو (بھول ہو جانے) کے مسائل

مسئلہ: نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جائے یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی دو تین آیات پڑھے اور پھر یاد آنے پر یا بھولنے کی وجہ سے ابتداء سے قرأت پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور غلطی سے اگر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گئی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۳ جلد۴ وردالمختار ص ۵۶۰ جلد اول وشامی ص ۱۸۲ جلد اول]

مسئلہ: نماز جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورہ دہر شروع کی نصف سورت پڑھ کر آگے نہ پڑھ سکا، دوبارہ سہ بارہ پڑھ کر اول سے جب پوری ہوئی، ایسی صورت میں نماز ہو گئی، سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۷۳ جلد۴]

مسئلہ: مقتدی نے بار بار لقمہ دیا جس میں ایک رکن کی مقدار (تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کے

برابر ہے) تاخیر ہوگئی تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو واجب نہیں اور نہ لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی۔ [شامی ص ۴۱۸ جلد اول]

مسئلہ: بقدر واجب قراءت کے بعد قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو نہیں آتا، لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ (نماز کو توڑنے والی) ہے تو نماز کا لوٹانا لازم ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۸ جلد ۴]

مسئلہ: اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ (الحمد شریف) یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اسی رکعت کے رکوع میں یا بعد رکوع کے یاد آ جائے تو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے اور سجدہ سہو کرے، اس لیے کہ رکوع ادا کرنے میں تاخیر ہوگئی اور اگر سورہ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور دوسری رکعت میں یاد آ جائے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اس کو پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ چھوٹی ہو تو اس کو نہ پڑھے، ورنہ ایک رکعت میں دو سورہ فاتحہ ہو جائیں گی اور تکرار سورہ فاتحہ کی مشروع نہیں۔ اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۷ جلد ۲ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۶ اول و شامی ص ۶۲۷ جلد اول]

مسئلہ: پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے تکرار (دو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۶ جلد ۴ فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱ جلد ۱]

مسئلہ: اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اسی وقت اس کو خیال آ جائے تو چاہیے کہ سورہ فاتحہ کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدہ سہو کرے، اس لیے کہ دوسری سورت کا سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہے اور یہاں اس کے خلاف ہوا ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۷ ج و عالمگیری ص ۶۵ ج و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷ ج ۱]

نماز میں سورۂ فاتحہ یا صرف سورت پڑھی؟

مسئلہ: اگر کسی نے صرف سورۂ فاتحہ پڑھی یا صرف کوئی سورت پڑھی اور رکوع میں چلا گیا تو ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔ [درمختار ص ۴۲۴ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۳ جلد ۴]

مسئلہ: اگر کسی نے سورۂ فاتحہ کے بعد صرف چھوٹی دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر رکوع میں چلا گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر قصداً رکوع میں چلا جائے تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۸ ج ۴]

کیونکہ چھوٹی تین آیتیں یا بڑی ایک آیت ضروری ہے۔ [محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ: اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے سورت پڑھی تو سجدہ سہو کرنا ہوگا۔
[کبیری ص ۴۷۱]

نیز فرائض کی طرح نوافل (وسنن وغیرہ) میں بھول جانے سے سجدہ سہو کرنا ہوگا۔
[فتاوی دار العلوم ص ۴۰۹، کبیری ص ۴۷۱]

سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لی؟

مسئلہ: اگر کسی نے فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں بھول کر دو مرتبہ الحمد شریف پڑھ لی یا اکثر حصہ دوبارہ لوٹایا تو ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں دو مرتبہ الحمد پڑھ دی تو سجدہ سہو واجب نہیں، یہ مسئلہ فرضوں کا ہے، لیکن اگر نوافل کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف دو مرتبہ پڑھ لی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی نے سورہ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا اور تھوڑا سا حصہ بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر تھوڑا سا حصہ پڑھا اور اکثر حصہ رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

[عالمگیری ص ۶۵ جلد اول، فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۸ جلد اول، فتاوی محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۷ وص ۱۸۵ جلد ۲]

سورۂ فاتحہ کے بجائے کوئی سورت پڑھ لی؟

مسئلہ: اگر کسی نے پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اور بھول کر دوسری کوئی سورت شروع کر دی، پھر یاد آیا تو سورت چھوڑ کر پہلے سورہ فاتحہ پڑھے اور پھر اس کے بعد کوئی سورت ملائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے، اسی طرح اگر سورۂ فاتحہ چھوڑ کر مکمل کوئی سورت پڑھ لی، یا رکوع میں چلا گیا یا رکوع سے بھی اٹھ گیا، تو ان سب صورتوں میں لوٹ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور پھر ترتیب کے مطابق بقیہ کام کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۲۹، عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

مسئلہ: الحمد شریف کو سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر سورت کا کوئی جملہ بھی الحمد سے پہلے پڑھا گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۲ جلد اول]

مسئلہ: فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کے لیے متعین کرنا بھی واجب ہے۔

[شرح نقایہ ص ۷۰ جلد ۱، کبیری ص ۲۹۵]

مسئلہ: اگر پہلی رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت نہ پڑھی تو آخری رکعتوں میں فاتحہ کے بعد

سورت پڑھے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔[شرح نقایہ ص۱۱۲ جلد۱]

مسئلہ: چار رکعت والی فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اور سورت پڑھے تو سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔[فتاوی رحیمیہ ص۲۲ جلد۳، بحوالہ درمختار ص۴۲۷ جلد اول]

فاتحہ کے بعد جس سورت کا ارادہ کیا وہ نہیں پڑھی؟

مسئلہ: کسی نے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا، لیکن غلطی سے دوسری رکعت پڑھ ڈالی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔[عالمگیری ص۶۵ جلد اول]

مسئلہ: کوئی سورت شروع کی پھر دوسری سورت پڑھی تو اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہے۔[فتاوی دارالعلوم ص۳۷۵ جلد۴]

التحیات کے بجائے فاتحہ یا فاتحہ کے بعد التحیات پڑھ لی؟

مسئلہ: التحیات کے بجائے فاتحہ پڑھ دی یاد آنے پر التحیات پڑھی تو سجدہ سہو نہیں ہے، مگر تفصیل یہ ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی یا پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو آئے گا اور اگر پہلے تشہد پڑھا پھر فاتحہ تو سجدہ سہو نہیں لازم ہوگا۔

[فتاوی دارالعلوم ص۴۰۲ جلد۴ وفتاوی رحیمیہ ص۲۴۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد التحیات پڑھ ڈالی تو اس پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر سورۂ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[عالمگیری ص۶۱ جلد اول]

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش کھڑا رہا؟

مسئلہ: کسی نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور چپ ہوگیا اور ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کے برابر خاموش کھڑا رہا، اس کے بعد سورت ملائی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔

[فتاوی دارالعلوم ص۳۸۷ ج۴، بحوالہ ردالمحتار ص۴۹۳ جلد اول وعالمگیری ص۳۹۳ جلد اول]

تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص نماز میں ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ مثلاً (۱) سورہ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اس قدر خاموش رہے جس میں کوئی رکن ادا ہو سکے۔ (۲) کوئی شخص قراءت کے بعد اتنی ہی دیر تک خاموش کھڑا رہے۔ (۳) کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد اتنی ہی دیر تک خاموش چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے، ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۱ ج ۴، رد المحتار ص ۴۲۷ جلد اول]

مسئلہ: نمازی کے لیے قراءت، رکوع، سجود میں ترتیب قائم رکھنا بھی واجب ہے، پہلے قیام، پھر تحریمہ، پھر قراءت، پھر رکوع، دونوں سجدے اور آخر میں قعدہ۔

[شرح نقایہ ص ۶۹ جلد اول، ہدایہ ص ۶۳ جلد اول]

فرض کی آخری رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا؟

مسئلہ: اگر فرض کی خالی رکعتوں میں یعنی تیسری یا چوتھی رکعت میں کسی نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے (اگر چہ کچھ بھی نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا رہا تو نماز درست ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھولے سے یا قصداً پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [شامی ص ۴۷۸ جلد اول و عالمگیری ص ۹۵ جلد اول]

مسئلہ: چار فرض کی آخری دو رکعت میں سورت ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ اخیرین میں اکتفاء فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو بلکہ سورت ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے، اگر چہ نہ پڑھنا سورت کا اولیٰ (بہتر) اور مسنون ہے بخلاف قعدہ اولیٰ کے اس پر اکتفاء تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ؟ ۳۹۶ جلد ۲ اوص ۳۷۵ ج ۴ وفتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ جلد ۱۳]

فرض کی پہلی رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے؟

مسئلہ: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے، کیونکہ سورت ملانا واجب ہے اور اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۹ جلد ۴، عالمگیری مصری ص ۱۱۸ جلد اول]

مسئلہ: سنت یا نفل یا فرض کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول جائے اور رکوع کر دے تو اب قومہ کر کے (یعنی کھڑے ہو کر) سجدے میں جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ گو یہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرلے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۸ ج ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۸۳ جلد اول و ص ۴۹۹ جلد ۱، امداد الفتاویٰ ص ۵۳۱ جلد ۱]

مسئلہ: اگر رکوع مکرر (دو مرتبہ) کیا یا تین سجدے کر لیے یا تشہد کے بعد چار رکعت والی نماز میں درود شریف پڑھ لیا، جس کی وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوگئی تو سجدہ سہو لازم ہو گا۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۱ جلد اول، کبیری ص ۴۵۲]

مسئلہ: فرض کی تیسری یا چوتھی یا دونوں رکعتوں میں غلطی سے سورت ملالی تو نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۵۰۴ ج ۳، شامی ص ۴۲۷ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۷ جلد اول]

آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنا؟

مسئلہ: اگر آہستہ آواز کی نماز (ظہر، عصر) میں کوئی شخص بلند آواز سے قراءت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قراءت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے، ہاں اگر آواز کی نماز (فجر، مغرب، عشاء) میں بہت تھوڑی قراءت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں تو کچھ حرج نہیں۔

[علم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۵ جلد اول، کبیری ص ۴۶۰، شامی ص ۴۹۷ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر آہستہ پڑھنا شروع کیا اور چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا یا کسی نے لقمہ دیا تو اس کو سورۂ فاتحہ شروع سے بلند آواز کے ساتھ پڑھنا ضروری

ہے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ: اگر امام نے ظہر یا عصر کی نماز میں چھوٹی تین آیتیں بلند آواز سے پڑھ دیں اور اس کے بعد یاد آیا کہ یہ آہستہ قراءت والی نماز ہے تو جس قدر پڑھ چکا ہے اس کے بعد آہستہ آواز سے پڑھے، شروع سے آواز کے ساتھ قراءت دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[شامی ص۶۹۴ جلد اول، مسائل سجدہ سہو ص۳۳]

مسئلہ: اگر کوئی امام عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر (بلند آواز سے قراءت) کرے تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا کیونکہ عشاء کی آخری رکعتوں میں اگر قراءت پڑھے تو سر (آہستہ) لازم ہے، نیز ظہر کی آخرین میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔ کیونکہ عشاء کی آخری رکعتوں میں اگرچہ قراءت واجب نہیں ہے لیکن اگر قرأت کرے تو اخفاء (آہستہ پڑھنا) لازم ہے۔

نیز ظہر کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔

[فتاوی دار العلوم ص۳۸۹ جلد۴، ص۳۹۰ جلد۴ بحوالہ ہدایہ ص۱۴۱ جلد اول وشامی ص۴۹۷ جلد اول]

مسئلہ: جس میں جہر واجب نہیں ہے، اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور جس میں جہر واجب ہے اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا، مگر جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص۴۰۳ جلد۴]

مسئلہ: امام کے لیے فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور صرف رمضان المبارک میں وتر کی نماز میں بلند آواز سے قراءت واجب ہے، اسی طرح ظہر وعصر کی نماز میں آہستہ آواز سے قراءت واجب ہے۔ [ہدایہ ص۷۳ جلد اول، شرح نقایہ ص۸۳ جلد اول]

مسئلہ: منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا اگر جہری نماز میں آہستہ سے اور آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قراءت کردے، تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [عالمگیری ص۸۲ مسائل سجدہ سہو ص۳۲، در مختار ص۶۸۲ جلد اول]

((والحاصل ان الجهر فی الجهرية لا يجب على المنفرد اتفاقاً وانما الخلاف فی وجوب الاخفاء عليه فی السّرّيةِ وظاهر الرواية عدم الو جوب كما صرح بذالك فی التتار خانية عن

المحیط وکذا فی الذخیرۃ و شروح الھدایۃ کالنھایۃ والکفایۃ والعنایۃ و معراج الدرایۃ وصرحوابان وجوب السھو علیہ اذا جھر فیما یخافت فیہ وانما ھو علی الامام فقط)) [شامی ص ۴۹۸]

امام پر جہری نماز میں جہر اور سری نماز میں سر واجب ہے اس لیے اس کے ترک پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے زور سے یعنی بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے۔

مسئلہ: جہری (بلند آواز سے قراءت والی) نماز میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کے لیے اٹھے تو اس کو اختیار ہے جی چاہے تو زور سے قراءت کرے اور اگر جی چاہے تو آہستہ آواز سے قراءت کرے۔ مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعت میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ زور سے پڑھنے کی صورت میں جہر کے ادنی درجہ پر عمل کرے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۹۰، ردالمختار ص ۴۹۸ جلد اول]

سجدۂ تلاوت کی تاخیر سے سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ: نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے۔ اگر چھوٹی تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بعد سجدہ تلاوت کیا تو سجدہ تلاوت کر کے آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھ کر ہی سجدہ تلاوت کر لیا ہے تو پھر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۵۴ بحوالہ شامی ۷۱۲ جلد اول، فتاوی محمودیہ ص ۱۶۹ جلد ۲]

مسئلہ: اگر سجدۂ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آئے کر لے اور پھر سجدہ سہو کرے۔

[فتاوی دارالعلوم ص ۴۲۴ جلد ۴ بحوالہ عالمگیری ص ۱۳۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کی کر لی تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا اور مقتدیوں کو بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے بغیر نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا اور تین آیات سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو جاتی ہے۔ [فتاوی دارالعلوم ص ۴۲۳ جلد ۴ بحوالہ ردالمختار ص ۷۱۷ جلد اول]

مسئلہ: امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ آیت

پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو یہ سجدہ کافی ہے، اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں ہیں۔
[فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۹ جلد ۳]

شک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا؟

مسئلہ: اگر کسی پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوا، محض شک اور شبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہیئے اور اگر اتفاق سے غلطی سے سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو جائے گی، لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اور آئندہ محض شبہ اور شک میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہیئے۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۵۶ جلد ۴ و شامی ۵۶۰ جلد اول و امداد الاحکام ص ۵۴۴ جلد اول]

مسئلہ: اگر سجدہ سہو واجب ہو اور نہ کیا تو نماز لوٹانا واجب ہے۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۴ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۲۲۴ جلد اول]

مسئلہ: اور جب یہ علم نہ ہو کہ اس بھول سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کر لینا احوط ہے یعنی سجدہ سہو کر لینے میں احتیاط ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۸ جلد ۴]

مسئلہ: اور اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا تھا، اور سجدہ سہو کرنا اس کو یاد نہیں رہا، یہاں تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دیا، اس کے بعد اس کو سجدہ سہو کا خیال آیا تو اب بھی سجدہ سہو کر سکتا ہے، تاوقتیکہ قبلے سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲]

سجدۂ سہو میں تمام نمازیں برابر ہیں

مسئلہ: نماز فرض ہو یا واجب وسنت یا نفل، تمام نمازوں میں سجدہ سہو کا حکم یکساں ہے، البتہ نماز عیدین اور جمعہ میں جب کہ مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار پیدا ہو جائے اور تشویش میں پڑ جائیں اور نمازیں خراب کر لیں تو ایسی صورت میں سجدہ سہو معاف ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کسی جگہ نماز تراویح میں بھی مجمع کثیر ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سہو معاف ہو جائے گا۔ اور نماز کے لوٹانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲ جلد ۵ و در مختار ص ۶۹۵ ج ۱]

سنت ونوافل میں پہلے قعدہ کا حکم

سوال: چار رکعت والی سنت کے قعدہ اولیٰ یا دو رکعت والی سنت و نفل کے اندر التحیات بھول

جائے، پھر اس حالت میں بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب: حامداً ومصلیاً! چار رکعت والی سنت میں قعدہ اولیٰ اور تشہد (التحیات) واجب ہے، اس کے چھوٹنے سے سجدہ سہو لازم ہے اور نفل میں دو رکعت پر قعدہ فرض ہے، اس کے ترک سے نماز درست نہ ہوگی، پس اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا تو سجدہ سے پہلے پہلے جب یاد آ جائے فوراً بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو چوتھی رکعت بھی اس کے ساتھ ملائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر دے، لیکن اس صورت میں دو رکعت معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعت قعدہ چھوٹنے کی وجہ سے فاسد ہوں گی اور اسی تحریمہ پر شفعہ ثانیہ کی بناء صحیح ہوگی، مگر سجدہ سہو ضروری ہے۔ تشہد بہر حال واجب ہے، اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ قعود (بیٹھنا واجب اگر سہواً چھوڑ دیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا، اس کے بعد یاد آیا تو بیٹھنا نہیں چاہیے، اگر بیٹھے گا تو اس میں فقہاء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ فرض کو ترک کر کے واجب کی طرف عود کیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہاں فرض کو ترک نہیں کیا بلکہ موخر کیا ہے۔ [فتاوی محمودیہ ص ۱۸۹ جلد ۷ بحوالہ درمختار ص ۷۹ جلد اول]

مسئلہ: دعائے قنوت واجب ہے اگر بھول جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز صحیح ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۳۶۸ جلد ۳]

قرأت میں درمیان سے آیت کا چھوٹنا؟

مسئلہ: جہری نماز کے اندر قرأت کے دوران تین آیت پڑھنے کے بعد اگر پوری آیت چھوڑ دی گئی یا کچھ الفاظ قرآنیہ چھوڑ دیئے گئے اور اس کے چھوڑنے سے معنی کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی تو ایسی صورت میں نہ نماز کا اعادہ واجب ہے نہ سجدہ سہو لازم ہے، نماز درست ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۷۲ جلد ۳، عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

اگر رکعت کی تعداد میں شک ہوگیا تو؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص بھول گیا اور اس کو یاد نہیں رہا کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ اگر اس کا بھولنا پہلی مرتبہ ہوا ہے تو اس کے لیے نئے سرے سے یعنی دوبارہ نماز پڑھنی افضل ہے، اور

اگر بار بار شک ہوا کرتا ہے (بھولتا ہے) تو پھر گمان غالب پر عمل کرنا چاہیئے ،یعنی جتنی رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں، اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہو کہ تین پڑھ چکا ہے یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کرے اور ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص۱۲۰ ج ۲ و ہدایہ ص ۱۰۸ جلد اول، شرح نقایہ ص ۱۱۳ ج ۱، فتاوی دار العلوم ص ۳۹۴ جلد ۴، کتاب الفقہ ص ۷۲۱ جلد اول]

مسئلہ: اگر شک نمازی کو اس طرح مشغول کر دے کہ ایک رکن کی مقدار (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے تک) شک میں گذر جائے اور شک کی حالت میں قراءت و تسبیح میں مشغول نہیں تھا، تو شک کی ان تمام صورتوں میں اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا، خواہ اس نے ظن غالب پر عمل کیا ہو، اور اس کی وجہ سے سوچنے میں دیر ہوئی ہو، یہ سجدہ سہو رکن کے موخر ہونے کی وجہ سے واجب ہوا ہے۔

[در مختار ص ۶۹۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی نے بھول کر فجر کی نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھ لی یا عصر کی نماز چار رکعت کے بجائے چھ رکعت پڑھ لی، پس اگر قعدۂ اخیرہ کر کے زائد رکعتیں پڑھی ہیں تو اس کا فرض ادا ہو گیا اور دو رکعت زائد نفل ہو جائیں گی، البتہ آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا، اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۴۰۲ جلد ۴ و رد المحتار ص ۷۰۰ جلد اول]

(فجر اور عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس صورت میں زائد رکعت نفل پڑھنا ہو رہا ہے تو اس پر مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ مکروہ جب ہے جب کہ قصداً پڑھے اور اگر بھول کر یا کسی مجبوری سے پڑھ لی تو مکروہ نہیں ہے۔

[محمد رفعت قاسمی]

مسئلہ: امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اور پانچویں رکعت میں کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کر کے بیٹھا تو قعدہ اخیرہ کے فوت ہونے کی وجہ سے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب امام کی نماز نہیں ہوئی تو کسی بھی مقتدی کی نہیں ہوئی۔

[فتاوی دار العلوم ص ۴۰۵ جلد ۴ و ہدایہ ص ۱۴۲ جلد اول و رد المحتار ۵۶۰ جلد اول باب الامامت]

قعدہ اخیرہ میں بیٹھنا ضروری ہے اگر بغیر بیٹھے اٹھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملالے اور سجدہ سہو کرے، فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہو گی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔ [فتاوی دار العلوم ص ۴۱۸ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۱۰۷ جلد اول]

مسئلہ: چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کو چاہیے کہ وہ چھٹی رکعت بھی ملالے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے، اس کے چار فرض صحیح ہو جائیں گے اور آخر کی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔
[عالمگیری ص ۶۷ جلد اول و فتاوی محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۲]

قعدہ اولیٰ میں بھول کر سلام پھیر دیا؟

مسئلہ: اگر کسی نے قعدہ اولیٰ میں بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا، اس کے فوراً بعد یاد آیا، پس اگر کوئی بات چیت نہیں کی تو تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، کیونکہ سہواً سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، باقی رکعت پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لے۔
[فتاوی دار العلوم ص ۴۱۲ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۵۷۵ جلد اول و فتاوی رحیمیہ ص ۱۶۹ جلد ۱]

مسئلہ: پہلا قعدہ واجب ہے اور اگر نماز کا واجب بھول جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ سجدہ سہو لازم آتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص بھول سے کھڑا ہو گیا تو اب نہ بیٹھے بلکہ آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ نماز صحیح ہو جائے گی۔ [آپ کے مسائل ص ۳۷۱ جلد ۳]

مسئلہ: آخری قعدہ فرض ہے، اگر کوئی شخص بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو اس کو لوٹ آنا چاہیئے، فرض میں تاخیر کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو واجب ہے، لیکن اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز باطل ہو جائے گی ایک اور رکعت ملا کر نماز پوری کر لے اور فرض نماز پھر نئے سرے سے پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۷۲ جلد ۳]

مسئلہ: پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا، پھر دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، پس اگر ایک رکن کی مقدار بیٹھا رہا تو آخر میں سجدہ سہو واجب ہو گا۔ [عالمگیری ص ۵۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر پہلا قعدہ کیے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اگر بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے تو واپس نہ آئے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے، اور اگر بالکل سیدھا نہیں کھڑا ہوا تھا تو واپس بیٹھ جائے، ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، کبیری ص ۴۵۹، شرح نقایہ ص ۱۱۲، ہدایہ ص ۱۰۶ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۸ جلد ۴، درمختار ص ۶۸۵ جلد اول]

مسئلہ: امام دو رکعت کے بعد بیٹھ گیا اور مقتدی بھول سے کھڑا ہو گیا، امام کے ساتھ قعدہ میں نہیں بیٹھا تو مقتدی پر واجب ہے کہ وہ بھی بیٹھ جائے اور بیٹھ کر التحیات پڑھے۔ [درمختار ص ۶۸۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی نے ظہر کے فرض میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ میں چار رکعتیں پڑھ چکا ہوں، سلام پھیر دیا اور سلام پھیرنے کے بعد خیال آیا تو اس کو چاہیئے کہ دو رکعتیں اور پڑھ کر نماز کو پوری کر دے اور سجدہ سہو کر لے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ ج ۲]

بشرطیکہ بولا نہ ہو یعنی کلام نہ کیا ہو اور قبلہ سے نہ پھرا ہو، [رفعت قاسمی]

اگر قیام کی حالت میں التّحیات پڑھ لی؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص حالت قیام میں التحیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو، اور سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے، اس لیے کہ تحریمہ اور سورۂ فاتحہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور التحیات بھی اسی قسم سے ہے اور اگر قراءت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت میں پڑھے خواہ قراءت سے پہلے یا قراءت کے بعد اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے اس لیے کہ قراءت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے۔ اور دوسری رکعت کی ابتداء بھی قرأت سے کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدوں کے درمیان میں جلسہ نہ کرے (یعنی نہ بیٹھے) تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲]

اگر قعدۂ اخیرہ بھول جائے؟

مسئلہ: اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے، سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس کو بیٹھ جانا چاہیئے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اس کی یہ نماز اگر فرض کی

نیت سے پڑھتا تھا تو نفل ہو جائے گی اور اس کو اختیار ہے کہ اس ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا لے تا کہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعت یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر کے فرض میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے، اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرضوں کے بعد نفل مکروہ ہے، اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہیں بلکہ نفل ہوگئی ہیں۔ پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اس میں کچھ کراہت نہیں، مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے، دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ رکعت ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲ و در مختار ص ۶۸۷ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں اس قدر بیٹھنے کے بعد جس میں التحیات پڑھی جاسکے کھڑا ہو جائے (بغیر التحیات کے) تو اگر سجدہ نہ کر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر لے۔ اس لیے کہ سلام کے ادا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہوگئی۔ اور اگر سجدہ سہو کر چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ ایک رکعت اور ملا لے تا کہ یہ رکعت ضائع نہ ہو، اس صورت میں اس کی وہ رکعتیں اگر فرض کی نیت کی تھیں تو فرض ہی رہیں گی، نفل نہ ہوں گی (کیونکہ قعدہ اخیرہ بالکل نہیں بھولا بلکہ جتنی دیر میں التحیات پڑھتے ہیں بیٹھا رہا)۔

عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرضوں کے بعد قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے، اگر سہواً پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اس صورت میں فرض کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں یہ ان سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر و مغرب و عشاء کے وقت مسنون ہیں کیونکہ ان سنتوں کا نئی تحریمہ سے ادا کرنا نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۷ جلد اول، بحر ص ۱۰۳ جلد ۲، عالمگیری ص ۲۶ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۴۶ جلد ۳، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۱ ۲۷ جلد ۱۰، در مختار ص ۶۸۹ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۵ جلد ۲]

تین حالتوں کا ایک حکم

سوال: اگر آخری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے یا سلام پھیر کر تشہد سجدہ سہو کا پڑھے۔ ایک صورت یہ کہ پورا کھڑے ہونے کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔ دوسری شکل یہ کہ کچھ پڑھ کر، تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر تین حالات کا ایک حکم ہے یا مختلف؟

جواب: ہر سہ حالات میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۳۸۳ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۷۰۰ جلد اول]

مسئلہ: نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا تو اب سجدہ سہو کے واسطے دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قعدہ و تشہد پہلے ہو چکا بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام ختم کا پھیرے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۴۱۵ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۷۰۰]

مسئلہ: قعدۂ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد کچھ دیر تک سکوت کیا (خاموش رہا) اور سلام نہیں پھیرا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۴۰۰ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۷۰۷ جلد اول]

مسئلہ: قعدۂ اخیرہ میں دو مرتبہ التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۳۷۷ جلد ۳، عالمگیری ص ۱۱۹ جلد اول]

قعدہ (بیٹھنے) میں سہو کے مسائل

مسئلہ: فرض یا واجب یا سنن موکدہ چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد کے بعد بھول کر اگر التحیات کے بعد چند الفاظ درود شریف کے پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۴۱۲ جلد ۴ بحوالہ رد المختار ص ۶۹۴ جلد اول، کبیری ص ۴۶۰، شامی ص ۴۷۸ جلد ۱]

مسئلہ: نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے، وتر کی تین رکعات مثل مغرب کے ہے، اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے۔ پس اس میں اگر قعدہ اولی میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن میں بھی چار رکعت والی میں بھی سجدہ سہو ہے۔ اور قعدہ اولی کے ترک میں وہی احکام ہیں جو فرض کے قعدہ اولی کے ترک میں، کہ اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو تو بیٹھ جائے اور اگر زیادہ قریب کھڑے ہونے کے ہو تو نہ بیٹھے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ [فتاوی دار العلوم ص ۳۹۴ جلد ۴، شامی ص ۶۲۳ جلد اول، در مختار ص ۶۸۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی شخص پورا درود شریف یا اس کا نصف ﴿اَللّٰھُمَّ بَارِکْ سے حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾ تک مکرر (دوبارہ) قعدہ اخیرہ میں پڑھے، اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاوی دار العلوم ص ۳۹۱ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۶۹۳ جلد اول]

مسئلہ: اگر درود شریف قعدہ اخیرہ میں بھول کر نہ پڑھا جائے اور دعائے ماثورہ پڑھتے وقت یاد آئے تو باقی ماندہ دعا کو چھوڑ کر درود شریف پڑھے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۹۲ جلد۴ بحوالہ ردالمختار ص۴۴۵ ج۱]

مسئلہ: اگر کسی نے نصف درود شریف پڑھ کر بھولے سے دعائے ماثورہ شروع کردی پھر خیال آئے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ دعاء چھوڑ کر پہلے درود شریف پورا پڑھے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [شامی ص۴۴۵ جلد اول]

مسئلہ: اگر مسبوق نے (جس کی کچھ رکعت رہ گئی تھیں) امام کے پیچھے قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھ کر درود شریف اور دعائے ماثورہ وغیرہ بھی پڑھ لی تو اس پر بعد میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[مسائل سجدہ سہو ص۹۱]

مسئلہ: مقتدی نے امام کے پیچھے اگر سہواً تشہد نہیں پڑھا تو اعادہ لازم نہیں اور اگر عمداً چھوڑا ہے، تو نماز تو اس صورت میں بھی ہوگئی، مگر لوٹانا نماز کا ضروری ہے تاکہ ترک واجب عمداً سے جو خلل آ گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ [امدادالاحکام ص۴۸۳ جلد۱]

مسئلہ: اگر کسی نے قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھی اور اس کا کچھ حصہ چھوٹ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ [عالمگیری ص۶۶ ج۱]

مسئلہ: قعدہ اولیٰ میں اگر کسی نے دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو سجدہ سہو کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا، اگر اس کی یہ خاموشی ایک رکن (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے) کے برابر ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک رکن سے کم خاموشی رہی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ عالمگیری ص۶۹ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی شخص التحیات پڑھنا بھول گیا اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر یاد آیا تو تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے، پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ [عالمگیری ص۶۶ ج۱]

مسئلہ: التحیات کُل واجب ہے، اکثر یا بعض حصہ چھوٹ جانے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص۲۰ جلد۵]

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ سجدہ سہو واجب تھا اس کو التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرنا یاد نہ رہا، یہاں تک کہ درود شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو یاد آتے ہی اسی وقت سجدہ سہو کرلے، پھر التحیات وغیرہ

پڑھ کر سلام پھیرے۔ [عالمگیری ص ٦٦ ج ١]

مسئلہ: اگر کسی نے قعدہ اخیرہ میں التحیات، درود شریف وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرا بلکہ کسی سوچ میں دیر تک خاموش رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[شامی ص ٧٠٧ وفتاوی رحیمیہ ص ١٩ جلد ٥، عالمگیری ص ٨٢ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام کے پیچھے نماز میں کسی نے التحیات نہیں پڑھی تو اس کا لوٹانا ضروری نہیں ہے۔ اور نہ مقتدی پر سجدہ سہو واجب ہے۔ [شامی ص ٦٩٥ جلد ١]

مسئلہ: اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی کی التحیات ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی تو مقتدی کو چاہیے کہ اپنی التحیات پوری کر کے سلام پھیرے اور اگر درود دعائے ماثورہ رہ گئی ہو تو اس کے رہ جانے سے کوئی حرج نہیں ہے، امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے اور اگر امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو جس کی التحیات رہ گئی ہو اس کو التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر پوری کیے بغیر ہی امام کے ساتھ کھڑا ہو گیا جب بھی نماز ہو جائے گی۔

[مسائل سجدہ سہو ص ٦٩ وامداد الفتاوی ص ٥١١ جلد اول]

مسئلہ: اگر نماز میں کسی پر سجدہ سہو واجب ہوا اس نے سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات پڑھنے کے بجائے سورہ فاتحہ پڑھ ڈالی تو اس پر دوبارہ سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے اس کی نماز صحیح اور درست ہے۔ [عالمگیری ص ٦٦ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی نے رکوع یا سجدہ میں التحیات پڑھ لی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[طحطاوی ص ٢٥٠ جلد اول]

مسئلہ: اگر آخری التحیات کے بعد سہو (غلطی) ہو جائے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے، نماز پوری ہو گی۔ [آپ کے مسائل ص ٣٦٨ جلد ٣]

مسئلہ: اگر التحیات کی جگہ کوئی سورت پڑھ لیں یا التحیات غلط پڑھ لیں تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔ [آپ کے مسائل ص ٣٧٠ جلد ٣]

اذکار اور تسبیحات میں سہو کے مسائل

مسئلہ: اگر کسی نے نماز میں ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ یا بِسْمِ اللّٰهِ یا ثَنَاء "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ"﴾

چھوڑی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔[فتاویٰ عالمگیری ص ۶۵ ج ۱ آپ کے مسائل ص ۳۶۵ جلد ۳]

مسئلہ: اگر کوئی شخص رکوع یا سجدہ کی تسبیح پڑھنے کے بجائے بسم الله الرحمن الرحیم پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔[ہدایہ ص ۱۴۰ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی نے بلند آواز سے اعوذ بالله یا بسم الله یا آمین کہہ دی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے نماز کی حالت میں دوسرے شخص سے فاتحہ سنی، اور اس کے ولا الضالین کہنے پر نمازی نے آمین کہدی تو آمین کہنے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح کسی شخص کے دعا مانگنے پر نماز کی حالت میں آمین کہہ دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[مسائل سجدہ سہو ص ۷۶]

مسئلہ: اگر کوئی شخص ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کو اس طرح پڑھتا ہو کہ ''لیمن'' سنائی دیتا ہو تو اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قراءت کے غلط ہے، صحیح نہیں ہے، قراءت کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ (پیش اور زیر) میں صرف بو واؤ اور یاء کی آ جائے نہ یہ کہ صریح واؤ اور یاء یعنی ''سمو لیمن'' پڑھا جائے یہ بالکل غلط ہے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۸۸ جلد ۴]

مسئلہ: رکوع میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنے موقع پر برقرار ہو جائے اور ایک مرتبہ ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ)) کہا جا سکے واجب ہے۔ اگر بھول کر اس کو چھوڑ دیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا، اور اگر قصداً ایسا کیا تو دوبارہ نماز ضروری ہے۔[طحطاوی ص ۱۲۶ ا]

(یعنی رکوع میں تسبیح پڑھنا تو سنت ہے، لیکن ایک تسبیح کی مقدار رکوع میں ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنے موقع پر برقرار ہو جائے واجب ہے، اگر بھول کر اتنی دیر بھی رکوع میں نہ ٹھہر سکا تو سجدہ سہو واجب ہے، اور اگر قصداً ایسا کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

رکوع وسجدہ میں سہو کے مسائل

مسئلہ: ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز لوٹانی پڑے گی، لیکن اگر یہ مسئلہ نماز عیدین میں پیش آ جائے تو بوجہ ازدحام کثیر کے ترک سجدہ سہو سے نماز صحیح ہے۔[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۹ جلد ۴ ورد المحتار ص ۷۰۵ جلد اول]

مسئلہ: کوئی شخص سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے کے بجائے بھول کر سجدہ

میں چلا گیا، اور دوسری رکعت سے پہلے یاد آیا تو اس کو چاہیئے کہ اسی وقت اٹھ کر رکوع کرے اور پھر دوبارہ سجدہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے یاد نہیں آیا تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع تصور کیا جائے گا اور یہ دوسری رکعت بھی پہلی رکعت سمجھی جائے گی اور یہ دوسری رکعت کالعدم ہو جائے گی۔ اس کے عوض میں اور رکعت اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، عالمگیری ص ۶۷ ج ۱، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۶ جلد ۴]

مسئلہ: اگر کسی رکعت میں بھول کر دو سجدوں کے بجائے تین سجدے کرے تو اس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۷۱ جلد ۳]

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کرے اور دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت میں یا دوسری رکعت کے بعد یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے سے پہلے یاد آجائے تو اس سجدے کو ادا کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد یاد آئے تو اس سجدے کو ادا کر کے پھر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ [بحر ص ۹۴ جلد ۲، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۲ جلد ۲، علم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲، عالمگیری مصری ص ۱۱۸ و فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۷ جلد ۴ و کبیری ص ۴۵۵]

مسئلہ: اگر بھولے سے امام تیسرے سجدے میں چلا گیا تو مقتدی اس کا اتباع نہ کریں البتہ امام پر سجدہ سہو واجب ہوگا اور سجدہ سہو میں مقتدی اتباع کریں گے۔

[شامی ص ۴۳۹ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۶ جلد ۴]

مسئلہ: اگر کسی نے نماز میں کسی رکن کو مقدم یا موخر کر دیا مثلاً پہلے سجدہ کر لیا بعد میں رکوع کر لیا، یا کسی رکن کو مکرر کر لیا مثلاً دو رکوع کر لیے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[فتاویٰ عالمگیری ص ۶۹ جلد اول]

امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ رہ گیا تو؟

مسئلہ: امام کے پیچھے نماز میں اگر کسی کا رکوع یا سجدہ چھوٹ جائے تو اسے چاہیئے کہ جس وقت یاد آئے فوراً رکوع یا سجدہ کر کے امام کے ساتھ ہو جائے، اور اگر اس وقت نہیں کیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد رکوع یا سجدہ کر کے پھر سجدہ سہو (خود) کرے، اگر ان دونوں صورتوں میں سے

کوئی صورت اختیار نہیں کی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

[مسائل سجدہ سہو بحوالہ عالمگیری ص ۲۶ جلد اول]

مسئلہ: امام کے پیچھے کوئی واجب چھوٹ جائے مثلاً التحیات کے، تو اس کا اعادہ بعد میں نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۴۰۴ جلد ۴ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۹۵ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام پر سجدہ سہو واجب ہو، اور اسے سجدہ سہو کرنا یاد نہیں رہا تو مقتدیوں پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ [عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر جماعت میں مقتدی سے سہو (غلطی) ہو تو نہ مقتدی پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اور نہ امام پر۔ [ہدایہ ص ۱۰۶ جلد اول، کبیری ص ۴۶۴]

مسئلہ: اگر امام بھول جائے تو مقتدی پر بھی اس کی اقتداء کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[شرح نقایہ ص ۱۱۲]

مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

[بہشتی زیور ص ۶۶ جلد ۱۱ و شامی ص ۴۰۹ جلد اول]

مسئلہ: رکوع چھوٹ گیا یا صرف ایک ہی سجدہ کیا تو نماز کے اندر اندر فوت شدہ رکوع اور سجدہ ادا کرلے، اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرلے تو نماز کی اصلاح ہو جائے گی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ جلد ۵ و عالمگیری ص ۸ جلد اول]

مسئلہ: اگر کوئی شخص قراءت کرنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے ایک رکن کی مقدار یعنی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھا جا سکے، کھڑا سوچتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸ جلد اول]

اگر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ دی؟

مسئلہ: اگر کسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح یا سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھ دی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے، البتہ مکروہ تنزیہی ہے یاد آ جائے تو پھر رکوع یا سجدہ کی تسبیح کہہ لے تاکہ سنت کے مطابق ہو جائے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۵ جلد ۴، درمختار بر حاشیہ شامی ص ۶۱۴ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

مسئلہ: رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آنے پر سجدہ کی تسبیح کہنی چاہیئے تاکہ

سنت کے موافق ہو۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۵ جلد ۴]

مسئلہ: نماز میں بہ مجبوری زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

مسئلہ: رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ پڑھ جائے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ رکوع کی تسبیح واجب نہیں ہے۔ اور تشہد (التحیات) واجب ہے اس میں ایسا کرنے سے یعنی تشہد چھوڑنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۶ جلد ۴' ہدایہ ص ۱۴۰ جلد اول باب سجود السہو]

مسئلہ: نماز میں تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ اس کے علاوہ باقی نماز کی تکبیرات سنت ہیں۔ اس لیے اگر رکوع کو جاتے ہوئے تکبیر بھول گیا تو نماز ہوگئی، سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

اگر سجدہ کرنے میں شک ہوگیا؟

مسئلہ: اگر کسی شخص کو نماز میں یہ شک ہو کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو، پس ایسی صورت میں اگر کسی طرف ظن غالب نہیں ہے تو ایک سجدہ اور کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

[در مختار ص ۱۰۳ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۴۱۸ ج ۴]

سجدہ سہو میں شک ہوگیا تو؟

مسئلہ: اگر کسی پر سجدہ سہو واجب تھا لیکن قعدہ اخیرہ میں اس کو سجدہ سہو کے بارے میں شک ہو گیا کہ میں نے سجدہ سہو کیا یا نہیں کیا تو ایسی صورت میں غلبہ ظن پر عمل کر لے، اور اگر کسی جانب رجحان نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۴۸ بحوالہ شامی ص ۵۲۹ جلد اول]

تکبیرات کا صحیح طریقہ

سوال: تکبیر تحریمہ کب کہے' ہاتھ باندھنے سے پہلے یا ہاتھ باندھ کر (۱) اگر امام کان تک ہاتھ اٹھانے کے بعد جب ناف تک پہنچے اس وقت تکبیر تحریمہ کہے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ (۲) اگر امام

صاحب کا ہاتھ ناف تک پہنچے اس وقت تکبیر تحریمہ کا ایک جزو کہے اور ہاتھ باندھنے کے بعد دوسرا جزء تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ غرض یہ کہ تکبیر تحریمہ کب شروع کرے اور کب ختم کرے، نیز رکوع و سجود کی تکبیرات کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ یا تکبیر اولیٰ اور رفع یدین کے بارے میں تین قول ہیں۔ (۱) پہلے رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر (اللہ اکبر) شروع کرے اور تکبیر ختم ہوتے ہی ہاتھ باندھ لے۔ (۲) تکبیر اور رفع یدین دونوں ایک ساتھ شروع کرے۔ اور ایک ساتھ ختم کرے۔ (۳) پہلے تکبیر شروع کر کے فوراً ہاتھ اٹھا کر ایک ساتھ ختم کردے۔

[بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۱، شامی ص ۴۶۵ جلد اول]

مذکورہ تینوں صورتوں میں سے پہلی اور دوسری صورت افضل ہے، تیسری صورت بھی جائز ہے مگر معمول بہا نہیں ہے۔ [ہدایہ ص ۸۴ جلد اول]

اور جوہرہ میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ اولاً نمازی دونوں ہاتھ اٹھائے جب دونوں ہاتھ کان کے محاذات میں پہنچ کر قرار پکڑیں تب تکبیر شروع کرے۔ [جوہرہ ص ۴۹ ج ۱]

صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی لیکن ہاتھ باندھنے تک تکبیر کو مؤخر کرنے کی عادت غلط اور مکروہ ہے۔ یہ ثناء ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ﴾ پڑھنے کا محل (جگہ) ہے نہ تکبیر کہنے کا۔ تکبیر ہاتھ باندھنے تک ختم ہونی چاہیے۔ ہاتھ باندھنے تک مؤخر کرنے میں یہ بھی خرابی ہے کہ اونچا سننے والا اور بہرا مقتدی امام کی رفع یدین کو دیکھ کر تکبیر تحریمہ کہہ لے گا تو امام سے پہلے تکبیر کہنے کی بناء پر اس کی اقتداء اور نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ اگر تکبیر کا پہلا لفظ ''اللہ'' کہنے میں مقتدی سبقت کرے یا لفظ ''اللہ'' امام کے ساتھ شروع کرے مگر لفظ ''اکبر'' امام کے ختم کرنے سے پہلے ختم کردے، تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ [درمختار مع شامی ص ۴۴۸ ج ۱] لہٰذا امام کو یہ عادت چھوڑ دینی چاہیے۔

جواب (۲): رکوع و سجود کی تکبیرات کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رکوع کے لیے جھکنے کے ساتھ تکبیر شروع کرے اور (رکوع میں پہنچتے ہی) ختم کرے، اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت بھی تکبیر شروع کرے اور (سجدہ میں پہنچتے ہی) ختم کرے، رکوع و سجود میں پہنچ کر تکبیر کہنا خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس میں دو کراہت لازم آتی ہیں، ایک کراہت ترک محل کی کیونکہ یہ تکبیریں تکبیرات انتقال کہلاتی ہیں، رکوع اور سجدہ کی طرف منتقل ہونے یعنی رکوع کے لیے جھکنے اور سجدے میں

جانے کے وقت ان کو کہنا چاہیئے تھا، یہ ان کا محل تھا جس کو ترک کر دیا۔ دوسری کراہت ادائے بے محل کی یعنی جس وقت تکبیر کہہ رہا ہے وہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یاسُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ کہنے کا وقت تھا تکبیر کہنے کا وقت نہیں تھا، اس وقت تکبیر بے محل ہے۔ [منیۃ المصلی ص ۸۸، کبیری ص ۲۴۵]

مختصر یہ کہ امام کا یہ عمل خلافِ سنت ہے۔ انہیں سنت کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۲۳۳ جلد اول وص ۲ جلد ۳]

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں دعائے قنوت سے قبل، اسی طرح نماز عیدین کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر باندھ لیے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کسی سے ثابت نہیں ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ ثناء اور قراءت پڑھنے کی حالت میں ہاتھ باندھے جائیں یا چھوڑیں رکھے۔ [فتاوی رحیمیہ ص ۳۷ جلد ۳، نور الایضاح ص ۶۷ وامداد الاحکام ص ۴۶۵ جلد اول]

مسئلہ: اگر تکبیر تحریمہ کھڑے کہی اور پھر توقف نہ کیا، قیام اور تکبیر دونوں کا فرض (اتنی مقدار کھڑے رہنے سے) ادا ہو چکا، بعد اس کے قیام میں توقف کرنا اس کو لازم نہیں، اس لیے کہ جس قدر قیام پایا گیا وہ ہی کافی ہے۔ [فتاوی رحیمیہ ص ۳۱۴ جلد ۳، وفتاوی قاضی خاں ص ۴۷ جلد اول]

(یعنی مقتدی نے قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہی، اس کے بعد بلا توقف رکوع میں چلا گیا اور امام کو رکوع میں پالیا تو بحالت قیام تکبیر کہنے کی مقدار کافی ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: اگر کسی نے تکبیر تحریمہ بحالت قیام نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے اور رکوع میں جاتے ہوئے کہی ہے اس لیے وہ نماز میں داخل نہیں ہوگا، جب داخل ہونا نماز میں صحیح نہ ہو تو رکعت کیسے معتبر ہو گی بلکہ نماز ہی صحیح نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ نماز میں داخل ہونے کی شرط تکبیر کا حالت قیام میں کہنا ہے، لہٰذا اگر قیام میں ''اللہ'' کہا اور رکوع میں ''اکبر'' کہا تو نماز میں داخل نہیں ہوگا۔

[فتاوی رحیمیہ ص ۳۱۵ جلد ۴ وفتاوی محمودیہ ص ۱۲۱ ج ۲]

مسئلہ: بعض مقتدی ایسی غلطی کر لیتے ہیں جس سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ یعنی ''اللہ اکبر'' کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں یا امام کے لفظ ''اللہ'' ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ ''اللہ'' کہہ دیتے ہیں۔

ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا ان مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ پھر دوبارہ "اللہ اکبر" کہہ کر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔ [صغیری ص۱۴۳]

مسئلہ: جب کوئی امام کے ساتھ رکوع میں آکر شامل ہو تو تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔ اگر ہاتھ نہ باندھے اور ویسے ہی رکوع یا سجدے میں چلا گیا تو بھی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص۳۹۹ جلد۳. بحرالرائق ص۳۲۰ جلد اول]

مسئلہ: جب امام رکوع میں ہو تو آنے والے کو تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہیئے، یہ طریقہ مسنون ہے لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر بغیر دوسری تکبیر کہے رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی۔

[فتاوی دارالعلوم ص۳۹۸ جلد۳ وشامی ص۴۴۳ ج۱]

مسئلہ: مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلاتاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں، رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ، قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ، سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ، غرضیکہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں، اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں، سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں، ہاں رکوع سجدے وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیئے۔

[علم الفقہ ص۹۸ ج۲]

بعد میں آنے والا رکوع میں کس طرح جائے؟

مسئلہ: حکم یہ ہے کہ بعد میں آنے والا شخص کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر رکوع میں چلا جائے، تکبیر کے بعد قیام کی حالت میں ٹھہرنا کوئی ضروری نہیں۔ پھر امام کو عین رکوع کی حالت میں جا ملا، تو رکعت مل گئی خواہ اس رکوع میں جانے کے بعد امام فوراً ہی اٹھ جائے اور اس کو رکوع کی تسبیح پڑھنے کا موقع بھی نہ ملے۔ (جب بھی رکعت کا ملنا شمار ہوگا)۔ اور اگر ایسا ہوا کہ اس کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے امام رکوع سے اٹھ گیا تو رکعت نہیں ملی۔

[آپ کے مسائل ص۲۹۱ جلد۳]

رکوع وسجود کی تسبیحات زور سے پڑھیں یا آہستہ؟

مسئلہ: فرض وغیرہ میں ثناء اور رکوع وسجود کی تسبیحات وغیرہ یا تلاوت قرآن کریم، ذکر و اوراد اور وظیفہ وغیرہ اس قدر زور سے پڑھنا کہ دوسروں کی توجہ بٹے، نماز پڑھنے والوں کو خلجان، وہ بھول جائیں یا ان کے خشوع وخضوع میں، یا اعتکاف کرنے والوں کی یکسوئی میں فرق آئے، یا سونے والوں کی نیند میں خلل پڑے، (اس طرح پڑھنا) درست نہیں، گناہ کا موجب ہے۔ (یعنی بعض حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ نمازوں میں ثناء اور رکوع وسجود کی تسبیحات وتکبیرات انتقالات وغیرہ زور سے پڑھتے ہیں جو قریب والوں کو حرج ہوتا ہے)۔ لہذا ایسی عادت چھوڑ دینی چاہیئے کہ حرج ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص۲۳ جلد۳ وشامی ص۶۱۸ جلد اول]

تکبیرات میں سہو کے مسائل

مسئلہ: ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت مثلاً رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت یا سجدہ سے اٹھتے وقت جو تکبیرات یعنی "اللہ اکبر" کہی جاتی ہیں، ان تکبیروں میں سے کوئی تکبیر کہنا بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں، البتہ عیدین کی نمازوں میں دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر چھوڑ دی تو سجدہ سہو واجب ہوگا، مگر چونکہ عیدین کی نمازوں میں مجمع زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے سجدہ سہو راجح قول کے مطابق نہیں ہے۔ [فتاویٰ عالمگیری ص۷۰ جلد اول و آپ کے مسائل ص۳۷۱ جلد۳]

مسئلہ: کسی شخص نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز شروع کی اور قرات بھی کر لی، اس کے بعد تکبیر تحریمہ کے بارے میں شک ہوا تو اس نے دوبارہ تکبیر تحریمہ کہی اور قراءت پھر دوبارہ شروع کی، اس کے بعد خیال آیا کہ تکبیر تحریمہ تو شروع میں کہہ لی تھی تو اس کے اوپر اخیر میں سجدہ سہو واجب ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص۷۰، بحوالہ مبسوط ص۲۳۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر امام بھول کر پہلی رکعت یا تیسری میں بیٹھ گیا پیچھے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا یا خود ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہیئے۔ [کبیری ص۳۱۳]

مسبوق ولاحق کی تعریف اور متعلقہ مسائل

مسبوق اس شخص کو کہتے ہیں جس کو نماز کا کچھ حصہ یا اکثر حصہ امام کے ساتھ نہ مل سکے۔
مسبوق کا حکم یہ ہے کہ اس کا جتنا حصہ نماز کا امام کے ساتھ رہ گیا ہو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے گا، یہ بالکل منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کے حکم میں ہوتا ہے۔ جس طرح منفرد آدمی نماز پڑھنے میں ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ تعوذ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الخ تسمیہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الخ﴾ اور قراءت کرتا ہے، اسی طرح یہ بھی باقی ماندہ نماز میں کرے گا، اور اگر کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ہوگا۔ [علم الفقہ ۹۶ جلد۲]

مدرک وہ شخص جس کو شروع سے آخر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے۔ اور اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔ [علم الفقہ ص ۷ جلد۲]

لاحق وہ ہوتا ہے جو امام کے ساتھ ابتداء میں شریک ہوتا ہے، لیکن کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے امام کے ساتھ اقتداء کرنے کے بعد اس کی بعض رکعات یا تمام رکعات رہ جائیں، مثلاً غفلت کی وجہ سے، یا بھیڑ کی وجہ سے یا حدث لاحق ہونے (بے وضو ہو جانے) کی وجہ سے، یا بلا عذر کے، مثلاً اپنے امام سے پہلے رکوع، سجود کرلیا، اور اس طرح وہ رکعت رہ گئی، یا مقیم شخص جو مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے، یا نماز خوف میں پہلی ایک یا دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھتا ہے، یہ لاحق ہوگا۔ اس کا حکم مقتدی کا سا حکم ہوتا ہے یہ باقی ماندہ نماز میں قراءت نہیں کرے گا، نہ سجدہ سہو کرے گا (اگر بھول گیا اور سجدہ سہو اس پر واجب ہوا) اور نہ اس کا فرض اقامت کی نیت سے تبدیل ہوگا۔ ایسا شخص مسبوق کے برعکس پہلے اس حصہ کو قضاء کرے گا جو امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ گیا ہے۔ اور اگر جماعت باقی ہے تو یہ امام کے ساتھ شریک ہوگا۔

لاحق سے جو رکعت رہ گئی ہیں ان میں وہ مقتدی سمجھا جائے گا اور امام کے ساتھ جیسے مقتدی قراءت نہیں کرتا، ایسے ہی لاحق بھی قراءت نہیں کرے گا بلکہ سکوت (خاموشی) اختیار کرے گا۔ اور خاموش کھڑا رہے گا، اور اگر اس سے سجدہ سہو ہو جائے گا تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

[علم الفقہ ص ۹۶ جلد۲]

مسئلہ: مسبوق سے جو رکعتیں رہ گئی ہوں ان کو اس طرح ادا کرے، پہلے قراءت والی رکعت

پڑھے اور پھر وہ رکعت جو بغیر قراءت کے ہوں، اور قعدہ میں ان رکعات کے مطابق بیٹھنا ہوگا جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں۔ مثلاً ظہر کی تین رکعات ہونے کے بعد وہ امام کے ساتھ شریک نماز ہوا ہو۔ اس کو ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی ہو، اب یہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورت ملا کر پڑھے گا اور پھر قعدہ میں بیٹھے گا، اور پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد اور سورت ملائے گا قعدہ نہ کرے گا، کیونکہ اس کی یہ تیسری رکعت بنتی ہے، چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت نہ ملائے اور قعدہ میں نہ بیٹھے یہ آخری قعدہ ہوگا۔ [کتاب الفقہ ص ۲۱۷ جلد اول وعلم الفقہ ص ۹۷ جلد ۲ وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۷ جلد ۳ ورد المحتار ص ۵۵۷ ج ا وفتاویٰ رحیمیہ ص ۳۴۴ جلد ۴]

(نوٹ: تفصیل آگے مسئلہ میں آرہی ہے)۔

مسئلہ: مقتدی چار رکعت والی نماز میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پائے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اول کی دو رکعت میں قراءت پڑھے گا۔ اور آخر کی ایک رکعت میں صرف الحمد پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۴ جلد ۳]

مسئلہ: اگر چار رکعت والی نماز میں جماعت کے ساتھ صرف دو رکعت ملی ہیں تو امام کے سلام کے بعد باقی دو رکعت میں الحمد اور سورت دونوں پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۸ جلد ۳۔ بحوالہ رد المحتار ص ۵۵۷ جلد اول]

مسئلہ: اگر ایک رکعت رہ گئی ہو تو اٹھ کر (امام کے سلام کے بعد) جس طرح رکعت پڑھی جاتی ہے۔ سبحانک اللّٰھم سے شروع کر دے اور سورہ فاتحہ اور دیگر سورت پڑھ کر رکعت پوری کرے۔ اور اگر دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو اٹھ کر پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھے یعنی پہلی رکعت میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ سے شروع کرے اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھ کر رکوع کرے، دوسری رکعت سورہ فاتحہ سے شروع کرے۔ اور اگر تین رکعت رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت میں سبحانك اللھم شروع کر کے سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ کرے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور تیسری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور آخری قعدہ کرے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۰ ج ۳]

مسئلہ: باقی ماندہ رکعتیں قراءت کے اعتبار سے تو پہلی ہوتی ہیں لیکن التحیات میں بیٹھنے کے لحاظ سے یہ رکعتیں آخری ہیں، پس اگر امام کے ساتھ ایک رکعت ملی ہو تو ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ

کرنا ضروری ہے اور باقی دو رکعتیں ایک قعدہ سے ادا کرے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۹۰ جلد ۳]

مسئلہ: جس کو مغرب کی دو رکعت امام کے ساتھ ملی تو وہ قعدہ میں امام کے ساتھ صرف التحیات پڑھ کر خاموش بیٹھا رہے، پھر جب ایک رکعت باقی ماندہ ادا کرے، اس وقت سب کچھ پڑھے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۳ ج ۳، غنیۃ المستملی ص ۴۴۱]

مسئلہ: مغرب کی نماز میں جب امام کے ساتھ ایک رکعت آخر کی ملی تو باقی دونوں رکعتوں میں بیٹھنا اور التحیات پڑھنی ہوگی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۶ جلد ۳ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۴۴ جلد ۴]

مسئلہ: جس شخص کو چار رکعت والی نماز میں مثلاً ظہر یا عصر میں ایک رکعت امام کے ساتھ ملے تو وہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی ماندہ رکعات اس طرح ادا کرے کہ اٹھ کر تعوذ اور ثناء پڑھ کر الحمد اور سورت اس رکعت میں پڑھے اور رکوع و سجدہ کر کے بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے کیونکہ اس کی دوسری رکعت ہوگئی۔ ایک امام کے ساتھ اور ایک خود اٹھ کر پڑھی۔ التحیات پڑھ کر اٹھ جائے اور الحمد اور سورت پڑھ کر رکوع و سجدہ کرے۔ یہ اس کی تیسری رکعت ہوئی، سجدہ کے بعد فوراً اٹھ کر چوتھی رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے، یہ چوتھی رکعت ہوگئی۔ رکوع و سجدہ کر کے التحیات اور درود شریف اور دعا (رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ وغیرہ) پڑھ کر سلام پھیر دے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۷ ج ۳، رد المحتار ص ۵۵۷]

مسئلہ: عصر کی ایک رکعت پانے والے کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر قعدہ درمیانی کرنا ہوگا۔ اور پھر دو رکعت پڑھ کر آخر میں بیٹھنا ہوگا۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۶ ج ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۵۵۷]

مسئلہ: اگر مسبوق سے رکعت میں کوئی فرض چھوٹ گیا، اگر اس نے اس فرض کا اعادہ نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۰ ج ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۴۱۱ ج ۱]

مسئلہ: اگر کسی کو مغرب کی نماز امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی اور دو رکعتیں چھوٹ گئیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعت اس طرح پوری کیں کہ درمیانی قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۷، بحوالہ رد المحتار ص ۶۹۵ جلد اول]

مسئلہ: امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس نے سجدہ سہو کیا، اس کے بعد التحیات پڑھنے کی حالت میں

کسی نے اقتداء کی تو یہ اقتداء درست اور صحیح ہے۔ بعد میں اس کے ذمہ سہو واجب نہیں ہے۔
[شامی ص ۵۲۶ جلد اول]

مسئلہ: امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس لیے اُس نے سجدہ سہو کیا، جب دوسرے سجدہ میں تھا تو کسی نے آکر اس کی اقتداء کی یعنی دوسرے سجدہ سہو کے سجدہ میں آکر شریک ہو گیا تو پہلے سجدہ کی قضاء اس کے ذمہ نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۶۶ جلد اول و مسائل سجدہ سہو ص ۸۶]

مسئلہ:: جو شخص جماعت میں کچھ رکعت ہونے کے بعد شامل نماز ہوا، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اگر کسی سبب سے امام کی نماز نہیں ہوئی تو مسبوق (بعد میں شریک ہونے والے) کی بھی نماز اس صورت میں نہ ہوگی یعنی مسبوق کی نماز امام کی نماز کی صحت پر موقوف ہے۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۹ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۵۵۳ جلد اول]

مسئلہ: مسبوق کو حکم یہ ہے کہ جس وقت رکعت باقی ماندہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو، اس وقت ثناء و تعوذ پڑھے اور جس وقت امام کے ساتھ شریک ہو اس وقت نہ پڑھے چاہے قراءت جہری ہو یا سری، پھر جب اپنی رکعت پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو اس وقت پڑھے۔
[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۲ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۴۵۶ ج ۱]

مسئلہ:: اگر جہری نماز تنہا پڑھے تو آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ جب کہ دوسروں کے لیے جہری یعنی بلند آواز سے قراءت کرنا تکلیف دہ نہ ہو۔

مسئلہ: اگر سب کی نمازیں قضاء ہو گئی ہوں تو پھر امام زور سے ہی پڑھے۔
[ہدایہ ص ۴۷ جلد اول۔ شرح نقایہ ص ۸۲ جلد اول]

مسئلہ: مسبوق (کچھ رکعت نکلنے کے بعد شامل ہونے والے) نے اگر سہواً (بھولے سے) امام کے ساتھ سلام پھیر دیا خواہ ایک طرف یا دونوں طرف اس طرح کہ مسبوق کا سلام امام کے سلام کے کچھ بعد واقع ہوا جیسا کہ عادت ہے یعنی بعد میں ہی سلام پھیرا جاتا ہے، تو مسبوق اٹھ کر اپنی باقی رکعات پوری کر سکتا ہے، نماز اس کی فاسد نہیں ہوئی۔ [فتاویٰ دار العلوم ص ۳۹۸ جلد ۳، در مختار باب سجود السہو ص ۶۹۶ ج ۱، امداد الفتاویٰ ص ۵۱۲ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۵ جلد ۷]

مسئلہ: مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، اگر وہ مسبوق دوسرے کے بتلانے سے اور یاد دلانے سے اٹھا اور خود بھی اس کو یاد دلانے سے یاد آ گیا اور اسی بناء پر وہ اٹھا تو سجدہ سہو کرنے سے

اس کی نماز ہوگئی۔ اور ایسی حالت میں ایسا ہی کرنا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص بتلا دے اور یاد دلا دے تو خود یاد کر کے اپنی یاد پر اس فعل کو کرے تا کہ نماز میں کچھ خلل نہ ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۳ جلد ۳، ردالمحتار ص ۵۸۱ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۰ جلد ۲]

(اگر بتلانے اور یاد دلانے پر فوراً کھڑا ہوگیا، اپنی یاد سے کام نہ لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، ایسی حالت میں یہ ہی شکل کرنی چاہیئے کہ بتلانے پر اپنی یادداشت پر زور ڈال کر اپنی رائے کے مطابق اٹھ کر پوری کر کے سجدہ سہو کر لے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسئلہ: مسبوق بغیر کسی کلام کیے اور کچھ بولے بغیر اگر اٹھ گیا (رکعت پوری کرنے کے لیے) اگر چہ سلام پھیر دیا اور ہاتھ اٹھا کر (عربی میں) دعا بھی مانگ لی، اس کی نماز ہوگئی۔ آخر میں سجدہ سہو کرلے۔ (یعنی باقی ماندہ رکعت پوری کر کے)۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۲ جلد ۳، ردالمحتار ص ۵۶۰ جلد اول باب الاستخلاف]

باقی ماندہ نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرنا؟

مسئلہ: مسبوق کا اقتداء (جو شخص امام کے سلام کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور کوئی آ کر اس کے پیچھے نیت باندھ لے) درست نہیں ہے وہ بحالت انفراد بعد فراغ امام کے دوسروں کا امام نہیں ہوسکتا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷۶ جلد ۳]

(یعنی اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کی حالت میں کسی کا امام نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ خود امام سابق کا مقتدی ہے اپنی رکعت پوری کر رہا ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

ایک مسبوق کو دیکھ کر دوسرا مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتیں پوری کرے؟

سوال: دو آدمی ایک ساتھ جماعت میں شریک ہوئے، امام کے سلام کے بعد اپنی بقیہ رکعتوں میں شک ہوا کہ کتنی رکعتیں فوت ہوئی ہیں؟ تو اس نے اپنے ساتھی کو دیکھ کر اس کے مانند اپنی نماز ختم کی تو نماز صحیح ہوئی یا دہرانی پڑے گی؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز صحیح ہوگی، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر اس نے ساتھی کی امام کی حیثیت سے اقتداء کی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۸ جلد اول بحوالہ درمختار مع شامی ص ۵۵۸ جلد اول]

حرم شریف میں بھیڑ کے وقت مسبوق کے لیے حکم

سوال: حرم شریف میں حجاج کو اکثر دروازے میں جہاں سے لوگوں کی آمدورفت ہے نماز کے لیے جگہ ملتی ہے (اور جس کی رکعت نکل جاتی ہے) امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کو پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے لوگ باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں مسبوق امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑے ہو کر اپنی فوت شدہ نماز جلدی سے پڑھ کر امام کے سلام کے بعد لوگوں کے اٹھنے سے پہلے فارغ ہو جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: ایسے حالات میں جب کہ فوت شدہ رکعتیں پڑھنے کا امکان نہ ہو تو امام کے ہمراہ قعدہ اخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے اور اپنی فوت شدہ رکعتیں جلدی سے ادا کر لے، نماز صحیح ہو جائے گی۔ (کبیری ص ۴۳۹ میں ہے کہ "خطرہ ہے کہ لوگ اس کے سامنے سے گزریں گے یا اس طرح کا کوئی اور خدشہ ہے تو اس وقت یہ بات مکروہ نہیں ہے کہ امام جب قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھ چکے یعنی اتنی دیر گزر جائے جتنی دیر میں التحیات پڑھی جاسکتی ہے تو وہ (مقتدی) کھڑا ہو جائے مگر اس کا پورا خیال رکھے کہ اس سے پہلے (یعنی جتنی دیر میں التحیات پڑھی جاتی ہے اس سے پہلے) ہرگز کھڑا نہ ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۶ جلد اول]

مسئلہ: عیدین، جمعہ وغیرہ کے ہجوم (بھیڑ) میں تنگی کی وجہ سے پچھلی صف والے اگلی صف والوں کی (اگر جگہ نہ ہو تو) پشت پر بھی سجدہ کر سکتے ہیں۔ [شرح نقایہ ص ۹۷ ج ۱، کبیری ص ۲۸۶]

نوٹ: ان دونوں مسائل کا ہر جگہ فائدہ نہ اٹھایا جائے تاکہ عوام الناس پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مسبوق پر سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ: مسبوق جس کی رکعت امام کے ساتھ رہ گئی ہو وہ اپنے امام کے ساتھ ہر حال میں سجدہ سہو کرے گا، خواہ یہ بھول امام سے اس کے ملنے سے پہلے ہوئی ہو، یا اس کے ملنے کے بعد ہوئی (امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا بلکہ صرف سجدہ سہو میں شریک ہوگا) سجدہ سہو کے بعد جب امام سلام پھیرے گا تو اس کے بعد مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پورا کرے گا اور اگر

مسبوق اپنی ان چھوٹی ہوئی رکعتوں میں جن کو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کرر ہا ہے، کوئی سجدہ سہو واجب کرنے والی غلطی ہو جائے، یہ اس میں تنہا الگ سے سجدہ سہو کرے گا، اس لیے کہ یہ اپنی ان رکعتوں میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کے حکم میں ہے۔ [درمختار ص ۶۸۳ جلد اول و فتاوی دار العلوم ص ۳۹۱ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۵۵۷ جلد اول وفتاوی محمودیہ ص ۵۵ ج ۱۳ و مبسوط ص ۲۲۹ جلد اول]

یعنی الگ سے اس کو آخر میں دوبارہ سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ [رفعت قاسمی]

منفرد و مقتدی پر سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ: واجب کے چھوڑنے سے سجدہ سہو منفرد پر بھی واجب ہوتا ہے اور مقتدی پر بھی، مگر مقتدی پر اس کے امام کے سہو کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر اس کا امام سجدہ سہو کرے گا تو اس کی پیروی میں مقتدی کو بھی کرنا ہوگا، مقتدی کے خود اپنے سہو (غلطی) سے اس پر سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ (یعنی امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو مقتدی پر سجدہ سہو نہیں ہے، ہاں مسبوق پر ہے یعنی جس کی رکعت رہ گئی ہو) نہ سلام سے پہلے نہ سلام کے بعد کیونکہ اگر سلام سے پہلے مقتدی سجدہ سہو کرے گا تو امام کی مخالفت لازم آئے گی اور امام کے سلام کے بعد وہ نماز سے نکل چکا ہوگا۔ [درمختار ص ۶۸۳ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۳۶۴ جلد ۳]

مقیم، مقتدی، مسافر امام کے پیچھے سجدہ سہو کیسے کرے؟

مسئلہ: ایک مقیم، ایک مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا، امام سے بھول (غلطی) ہوگئی اور اس نے سجدہ سہو کیا، تو اب سوال یہ ہے کہ مقیم مقتدی کیا کرے؟

اس میں دو قول ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ وہ اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ مقیم مقتدی سجدہ سہو میں امام کی پیروی نہ کرے، بلکہ امام کے سلام کے بعد جب وہ اپنی بقیہ دو رکعتیں پوری کر لے تب وہ سجدہ سہو کرے۔ [درمختار ص ۶۸۴ جلد اول]

لاحق پر سجدہ سہو کا حکم

مسئلہ: لاحق پر بھی (جو امام کے ساتھ نماز میں تکبیر تحریمہ سے شریک ہوتا ہے، لیکن کسی عذر کی

وجہ سے یعنی وضوٹوٹ جانے کی وجہ سے کچھ رکعتیں نکل گئیں تو) اپنے امام کے بھول ہو جانے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے مگر لاحق اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے گا، اگر چہ اس نے سجدہ سہو کر لیا تھا تو بھی اپنی نماز کے آخر میں دوبارہ سجدہ سہو کرے گا، اس لیے کہ ملنے کے وقت اس نے عزم کیا تھا کہ وہ پوری نماز میں اپنے امام کی پیروی کرے گا اور جب اس کے امام نے اخیر میں سجدہ سہو کیا ہے تو یہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ [درمختار ص۶۸۴ ج۱]

مسئلہ: اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے، اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے، مگر اس میں امام کی متابعت کا خیال رکھے، بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال:۔ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضوٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا، اس درمیان میں نماز ختم ہوگئی تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھیں اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قراءت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے۔ اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا' پھر دوسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے' پھر تیسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے' امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قراءت بھی کرنا ہوگی اس لیے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ [علم الفقہ ص۹۷ جلد۲ ورد المحتار وغیرہ ونماز مسنون ص ۱۲۸]

مسئلہ: نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق کا حکم رکھتا ہے جو باقی ماندہ ایک یا دو رکعت بغیر قرأت کے ادا کرے گا۔ اور نماز خوف میں دوسرا گروہ مسبوق کا حکم رکھتا ہے۔ جو اپنی باقی ماندہ نماز منفرد کی طرح پڑھے گا۔ [نماز مسنون ص ۸۲۷ تا ص ۸۲۸]۔ اسی طرح جو مقیم شخص مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھتا

ہے وہ مسافر امام کی نماز ختم کرنے کے بعد لاحق ہوگا۔ [بحوالہ مسلم ص ۲۲۰ جلد اول و اعلاء السنن ص ۳۷۶]

مسئلہ: امام نے سلام کے کچھ دیر بعد سجدہ کیا تو مسبوق کیا کرے؟

مسئلہ: امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس کو یاد نہیں رہا' اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا اور مسبوق (بعد میں شامل ہونے والا) اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا' اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ مجھ پر سجدہ سہو واجب تھا (امام نے کلام نہیں کیا اور قبلہ سے بھی نہیں ہٹا تھا) لہٰذا امام فوراً سجدہ سہو میں چلا گیا تو اس مسبوق کو چاہیے کہ اگر اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شریک ہو جائے اور پھر جس وقت امام آخری سلام پھیرے تو اٹھ کر بقیہ اپنی نماز پوری کرلے۔ اور اس درمیان جو مسبوق نے قیام' قرأت اور رکوع کیا ہے وہ کالعدم تصور کیا جائے گا' اور اگر مقتدی نے لوٹ کر امام کے ساتھ سہو نہیں کیا جب بھی نماز صحیح ہو جائیگی' لیکن اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا البتہ اگر وہ مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو پھر نہ لوٹے ایسی صورت میں اگر لوٹے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاوی عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مسئلہ: اگر کسی مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو نہیں کیا اور اٹھ کر اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرنے لگا اور پھر اس سے بھی کوئی سہو (غلطی) ہو گیا تو ایک ہی مرتبہ اخیر میں سجدہ سہو کر لینا کافی ہے البتہ وہ مسبوق سلام کا انتظار کیے بغیر اٹھ جانے پر گنہگار ہوگا۔ [فتاوی عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

امام کو سہو ہونے کے بعد وضو بھی ٹوٹ گیا؟

مسئلہ: کسی امام کو نماز میں سہو ہوا اور اس کے بعد اس کو حدث بھی لاحق ہو گیا یعنی وضو بھی ٹوٹ گیا، امام نے صف میں سے ایک مسبوق کو (جس کی رکعت نکل گئی ہو) اپنی جگہ خلیفہ (امام) بنا دیا تو وہ مسبوق سلام تک نماز پوری کر دے لیکن سلام نہ پھیرے جس وقت سلام پھیرنا ہو تو کسی مدرک کو (جس کو پوری نماز ملی ہے) آگے کر دے اور وہ مدرک آ کر سجدہ سہو کرے اور پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے مسبوق بھی اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا۔ [عالمگیری ص ۶۶]

نماز میں حدث (بے وضو) ہو جانے کا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر

حدث اصغر ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں، اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے، ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوئے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے قہقہہ۔ جنون، بے ہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب، پاخانہ، مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہیں ہوگی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کر لے اور اگر نماز کا اعادہ کر لے تو بہتر ہے۔

اس صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

(۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔

(۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے۔ مثلاً جب وضو کو جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے، اس لیے کہ قراءت نماز کا رکن ہے۔

(۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔

(۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے، ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔

(۵) مقتدی کو ہر حال میں اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہیں پڑھنا جہاں پہلے شروع کی تھی۔

(۶) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔

منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کر لے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحباب کے ساتھ کرنا چاہیے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے، پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے، حاصل یہ کہ جس قدر حرکت

سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے، بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی نماز تمام کر لے چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے۔

مسئلہ: امام کو اگر حدث ہو جائے اگر چہ قعدہ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امام کے لائق سمجھتا ہو، اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے، مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ اتنی رکعتیں وغیرہ میرے اوپر باقی ہیں رکعتوں کے لیے انگلی سے اشارہ کرے، مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھاوے، دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر، قراءت باقی ہو تو منہ پر، سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر، سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر، پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آ کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے، اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کر لے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں اگر پانی مسجد کے اندر ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، چاہے کرے اور چاہے نہ کرے، بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ [شامی وغیرہ]

مسئلہ: خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کر لے، تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترہ سے آگے نہ بڑھا ہو، اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً سلام پھیر کر وضو کرنا چاہیئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کر لے۔

مسئلہ: مقتدی کو ہر حال میں اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہیئے، خواہ جماعت باقی ہو یا نہیں۔ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہیئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں، ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تا کہ وہ سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی

رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

مسئلہ: اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا عمداً حدث اصغر (یعنی وضو توڑے) کرلے، یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۳ جلد ۲]

(اس مسئلہ کی تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب ''مسائل امامت'' محمد رفعت قاسمی غفرلہ)۔

امام نے سورہ الناس پڑھی تو مسبوق کون سی پڑھے؟

مسئلہ: ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام نے دوسری رکعت میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی تو اس صورت میں مسبوق کو اپنی باقیماندہ رکعت میں اختیار ہے۔ پورے قرآن شریف میں سے جو سورت چاہے اور جہاں سے چاہے پڑھے کیونکہ قراءت کے سلسلہ میں باقی ماندہ نماز ابتداء کے حکم میں ہوتی ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۷ جلد ۳ بحوالہ درمختار ص ۵۵۷ جلد اول]

مسئلہ: جن رکعتوں کو آپ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کریں گے ان میں آپ امام کے تابع نہیں بلکہ اپنی اکیلے نماز پڑھنے کے حکم میں ہیں، اس لیے ان رکعتوں میں آپ کو اپنی قرأت کی ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری نہیں ہے مثلاً اگر آپ کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو پہلی رکعت میں آپ نے جو سورت پڑھی ہے دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھیں، اس سے پہلے کی نہ پڑھیں، لیکن امام کی قراءت کی ترتیب کا لحاظ آپ کے ذمہ ضروری نہیں ہے۔ پس امام نے جو سورتیں پڑھی ہیں آپ بقیہ رکعت میں اس سے پہلے کی سورت بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد کی بھی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۱۲ جلد ۳]

مسئلہ: احناف رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مسبوق جو رکعات امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھتا ہے وہ قراءت کے لحاظ سے اول ہیں یعنی حکماً اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے، اگرچہ حصہ وہ آخر ہے اور تشہد کے اعتبار سے یہ آخر ہیں اور امام کے ساتھ جو رکعتیں اس نے پائی ہیں وہ تشہد کے اعتبار سے اول ہیں، قرأت کے اعتبار سے آخر میں ہیں۔ [نماز مسنون ص ۸۳۱، کتاب الفقہ ص ۷۰۱ جلد اول]

جماعت کے لوٹانے میں نئے نمازی کا شرکت کرنا؟

مسئلہ: اگر فرض کے چھوٹنے کی وجہ سے نماز کا اعادہ ہوا ہے۔ (یعنی نماز دوبارہ پڑھی گئی) تو اس میں شریک ہونا نئے نمازی کا درست ہے، کیونکہ پہلی نماز باطل ہوگی اور اگر واجب کے چھوٹنے کی وجہ سے اعادہ ہوا ہے تو نئے آدمی کی شرکت درست نہیں ہے کیونکہ فرض پہلی نماز سے ادا ہو چکا ہے اور یہ صرف تکمیل ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۱۰، طحطاوی ص ۱۳۴ جلد اول، فتاویٰ دار العلوم ص ۵۱ جلد ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۶۲۴ ج ۱]

مسئلہ: اگر کسی شخص (یا امام) کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہوا تھا اور وہ بھول گیا، بھول کر ادا نہیں کر سکا تو وہ نماز ناقص ہوگی، اس کا لوٹانا ضروری ہے لیکن دوبارہ لوٹانے کی صورت میں وہ نماز نفل ہو گی، فرض اس کا ادا ہو چکا ہے گو وہ ناقص ادا ہوا۔ یہ دوبارہ نماز تکمیل ثواب کے لیے ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جماعت کے ساتھ اگر دوبارہ پڑھی گئی اور اسی حالت میں کسی نے فرض کی نیت سے امام کی اقتداء کی تو اس مقتدی کا فرض ادا نہ ہوگا، اس کو دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۴۷ بحوالہ شامی ص ۴۲۴ وفتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۶ جلد اول وفتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۲]

مسئلہ: بلا تاخیر نماز شروع کریں تو اقامت یعنی تکبیر کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، پہلی اقامت کافی ہے، اور اگر تاخیر ہوگئی ہے تو اقامت (تکبیر) دوبارہ کہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱ جلد ۳، شامی ص ۳۷۲ جلد اول]

مسئلہ: اگر دوبارہ تکبیر کہہ دی تو پھر بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

[فتاویٰ دار العلوم ص ۱۱۰ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۷۱ جلد اول]

ختم شد

بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اس خدمت سے عوام وخواص کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع عنایت فرمائے اور خاکسار کی محنت کو فلاح دارین کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی دینی خدمت کی مقبولیت کا موقع عنایت فرماتا رہے۔ آمین

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ خَالِصًا لِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ))

محمد رفعت قاسمی

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند یو، پی (انڈیا)

مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۶ ہجری

مطابق ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء

فضائل وآداب دعا

مسمی به احکام الرجاء في احکام الدعاء یعنی قرآن کریم اور حدیث شریف میں دعاء کے جو طریقے اور آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں ان پر مکمل اور جامع کتاب (احکام دعاء سے انتخاب اور ترتیب جدید کے ساتھ (ادارہ)

احادیث معتبرہ میں دعاء کے لیے مفصلہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ جن کو ملحوظ رکھ کر دعاء کرنا بلاشبہ کلید کامیابی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت ان تمام یا بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو یہ نہیں چاہیے کہ دعا ہی کو چھوڑ دے بلکہ دعا ہر حال میں مفید ہی مفید ہے اور ہر حال میں حق تعالیٰ سے قبول کی امید ہے۔

یہ آداب مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں، پوری حدیث نقل کرنے میں رسالہ طویل ہوتا ہے اس لیے صرف خلاصہ مضمون اور اس کتاب کے حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے جس میں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے۔

۱ ادب کھانے پینے، پہننے اور کمانے میں حرام سے بچنا (رواہ مسلم والترمذی عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ)

۲ ادب اخلاص کے ساتھ دعاء کرنا یعنی دل سے یہ سمجھنا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ہمارا مقصد پورا نہیں کر سکتا۔ [الحاکم فی المستدرک]

۳ ادب دعاء سے پہلے کوئی نیک کام کرنا اور بوقت دعاء اس کا اس طرح ذکر کرنا کہ یا اللہ میں نے آپ کی رضا کے لیے فلاں عمل کیا ہے آپ اس کی برکت سے میرا فلاں کام کر

دیجیے۔ [مسلم، ترمذی، ابوداؤد]

[۴] ادب پاک وصاف ہو کر دعاء کرنا [سنن اربعہ، ابن حبان ومستدرک حاکم]

[۵] ادب وضو کرنا [صحاح ستہ عن ابی موسیٰ الاشعری]

[۶] ادب دعاء کے وقت قبلہ رو ہونا [صحاح ستہ عن عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ]

[۷] ادب دوزانو ہو کر بیٹھنا [ابوعوانہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ]

[۸] ادب دعاء کے اول وآخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا [صحاح ستہ عن انس رضی اللہ عنہ]

[۹] ادب اسی طرح اول وآخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔

[ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، مستدرک]

[۱۰] ادب دعاء کے لیے دونوں ہاتھ پھیلانا [ترمذی، مستدرک، حاکم]

[۱۱] ادب دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر اٹھانا [ابوداؤد، مسند احمد، حاکم]

[۱۲] ادب وتواضع کے ساتھ بیٹھنا [مسلم، ابوداؤد، ترمذی۔ نسائی]

[۱۳] ادب محتاجی اور عاجزی کو ذکر کرو [ترمذی]

[۱۴] ادب دعاء کے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا [مسلم]

[۱۵] ادب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ ذکر کر کے دعاء کرنا [ابن حبان، مستدرک، اسماء الحسنیٰ آخر رسالہ میں لکھ دیئے گئے ہیں، وہاں دیکھ لیا جاوے]

[۱۶] ادب الفاظ دعاء میں قافیہ بندی کے تکلف سے بچنا [بخاری]

[۱۷] ادب دعاء اگر نظم میں ہو تو گانے کی صورت سے بچنا [حصن بر مز موصوف]

[۱۸] ادب دعاء کے وقت انبیاء علیہم السلام اور دوسرے مقبول وصالح بندوں کے ساتھ توسل کرنا یعنی یہ کہنا کہ یا اللہ ان بزرگوں کے طفیل سے میری دعاء قبول فرما [بخاری، بزار، حاکم]

[۱۹] ادب دعا میں آواز پست کرنا [صحاح ستہ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ]

[۲۰] ادب ان دعاؤں کے ساتھ دعاء کرنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کیونکہ آپ نے دین ودنیا کی کوئی حاجت چھوڑی نہیں جس کی دعاء تعلیم نہ فرمائی ہو۔

[ابوداؤد، نسائی، عن ابی بکرۃ الثقفی]

[۲۱] ادب ایسی دعاء کرنا جو اکثر حاجات دینی ودنیوی کو حاوی وشامل ہو۔ [ابوداؤد]

۲۲ ادب دعاء میں اول اپنے لیے دعاء کرنا اور پھر اپنے والدین اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو شریک کرنا [مسلم]

۲۳ ادب اگر امام ہو تو تنہا اپنے لیے دعاء نہ کرے بلکہ سب شرکائے جماعت کو دعاء میں شریک کرے۔ [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ]

روایت: ابوداؤد میں ہے کہ جو امام اپنے نفس کو دعاء میں خاص کرے اس نے قوم سے خیانت کی۔ مراد یہ ہے کہ نماز کے اندر امام ایسی دعاء نہ مانگے جو صرف اس کی ذات کے ساتھ مخصوص ہو مثلاً یہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اشْفِ ابْنِیْ یعنی اے اللہ میرے بیٹے کو شفا دے یا اِرْجِعْ اِلَیَّ ضَالَّتِیْ یعنی میری گمشدہ چیز کو واپس دے دے بلکہ ایسی دعاء مانگے جو سب مقتدیوں کو شامل ہو سکے۔ جیسے:((اللھم اغفرلی[1] وارحمنی وغیرہ ھذا ما افادہ شیخنا حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی رحمہ اللہ تعالی ولشراح الحدیث فیہ مقالات یاباھا نسق الحدیث واللہ اعلم))

۲۴ ادب عزم کے ساتھ دعاء کرے (یعنی یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو میرا کام پورا کر دے [صحاح ستہ]

۲۵ ادب رغبت وشوق کے ساتھ دعاء کرے [ابن حبان، ابوعوانہ، عن ابی ہریرۃ]

۲۶ ادب جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور قبول دعاء کی امید قوی رکھے۔ [مستدرک، حاکم]

۲۷ ادب دعاء میں تکرار کرنا یعنی بار بار دعاء کرنا [بخاری، مسلم] اور کم سے کم مرتبہ تکرار کا تین مرتبہ ہے۔ [ابوداؤد، ابن السنی]

(ف) ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ دعاء کو مکرر کرے یا تین مجلسوں میں تکرار دونوں طرح تکرار دعاء صادق ہے۔

۲۸ ادب دعاء میں الحاح واصرار کرے [نسائی، حاکم، ابوعوانہ]

---

[1] اس میں صیغہ مفرد ہونے کی وجہ سے شبہ نہ کیا جائے کیونکہ صیغہ مفرد میں بھی جماعت کی نیت کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ تکرار انفراداً ہو جماعت کے ساتھ دعا ثانیہ اور ثالثہ جو بعض بلاد میں رائج ہے اس کا ثبوت صحابہ و تابعین اور سلف سے نہیں ہے اس کا التزام بدعت ہے۔

۲۹ ادب کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے۔ [مسلم، ترمذی]

۳۰ ادب ایسی چیزوں کی دعاء نہ کرے جو طے ہو چکی ہے۔ (مثلاً عورت یہ دعاء نہ کرے کہ میں مرد ہو جاؤں یا طویل آدمی یہ دعاء نہ کرے کہ پست قد ہو جاؤں۔ [نسائی]

۳۱ ادب کسی محال چیز کی دعاء نہ کرے۔ [بخاری]

۳۲ ادب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو صرف اپنے لیے مخصوص کرنے کی دعاء نہ کرے۔

[بخاری، ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ]

۳۳ ادب اپنی سب حاجات صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کرے (مخلوق پر بھروسہ نہ کرے)۔

[ترمذی، ابن حبان]

۳۴ ادب دعاء کرنے والا بھی آخر میں آمین کہے اور سننے والا بھی۔ [بخاری، مسلم، ابوداوٗد، نسائی]

۳۵ ادب دعاء کے بعد دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے۔ [ابوداوٗد، ترمذی، ابن حبان، ابن ماجہ]

۳۶ ادب مقبولیت دعاء میں جلدی نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے دعاء کی تھی اب تک قبول کیوں نہیں ہوئی۔ [بخاری، مسلم، ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ]

اوقات اجابت (یعنی دعاء قبول ہونے کے خاص وقت)

شروع رسالہ میں بحوالہ حدیث بتایا گیا ہے کہ دعاء ہر وقت قبول ہو سکتی ہے۔ اور ہر وقت مقبولیت کی توقع ہے مگر جو اوقات اس جگہ لکھے جاتے ہیں ان میں مقبول ہو جانے کی توقع بہت زیادہ ہے، اس لیے ان اوقات کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

شب قدر: رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتیں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ اور ان میں بھی سب سے زیادہ ستائیسویں رات قابل اہتمام ہے۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک]

یوم عرفہ: بھی مقبولیت دعاء کے لیے نہایت مبارک و مخصوص دن ہے۔ [ترمذی]

ماہ رمضان المبارک: رمضان کے تمام دن اور رات برکات و خیرات کے ساتھ مخصوص ہیں، سب میں دعاء قبول کی جاتی ہے۔ [بزار عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ]

شب جمعہ: بھی نہایت مبارک اور مقبولیت دعاء کیلئے مخصوص ہے۔ [ترمذی، حاکم، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما]

روز جمعہ: [ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم]

ہر رات: میں یہ اوقات قبولیت دعاء کے لیے مخصوص ہیں۔ ابتدائی تہائی رات [احمد ابو یعلی] آخری تہائی رات [مسند احمد] آدھی رات [طبرانی] سحر کا وقت [صحاح ستہ]

ساعت جمعہ: احادیث صحیحہ میں ہے کہ جمعہ کے روز ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو دعاء کی جاوے قبول ہوتی ہے۔ مگر اس گھڑی کے تعین میں روایات اور اقوال علماء مختلف ہیں اور محققین کے نزدیک فیصلہ یہ ہے کہ یہ گھڑی جمعہ کے دن دائر سائر رہتی ہے۔ کبھی کسی وقت میں آتی ہے مگر تمام اوقات میں سے زیادہ روایات اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم سے دو وقتوں کو ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

اول: جس وقت سے امام خطبہ کے لیے بیٹھے نماز سے فارغ ہونے تک۔

[مسلم عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، والنووی]

(ف): مگر درمیان خطبہ میں دعاء زبان سے نہ کرے کہ ممنوع ہے بلکہ دل دل میں دعاء مانگے یا خطبہ میں جو دعائیں خطیب کرتا ہے ان پر دل دل میں آمین کہتا جاوے۔ اور دوسرا وقت عصر کے وقت غروب آفتاب تک ہے۔ [ترمذی، احمد، عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، ورجحہ الترمذی وغیرہ]

(ف): اس لیے صاحب حاجت کو چاہیے کہ دونوں وقتوں کو دعاء میں مشغول رکھے کہ اتنی بڑی نعمت کے مقابلہ میں دونوں وقت تھوڑی دیر رہنا کوئی مشکل چیز نہیں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مقبولیت دعاء کے خاص حالات

جس طرح مخصوص اوقات مقبولیت دعاء میں اثر رکھتے ہیں اسی طرح انسان کے بعض حالات کو بھی حق تعالیٰ نے مقبولیت دعاء کے لیے مخصوص فرمایا جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی وہ حالات یہ ہیں۔

اذان کے وقت: [ابوداؤد، مستدرک]

اذان واقامت کے درمیان: [ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

حی علی الصلوٰۃ حیّ علی الفلاح: کے بعد اس شخص کے لیے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو اس وقت دعاء کرنا بہت مجرب ومفید ہے۔ [مستدرک]

جہاد میں صف باندھنے کے وقت: [ابن حبان، طبرانی، موطا]

جہاد میں گھمسان کی لڑائی کے وقت: [ابوداؤد]
فرض نمازوں کے بعد: [ترمذی، نسائی]
سجدہ کی حالت میں: [مسلم، ابوداؤد، نسائی] ف، مگر فرائض میں نہیں۔
تلاوت قرآن کے بعد: [ترمذی] اور بالخصوص ختم قرآن کے بعد (طبرانی، ابویعلی) اور بالخصوص پڑھنے والے کی دعاء بہ نسبت سننے والوں کے زیادہ مقبول ہے۔ [ترمذی، طبرانی]
آبِ زم زم پینے کے وقت: [مستدرک، حاکم]
میت کے پاس حاضر ہوتے وقت: یعنی جو شخص نزع کی حالت میں ہو اس کے پاس آنے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ [مسلم و سنن اربعہ]
مرغ کے آواز کرنے کے وقت: [بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی]
مسلمانوں کے اجتماع کے وقت: [صحاح ستہ عن عطفیۃ الانصاریۃ]
مجالس ذکر میں: [بخاری، مسلم، ترمذی]
امام کے ولا الضالین کہنے کے وقت: [مسلم ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]
(ف) بظاہر امام جزری کی مراد اس سے وہ حدیث ہے جو ابوداؤد نے باب التشہد میں ذکر کی ہے ((واذا قال الإمام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا امين يجيبكم الله تعالى)) یعنی امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، حق تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے اس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر دعاء سے مراد صرف آمین کہنا ہے، دوسری دعائیں مراد نہیں۔ (اور آمین بھی آہستہ سے دل میں کہنا بہتر ہے)
اقامت نماز کے وقت: [طبرانی ابن مردویہ]
بارش کے وقت: [ابوداؤد، طبرانی، ابن مردویہ عن سہل بن سعد الساعدی] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام میں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ و تابعین کا یہ عمل سنا ہے۔ کہ بارش کے وقت خصوصیت سے دعاء مانگتے تھے۔
بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت: [ترمذی و طبرانی]
سورۂ انعام کی آیت کریمہ ﴿وَإِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ

رُسُلُ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ﴾ [پارہ ۸ سورۂ انعام] دونوں اسم اللہ کے درمیان جو دعاء کی جائے وہ بھی مقبول ہوتی ہے۔ امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے اور بہت سے علماء سے اس کا مجرب ہونا منقول ہے۔

مکانات اجابت (یعنی دعاء قبول ہونے کی خاص جگہیں)

تمام مقامات متبرکہ میں مقبولیت دعاء کی زیادہ ہے، اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مکہ کی طرف ایک خط میں تحریر فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ دعاء کی مقبولیت مجرب ہے۔ ''طواف'' میں اور ''ملتزم'' کے پاس (یعنی دروازہ بیت اللہ شریف اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اس میں، اور ''میزاب رحمت'' یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالہ کے نیچے، اور ''بیت اللہ'' کے اندر اور ''چاہ زمزم'' کے پاس اور ''صفاومروہ'' پہاڑوں کے اوپر اور ''سعی کرنے کے میدان'' میں (جو صفاومروہ کے درمیان ہے) اور ''مقام ابراہیم'' کے پیچھے اور ''عرفات'' میں اور ''مزدلفہ'' میں اور ''منیٰ'' میں اور ''تینوں جمرات'' کے پاس (جمرات وہ تین پتھر ہیں جو منیٰ میں نصب کیے ہوئے ہیں جن پر حجاج کنکریاں مارتے ہیں) امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یعنی روضہ اقدس کے پاس دعاء قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی)۔

وہ لوگ جن کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے

مضطر یعنی مصیبت زدہ کی دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ [بخاری، مسلم، ابوداؤد]

مظلوم اگرچہ فاسق وفاجر ہو اس کی دعاء بھی قبول ہوتی ہے۔ [مسند احمد، بزار، ابن ابی شیبہ] بلکہ اگر مظلوم کافر بھی ہو تو اس کی بھی دعاء رد نہیں ہوتی [مسند احمد ابن حبان] والد کی دعاء اولاد کے لیے [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ] عادل بادشاہ کی دعاء بھی مقبول ہوتی ہے [ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان] نیک آدمی کی دعاء مقبول ہے [بخاری، مسلم، ابن ماجہ] اولاد جو والدین کی فرمانبردار ہو اس کی بھی دعاء قبول ہوتی ہے [مسلم] مسافر کی دعا بھی مقبول ہے۔ [ابوداؤد، ابن ماجہ، بزار] روزہ دار کی دعاء روزہ افطار کرنے کے وقت [ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان] غائبانہ دعاء ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لیے بھی مقبول ہے [مسلم، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ] حجاج کی دعاء جب تک وہ وطن میں واپس آ دیں۔ [جامع

ابی منصور]

حدیث صحیح میں ہے کہ تمام پریشانی اور مشکلات کے وقت رسول کریم ﷺ دعائے قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد امام بلند آواز سے یہ دعاء پڑھے اور نمازی آمین کہیں گے۔ اس دعاء کے لیے تکبیر نہ ہو اور نہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ دعاء کے بعد تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ نمازی سجدہ میں جائیں یہ دعاء حصن حصین شریف اور دوسری کتب حدیث میں بھی ہے، اہل علم سے بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ، فی یوم عاشورہ ۱۳۸۱ھ ((اللھم تقبل دعو اتنا وامن روعاتنا واقل عن عثر اتنا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین)) [احکام وفضائل دعا]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

حکم الاقساط

حیلۃ الاسقاط

میت کی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اور مرنے کے بعد دوسرے حقوق کے ادا کرنے کا شرعی طریقہ

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت

میت کی فوت شدہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے واجبات وفرائض کی ادائیگی یا کفارہ کس طرح کیا جا سکتا ہے، جس سے وہ گناہ سے سبکدوش ہو جائے، اس کا بیان کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کا کچھ خلاصہ فائدہ عوام کے لیے اس رسالہ کے آخر میں لکھ دیا جائے گا۔

لیکن آج کل بہت سے شہروں اور دیہات میں لوگوں نے ایک رسم نکالی ہے، جس کو ''دور'' یا ''اسقاط'' کہتے ہیں، اور جاہلوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس رسم کے ذریعہ تمام عمر کی نماز، روزوں

اور زکوٰۃ و حج اور تمام فرائض و واجبات سے سبکدوشی ہو جاتی ہے اور اس رسم کو ایسی سخت پابندی کے ساتھ کیا جاتا ہے جیسے تجہیز و تکفین کا کوئی اہم فرض ہو جو کوئی نہیں کرتا اس کو طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں۔

بلا شبہ فقہاء کے کلام میں دور و اسقاط کی صورتیں مذکور ہیں، لیکن وہ جن شرائط کے ساتھ مذکور ہیں، عوام نہ ان شرائط کو جانتے ہیں، نہ ان کی کوئی رعایت کی جاتی ہے بلکہ فوت شدہ فرائض و واجبات سے متعلقہ تمام احکام شرعیہ کو نظر انداز کر کے اس رسم کو تمام فرائض و واجبات سے سبکدوشی کا ایک آسان نسخہ بنالیا گیا ہے جو چند پیسوں میں حاصل ہو جاتا ہے، پھر کسی کو کیا ضرورت رہی کہ عمر بھر نماز روزہ کی محنت اٹھائے۔

اس مسئلہ کے متعلق کچھ عرصہ ہوا کہ ایک سوال مخدوم محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب ''دامت برکاتہم'' مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کے پاس آیا تھا، آپ نے جواب لکھنے کے لیے میرے سپرد فرمایا، یہ جواب کسی قدر مفصل اور کافی ہو گیا، اس لیے اس رسم میں ابتلائے عام کے پیش نظر مناسب معلوم ہوا کہ اس کو بصورت رسالہ شائع کر دیا جائے، خدا کرے کہ یہ مسلمانوں کو جاہلانہ رسوم سے بچانے میں مفید ثابت ہو۔ واللہ الموفق والمعین۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں ایک حیلہ مروج ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کے بعد کچھ لوگ دائرہ بناتے ہیں، میت کے وارث ایک قرآن شریف اور اس کے ساتھ کچھ نقد باندھتے ہیں، اور دائرہ میں لاتے ہیں، امام مسجد جو دائرہ میں ہوتا ہے وہ لیتا ہے اور یہ الفاظ اس پر پڑھتا ہے۔((کل حق من حقوق الله من الفرائض والواجبات والكفارات و المنذورات بعضها اديت و بعضبالم تؤد الان عاجز عن ادائها و اعطيتك هذه المنحة الشريفة على' هذه النقودات فى حيلة الاسقاط رجاء من الله تعالىٰ ان يغفرله)) اور ایک دوسرے کی ملک کرتا ہے۔ تین دفعہ اس کو پھیرا جاتا ہے، بعدہ نصف امام کو اور نصف غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے، زید ایک امام مسجد ہے، اس نے اس مروجہ حیلہ کو چھوڑ دیا ہے اور کہتا ہے کہ اس مروجہ حیلہ کا

ثبوت ادلۂ شرعیہ سے کوئی نہیں، لہٰذا یہ بات بدعت ہے، زید کے ترک پر زید کو لوگ ملامت کرتے ہیں، اور زید باوجود حنفی المذہب ہونے کے اس کو وہابی کہتے ہیں اور اس حیلہ کے جواز پر آباء و اجداد کی دلیل لاتے ہیں کیا زید حق پر ہے یا باطل پر، اس مروجہ حیلہ کا کیا حکم ہے زید اس رواج اور اس التزام واصرار کو ختم کرنے کا شرعاً حق دار اور مصیب ہوگا یا نہیں نیز بعض صورتوں میں مشترک ترکہ میں سے روپیہ لایا جاتا ہے، جس میں بعض وارث موجود نہیں ہوتے نیز بعض دفعہ یتیم بچے رہ جاتے ہیں کیا یہ مال حیلہ میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں اور دائرہ والے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا بالدلائل الشرعیۃ

الجواب: حیلہ اسقاط یا دور بعض فقہائے کرام نے ایسے شخص کے لیے تجویز فرمایا تھا جس کے کچھ نماز روزے وغیرہ اتفاقاً فوت ہوگئے، قضاء کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی، لیکن اس کے ترکہ میں اتنا مال نہیں جس سے تمام فوت شدہ نماز روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کیا جاسکے، یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو اس کو تو وارث بانٹ کھائیں، اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کرکے خدا و خلق کو فریب دیں، درمختار، شامی وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اور ساتھ ہی اس حیلہ کی شرائط میں اس کی تصریحات واضح طور پر فرمائی ہیں کہ جو رقم کسی کو صدقہ کے طور پر دی جائے اس کو اس رقم کا حقیقی طور پر مالک ومختار بنا دیا جائے کہ جو چاہے کرے، ایسا نہ ہو کہ ایک ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں دینے کا محض ایک کھیل کیا جائے، جیسا عموماً آج کل اس حیلہ میں کیا جاتا ہے، کہ نہ دینے والے کا یہ قصد ہوتا ہے کہ جس کو وہ دے رہے ہیں وہ صحیح معنیٰ میں اس کا مالک ومختار ہے اور نہ لینے والے کو یہ تصور و خیال ہوسکتا ہے کہ جو رقم میرے ہاتھ میں دی گئی ہے میں اس کا مالک ومختار ہوں۔

دو تین آدمی بیٹھتے ہیں اور ایک رقم کو باہمی ہیرا پھیری کا ایک ٹوٹکا سا کرکے اٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے میت کا حق ادا کردیا، اور وہ تمام ذمہ داریوں سے سبک دوش ہوگیا حالانکہ اس لغو حرکت سے میت کو نہ تو کوئی ثواب پہنچا نہ اس کے فرائض کا کفارہ ادا ہوا، کرنے والے مفت میں گناہ گار ہوئے۔

رسائل ابن عابدین میں اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ منۃ الجلیل کے نام سے شامل ہے اس میں تحریر ہے۔

((ویحب الاحتراز من ان یدیر ھا اجنبی الا بوکالة کماذکرنا وان یکون الموصی او الوارث کما علمت ،ویحب الا حتراز من ان یلاحظ الوصی عند دفع الصرة للفقیر الھزل او الحیلة بل یجب ان یدفعھا عازما علی تملیکھا منه حقیقة لا تحیلاً ملاحظا ان الفقیر اذا ابی عن ھبتھا الی الوصی کان له ذلك ولا یجبر علی الھبة)) [ترمنة الجلیل فی اسقاط ما علی الذمه من کثیر و قلیل خاتمه رسائل ابن عابدین شامی ص ۱۲۵ ج ۱]

الغرض اس حیلہ کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کہ کچھ صحیح اور قواعد شرعیہ کے مطابق ہو لیکن جس طرح کا رواج اور التزام آج کل چل گیا ہے۔ وہ بلا شبہ ناجائز اور بہت سے مفاسد پر مشتمل قابل ترک ہے، چند مفاسد اجمالی طور پر لکھے جاتے ہیں۔

- بہت مواقع میں اس کے لیے جو قرآن مجید اور نقد رکھا جاتا ہے وہ میت کے متروکہ مال میں سے ہوتا ہے اور اس کے حق دار وارث بعض موجود نہیں ہوتے یا نابالغ ہوتے ہیں تو ان کے مشترکہ سرمایہ کو بغیر ان کی اجازت کے اس کام میں استعمال کرنا حرام ہے، حدیث میں ہے ((لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب نفس منه)) اور نابالغ تو اگر اجازت بھی دے دے تو وہ شرعاً نامعتبر ہے اور ولی نابالغ کو ایسے تبرعات میں اس کی طرف سے اجازت دینے کا اختیار نہیں بلکہ ایسے کام میں اس مال کا خرچ کرنا حرام ہے بنص قرآن شریف آیت کریمہ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا﴾ [پارہ ۴ سورۃ النساء] (ترجمہ) ”جو لوگ یتیموں کے مال ظلماً خرچ کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں“۔ سے ثابت ہے کہ ایسے مال کا دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔
- اگر بالفرض مال مشترک نہ ہو یا سب وارث بالغ ہوں، اور سب سے اجازت بھی لی جاوے تو تجربہ شاہد ہے کہ ایسے حالات میں یہ معلوم کرنا آسان نہیں ہوتا کہ ان سب نے بطیب خاطر اجازت دی ہے یا برادری اور کنبہ کے طعنوں کے خوف سے اجازت دی ہے اور اس قسم کی اجازت حسب تصریح حدیث مذکور کالعدم ہے۔
- اور اگر بالفرض یہ سب باتیں بھی نہ ہوں سب بالغ ورثاء نے بالکل خوش دلی کے

ساتھ اجازت دے دی ہو یا کسی ایک ہی شخص وارث یا غیر وارث نے اپنے ملک خاص سے اس کا انتظام کیا ہے تو مفاسد ذیل سے وہ بھی خالی نہیں۔ مثلاً اس حیلہ کی فقہی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جس شخص کو اول یہ قرآن اور نقد دیا جاتا ہے اس کی ملک کر دیا جائے اور پوری وضاحت سے اس کو بتا دیا جائے کہ اب تم مالک ومختار ہو جو چاہو کرو پھر وہ اپنی خوشی سے بلا کسی رسمی دباؤ یا لحاظ و مروت کے میت کی طرف سے کسی دوسرے شخص کو اس طرح دے دے اور مالک بنادے اور پھر وہ شخص اسی طرح کسی تیسرے چوتھے کو دے دے لیکن مروجہ رسم میں اس کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا، اول تو جس کو دیا جاتا ہے، نہ دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس کی ملک ہوگیا، اور وہ اس میں مختار ہے نہ لینے والے کو اس کا کوئی خطرہ پیدا ہوتا ہے جس کی کھلی علامت یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس وقت یہ نقد لے کر چل دے اور دوسرے کو نہ دے تو دینے والے حضرات ہرگز اس کو برداشت نہ کریں، اور ظاہر ہے اس صورت میں تملیک صحیح نہیں ہوتی، اور بدون تملیک کے کوئی قضا یا کفارہ یا فدیہ معاف نہیں ہوتا، اسی لیے یہ حرکت بے کار ہوجاتی ہے۔

۴ مذکورہ صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس شخص کو مالک بنایا جائے وہ مصرف صدقہ ہو صاحب نصاب نہ ہو مگر عام طور پر اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا عموماً ائمہ مساجد جو صاحب نصاب ہوتے ہیں، انہی کے ذریعہ یہ کام کیا جاتا ہے اس لیے بھی یہ سارا کاروبار لغو و غلط ہو جاتا ہے، میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

۵ اور اگر بالفرض مصرف صدقہ کا بھی صحیح انتخاب کرلیا جائے اور ان کو پورا مسئلہ بھی معلوم ہو کہ وہ قبضہ کرنے کے بعد اپنے آپ کو مالک ومختار سمجھے پھر میت کی خیر خواہی کے پیش نظر وہ دوسرے کو اور اسی طرح دوسرا تیسرے چوتھے کو دیتا چلا جائے تو آخر میں وہ جس شخص کے پاس پہنچتا ہے وہ اس کا مالک ومختار ہے، اس سے واپس لے کر آدھا امام کو اور آدھا دوسرے فقراء کو تقسیم کرنا ملک غیر میں بلا اس کی اجازت کے تصرف کرنا ہے جو ظلم اور حرام ہے، حسب تصریح حدیث مذکور۔

۶ اور بالفرض یہ آخری شخص اس کی تقسیم اور حصے بخرے لگانے پر آمادہ بھی ہوجائے اور فرض کرو کہ اس میں دباؤ سے نہیں دل سے ہی راضی ہوجائے تو پھر بھی اس طرح کے حیلہ کا ہر میت کے لیے التزام کرنا اور جیسے تجہیز و تکفین جیسے واجبات شرعیہ ہیں، اسی طرح اس درجہ میں اس کو

اعتقاد ضروری سمجھنا یا عملاً ضروری کے درجہ میں التزام کرنا یہی احداث فی الدین ہے، جس کو اصطلاح شریعت میں بدعت کہتے ہیں، اور جو اپنی معنوی حیثیت سے شریعت میں ترمیم و اضافہ ہے (نعوذ باللہ)

نیز اس حیلہ کے التزام سے عوام الناس اور جہلاء کی یہ جرأت بھی بڑھ سکتی ہے کہ تمام عمر بھی نہ نماز پڑھیں، نہ روزہ رکھیں نہ حج کریں، نہ زکوٰۃ دیں، مرنے کے بعد چند پیسوں کے خرچ سے یہ سارے مفاد حاصل ہو جائیں گے، جو سارے دین کی بنیاد منہدم کر دینے کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین کے صحیح راستہ پر چلنے اور سنت رسول ﷺ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

مذکور الصدر اجمالی مفاسد کو دیکھ کر بھی یہ فیصلہ کر لینا کسی مسلمان کے لیے دشوار نہیں کہ یہ حیلے حوالے اور اس کی مروجہ رسوم سب ناواقفیت پر مبنی ہیں میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں، اور کرنے والے بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ

مسائل فدیہ نماز وروزہ وغیرہ

مسئلہ: جس شخص نے نماز روزہ یا حج زکوٰۃ وغیرہ کی کوئی وصیت کی تو یہ وصیت اس کے ترکہ کے صرف ایک تہائی حصہ میں جاری کرنا وارثوں پر لازم ہوگا، ایک تہائی ترکہ سے زائد کی وصیت ہو تو وہ سب وارثوں کی اجازت ورضامندی پر موقوف ہے اگر وہ سب یا اس میں کوئی اجازت نہ دے تو مشترکہ ترکہ سے وصیت پوری نہیں کی جاسکتی، اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہے تو اس کی اجازت بھی معتبر نہیں، اس کے حصہ پر ایک تہائی سے زائد کی وصیت کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔

[ھدایہ عالمگیری شامی وغیرہ]

مسئلہ: جس شخص نے وصیت کی ہو اور مال بھی اتنا چھوڑا ہو کہ اس کے ایک تہائی میں ساری وصیتیں پوری ہو سکیں تو وصی اور وارثوں کے ذمہ واجب ہے کہ اس وصیت کو پورا کریں، اس میں کوتاہی کریں یا میت کا مال موجود ہوتے ہوئے اس کے نماز روزہ کے فدیہ میں حیلہ حوالہ پر اعتماد کر کے مال کو خود تقسیم کر لیں تو گناہ ان کے ذمہ رہے گا مسئلہ: وصیت کرنے کی صورت میں

واجبات وفرائض کی ادائیگی کی یہ صورت ہوگی۔

۱ ہر روز کی نمازیں وتر سمیت چھ لگائی جائیں گی اور ہر نماز کا فدیہ پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی یعنی ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔

۲ ہر روزہ کا فدیہ پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ اگر کوئی نذر (منت) مانی ہوئی ہے تو اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا۔

۳ زکوۃ جتنے سال کی اور جتنی مقدار مال کی رہی ہے اس کا حساب کر کے ادا کرنا ہوگا۔

۴ حج فرض اگر ادا نہیں کر سکا تو میت کے مکان سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا جائے گا اور اس کا پورا کرایہ وغیرہ تمام مصارف ضروریہ ادا کرنے ہوں گے۔

۵ کسی انسان کا قرض ہے تو اس کو حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔

۶ جتنے صدقۃ الفطر رہے ہوں ہر ایک کے پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔

۷ قربانی کوئی رہ گئی ہو تو اس سال میں ایک بکرے یا ایک حصہ گائے کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کیا جائے۔ [متنہ الجلیل]

۸ سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پونے دوسیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔

۹ اگر فوت شدہ نماز یا روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو تخمینہ سے حساب کیا جائے گا۔

یہ سب احکام اس صورت کے ہیں جس میں مرنے والے نے وصیت کر دی ہو اور بقدر وصیت مال چھوڑا ہو اور اگر وصیت ہی نہیں کی یا ادائے وصیت کے مطابق کافی ترکہ نہیں ہے تو وارثوں پر اس کے فرائض و واجبات کا فدیہ ادا کرنا لازم نہیں، ہاں وہ اپنی خوشی سے ہمدردی کرنا چاہیں تو موجب ثواب ہے۔ [بندہ محمد شفیع محرم الحرام۔ کراچی]

یہ رسم نہایت قبیح اور واجب ترک ہے الجواب صحیح ابو احمد عزیز الدین بندہ احتشام الحق تھانوی خطیب جامع مسجد راولپنڈی للہ در المجیب اتی بتحقیق عجیب الجواب صواب محمد حسن محمد ضیاء الحق مدرسہ اشرفیہ لاہور خادم جامعہ اشرفیہ۔ لاہور

الجواب صحیح خیر محمد جالندھری

خیر المدارس ملتان شہر